قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوٰة فی مسجدی
هذا خیر من الف صلوٰة فیما سواه الا المسجد الحرام (متفق علیه)

چوبیس (۲۴) مقالات کا کستوری سے معطّر مجموعہ

مسکِ المدینہ

(مدینے کی خوشبو)

تصنیف وتالیف

خادم القرآن والحدیث

علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف سنگلن پور

الناشر مولانا عبداللطیف ربانی

مکتبہ اصحاب الحدیث

مچھلی بازار ◦ اردو بازار ◦ حسن مارکیٹ ◦ لاہور

شُہرہ آفاق، چھ منفرد علمی ابواب اور چوبیس مقالات
کا کستوری سے معطّر مجموعہ

مِسْکُ الْمَدِیْنَة

تالیف

خادم القرآن والحدیث
علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور
ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی ٥ ایم اے اسلامیات بہاولپور یونیورسٹی

ترتیب وتزئین
صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری ایم اے (عربی واسلامیات)

شعبہ تصنیف و تبلیغ الجامعہ الابراھیمیہ
بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)

نام کتاب : "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ"

تصنیف : پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری

تزئین وترتیب : صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری

سن طباعت : 2002ء

کمپوزنگ : محمد حسین فون: 0300-9414815

تعداد : 2200

قیمت : -/150 روپے

ملنے کا پتہ

- ☆ جامعہ ابراھیمیہ منڈی کنگن پور تحصیل چونیاں ضلع قصور
- ☆ مکتبہ ایوبیہ حدیث منزل اے ایم نمبر ۱ کراچی نمبر ۱
- ☆ مکتبہ دار السلفیہ شیش محل روڈ لاہور
- ☆ نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی بازار حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- ☆ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ۔
- ☆ فاروقی کتب خانہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔
- ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔

مِسکُ المَدِینَۃ

کے چھ ابواب اور (۲۴) خطبات کی تفصیل

باب اوّل	☆ سراجاً منیراً	سات خطبات
باب دوم	☆ حسن یوسف	سات خطبات
باب سوم	☆ مقام حضرت ابوبکر صدیق	تین خطبات
باب چہارم	☆ عظمت حضرت فاروق اعظم	تین خطبات
باب پنجم	☆ شان حضرت عثمان غنی	دو خطبات
باب ششم	☆ فضائل حضرت علی	دو خطبات

"مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" کی تدریس

والدِ گرامی قدر علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری کے مقالات میں علم کی گہرائی، تحقیق کا نچوڑ، مصادر و مراجع، جوش کی فراوانی، الفاظ کی شوکت و حشمت ہے۔

یوں مسکرائے کہ جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

بڑی محنت سے نصاب "بسلسلہ فن خطابت" تیار کیا گیا ہے۔ جس کی تدریس سے نہ بولنے والوں کو قوت گویائی نصیب ہوگی۔ انشاء اللہ۔

"مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" کی تدریس کا دورانیہ کم از کم پانچ صفحات سے کم نہ ہو۔

عبارت کی حلاوت و چاشنی کبھی بھی تھکاوٹ محسوس نہ ہونے دے گی۔

عربی، فارسی، انگلش عبارتیں بغور پڑھیں۔

"مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" سے مستفیض ہونے والے "اِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وَ طُوْلُ زَمَانٍ" پر عمل کریں۔ اس طرح صاحب "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" کے لئے یہ کتاب صدقہ جاریہ اور ذخیرہ آخرت بنے گی۔ انشاء اللہ!

فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰہٍ ○ وَ نُوْرُ اللّٰہِ لَا یُعْطٰی لِعَاصِیْ

(امام شافعیؒ)

نوٹ: "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" میں اگر اغلاط و تسامحات نظر آئیں تو اہل علم عبارت کی درستگی فرما کر مطلع کریں تا کہ آئندہ کا ایڈیشن مزید ممتاز ہو۔ جزاکم اللہ

الداعی الی الخیر: صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری ایم اے۔
فاضل عربی و درس نظامی، خطیب اعظم کنگن پور ضلع قصور
رابطہ فون: 04449-820034

باب اوّل

حُسن یوسفؑ، دم عیسٰیؑ، یدبیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

سِرَاجًا مُّنِیْرًا

مِنَ الْحَرَمِ ...... اِلَی الْحَرَم

تألیف

خادم القرآن والحدیث
علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور
ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی ○ ایم اے اسلامیات بہاولپور یونیورسٹی

ترتیب وتزئین

صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری۔ فاضل علوم شرقیہ ووفاق المدارس

شعبہ تصنیف و تبلیغ الجامعہ الابراھیمیہ
بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)

تیرے راستہ کو دیکھا، تیرا چلنا یاد آیا
تیری میٹھی میٹھی باتیں، تیرا ملنا یاد آیا

رسول اللہؐ پہ صدقے جان میری ○ جنہوں نے زندگی کے گر سکھائے
میری چشم بصیرت، صد مبارک ○ جدھر اٹھے تو تیری دید پائے
چمک اٹھے بروز حشر قسمت ○ غلامانِ نبیؐ میں نام آئے

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ یَا سَیِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَایُمْکِنُ الثَّنَاءِ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ
بَعْدَ اَزْ خُدَا بُزِرگ تُوئی قِصَّہ مُخْتَصَر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تکمیلِ انسانیّت کا نقطۂ عروج

سِرَاجًا مُنِیْرًا

کتنے خوش نصیب تھے اس زمین کے ذرّے
جن پر خیر مجسم ؐ کے قدم مبارک پڑے تھے۔
حسن آپ ؐ کی صفت ہے اور صفت آپ کا حسن ہے۔

انتساب

بندہ نے محسن انسانیت ﷺ کی پاکیزہ سیرت کے چشمۂ صافی سے خلق خدا کو سیراب کرنے اور مدحت رسول ﷺ میں عقیدت کے لعل و گہر پیش کرنے کے لئے ''**مِسْكُ الْمَدِيْنَة**'' تصنیف کی ہے۔ جس کا انتساب میں

پابند صوم و صلوٰۃ قاریۂ قرآن والدہ رحمت بی بی مرحومہ بنت

مولانا حافظ **نور محمد میواتی** مرحوم نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُمَا کے نام کرتا ہوں۔ جن کی دردمند دعاؤں نے اس بندۂ عاجز کو قرآن و حدیث کا خادم بنایا۔ اللہ مجھے مرحومین کے لئے

''**وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوا لَهٗ**''

کا صحیح مصداق بنائے۔ آمین۔

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کے لئے

اللہ تعالیٰ ''**مِسْكُ الْمَدِيْنَة**'' کو قبول و مبرور فرمائے۔ آمین۔

وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللّٰه

بندہ ناچیز **پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور**

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰیO و بعدہ
اہل علم کا فرض منصبی ہے کہ قرآن وحدیث کا پیغام تحریر وتقریر کے ذریعے "عِبَادُ الرَّحْمٰنْ" تک پہنچاتے رہیں۔ یہی اصول میرے پیش نظر ہے۔

میرا مقالہ "سِرَاجًا مُّنِیْرًا مِنَ الْحَرَمِ اِلَی الْحَرَمْ" منقبت رسول مقبول ﷺ ہے جو میرا ایمان' ایقان' اور میری زندگی کا پسندیدہ عنوان ہے۔ جو میرے لئے دارین میں فتح یابی' ظفریابی' کامیابی کا وسیلہ ہے۔ انشاءاللہ۔

میرا مقالہ "حُسنِ یوسف ؑ" درد اور غموں سے بھرپور ہے۔ راتوں کی تنہائیوں میں طالبینِ علم "خوشبوئے یوسف" سے معطر ہوں گے اور باپ بیٹے کی جدائی دیکھ کر آبدیدہ بھی ہوں گے۔ اس مختصر مقالہ میں آداب حکمرانی بھی ہیں اور حصول اقتدار کے لئے بہترین "نمونۂ سیرت" بھی۔

دعوتی نقطہ نگاہ سے لکھے گئے میرے دیگر مقالات بعنوان

☆ مقام ابوبکر صدیقؓ ☆ عظمت فاروق اعظمؓ

☆ شانِ عثمانؓ ذی النورینؓ ☆ شان حضرت علیؓ

ہدیۂ اہل ایمان ہیں جو یقیناً اہل وطن کی نگاہوں کا مرکز بنیں گے۔ امید ہے کہ اہل بصیرت میرے کلمات کو یاقوت' ہیرا' نیلم، فیروزہ سے زیادہ قیمتی چمپا' چنبیلی' گل نیلوفر' گلاب جیسی خوشبوؤں سے بھی زیادہ اہم تصور کریں گے۔

اسی بناء پر میں نے اپنے مجموعۂ مقالات کا نام "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" منتخب کیا ہے۔ جو اب شائع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ "مِسک" عربی زبان کا لفظ ہے جو رسول کریم ﷺ کی زبان مقدس سے نکلا ہے جسے فارسی میں

''مُشک''۔ ہندی میں کستوری اور انگریزی میں ''مُسک'' (Musk) کہتے ہیں۔ یہ مسک نر آہو میں پائی جاتی ہے۔ جس کی خوشبو دور تک محسوس ہوتی ہے۔ یہ کوہ ہمالیہ کی آٹھ ہزار فٹ بلندیوں پر بھی دستیاب ہے۔

مجھے ''مِسْکُ الْمَدِیْنَۃُ'' جس میں چوبیں (۲۴) خطبات ہیں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے فیصلہ اہل نظر پر چھوڑتا ہوں۔

صاحبِ ثروت حضرات: سکولز' کالجز' جامعات و مدارس دینیہ کے طلبہ و علماء میں مفت تقسیم کرنے کے لئے کتاب ہذا کے کسی بھی پسندیدہ ایک مقالہ کو شائع کروا سکتے ہیں جو ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا لیکن اس کے لئے مجھ سے اجازت لینا ہوگی۔ تاکہ ان کی راہنمائی کی جا سکے۔

ہم فقیروں کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ لاہور میں تین چار کنال جگہ خرید کر مرکز اسلام بنا سکیں۔ بناء بریں میں نے ضلع قصور کے سرحدی قصبہ کنگن پور میں بیٹھنے کا فیصلہ کیا۔

لاہور میں کوئی بھی صاحب دل مرکز بنا کر دے یا کوئی پختہ بلڈنگ جس میں ادائیگی نماز کے لئے وسیع ہال کمرہ ہو ''اَلْوَقْفُ لِلّٰہِ'' کر دے تو یہ صدقہ جاریہ ہوگا۔ فقیر جہاں بھی بیٹھے گا رونقیں اُمڈ آئیں گی انشاء اللہ۔ فیوض و برکات کا نزول ہوگا۔ خطبات جمعۃ المبارک میں حاضری ''عَدِیْمُ الْمِثَالْ'' ہوگی انشاء اللہ۔ اس طرح مجھے قرآن وحدیث کی تبلیغ اور اہل وطن کی خدمت میں آسانی ہوگی اور محسنین کو اجر ملے گا۔

راقمُ الحروف پندرہ سال کی عمر سے لیکر اب تک پانچ' چھ ہزار سے بھی زیادہ تبلیغی اجتماعات سے خطاب کر چکا ہے۔ جس کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں مختلف کیسٹ سینٹروں سے دستیاب ہیں۔ ''تحریک ختم نبوت'' اور ''تحریک نظام مصطفی ﷺ'' اور ''دھرنا مار تحریک'' میں کتنا عرصہ پسِ دیوار زنداں رہا۔ کراچی سے لے کر پشاور تک گلی' گلی' نگر' نگر

''چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری''

والی بات ہے۔ بندہ نے لاہور' قصور' گوجرانوالہ' ڈسکہ ضلع سیالکوٹ اور کنگن پور میں ایک عرصہ تک خطابت کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

بفضل اللہ اب میری ملاقاتیں عالم اسلام کے عظیم رہنماؤں اور پاکستان کے قومی مقتدر بزرگوں سے ہیں۔ بندہ نے کراچی سے درس نظامی کی سند فراغت حاصل کی' پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی' بہاولپور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کرنے کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور جیسے اہم ادارے سے میرٹ اور مقابلہ کی بنیاد پر تعلیمی و تدریسی اعزاز حاصل کیا۔ میں نے ''**مِسکُ الْمَدِیْنَۃ**'' کو اپنی تفصیلی سوانح حیات' انٹرویوز' اخباری بیانات کے تراشے تبلیغی اشتہارات اور تصاویر وغیرہ سے مبرّا رکھا ہے تاہم ان باتوں کے طلبگار میری کتاب ''مقالات خادم قصوری'' پڑھیں۔

اپنے منہ سے مت کہو یہ ہیں ہماری خوبیاں
لوگ خود پہچان کر لیں گے تمہاری خوبیاں

اس علمی کتاب میں ضرورت کے پیش نظر پنجابی اشعار بھی لکھے ہیں تاکہ پنجابی احباب بھی بھرپور استفادہ کر سکیں۔ علاوہ ازیں یکصد عنوانات ترتیب دیئے جا چکے ہیں۔ اس اہم کام کی تکمیل کے لئے کوئی صاحب درد اپنی طرف سے ایک عدد جدید کمپیوٹر اَلْوَقْفُ لِلّٰہِ کرے۔

امید ہے کہ یہ کتاب ''**مِسکُ الْمَدِیْنَۃ**'' میری اور میرے معاون خاندان کی نجات اخروی کا سبب بنے گی۔ اور قارئین کے لئے باعث برکت و رحمت ثابت ہوگی۔ ناقدری ہوگی اگر نہ لکھوں کہ پروفیسر میاں عبدالجبار کمیانہ پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ اور بَقِیَّۃُ السَّلَف حضرت مولانا حکیم سیّد ہدایت اللہ شاہ بخاری کا اس سلسلہ میں از حد زیادہ تعاون رہا ہے۔ جن کی پُرخلوص

دعاؤں اور راہنمائی سے مجھے بے حد حوصلہ ملا۔

مزید یہ کہ علمائے عظام اپنے تاثرات میرے نام حوالۂ ڈاک کریں۔ آپ کی تقریظات مجھے مزید کام کرنے کا ولولۂ تازہ دیں گی اور ملکی جرائد کی زینت بنیں گی۔

اہل علم آگاہ رہیں کہ میں نے اپنی کتاب ''مِسکُ الْمَدِیْنَۃ'' کی تکمیل کے لئے قابل قدر اور مستند قدیم دینی و علمی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ جملہ حوالہ جات کے اصل ماخذ میرے کتب خانے میں موجود ہیں۔

یہ کام محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرقہ واریت سے بالاتر میرے خطابت کے گلدستے کو قبول فرمائے۔ آمین۔ اور ملت اسلامیہ کے لئے ''مِسکُ الْمَدِیْنَۃ'' کا فیض عام ہو' جو صرف تیری رضا اور تیرے دین کی سربلندی کے لئے ہے۔

اور یہ کہ بچوں اور بچیوں میں بطور ''اسلامیات اختیاری'' اس کی تعلیم عام ہو۔ آمین۔

جسے آپ گنتے تھے آشنا' جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومن مبتلا' تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

طَالِبُ الدَّعْوَات
(ابو اسحاق) پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری
بانی مرکز اسلام اَلْجَامِعَۃُ الْاِبْرَاھِیْمِیَّۃ　کنگن پور ضلع قصور (پنجاب) پاکستان
رابطہ فون: 04449 - 820034

علامہ خادم قصوری اہل علم وحلم اور صاحبِ فراست ہیں

مولانا معین الدین لکھوی (ستارۂ امتیاز)

علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری ہماری جماعت کے بلند پایہ خطیب، صاحب طرز ادیب، باوقار معلم اور ژرف نگاہ مصنف ہیں۔

قوم کی نفسیات اور ملت و وطن کی ضروریات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ملک و قوم کے درد آشنا، اہل علم وحلم اور صاحبِ فراست بزرگ ہیں۔

ان کی کتاب "مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" نظر سے گزری ہے یہ ان کا شاہکار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ان کی وابستگی کی آئینہ دار ہے۔

یہ بندہ ہمیشہ ان کی محبت کے زیر بار ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے خطبات کی طرح ان کے ان مقالات کو بھی قبول عام بخشے اور لوگ تا قیامت ان کی کتابیں پڑھ کر دلوں کا نور اور آنکھوں کا سرور حاصل کرتے رہیں اور ان کے ارشادات و فرمودات آخرت میں سب کے لئے ذریعہ نجات بنیں۔ آمین۔

بندہ مسکین: معین الدین لکھوی

ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

سرپرست اعلیٰ مرکزی جمعیت و رکن قومی اسمبلی (معطل) پاکستان

"مِسْکُ الْمَدِیْنَة" بہت پیارا گلدستہ ہے

مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی

علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری کی تصنیف "مِسْکُ الْمَدِیْنَة" کو میں نے دیکھا ہے یہ محبوب رب العالمینؐ سے کمالِ محبت وعقیدت کا بہت پیارا گلدستہ ہے۔

دیکھنے اور سونگھنے والے بے اختیار اسے "مِسْکُ الْمَدِیْنَة" تسلیم کریں گے۔ خادم قصوری صاحب عوامی مزاج کو خوب سمجھتے ہیں اور سخنِ شیریں کے جمال کے ساتھ احتیاط کا کمال بھی رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ کفر وشرک کی تردید میں بھی اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہیں۔

نوجوانوں کو تبلیغ دین کے لئے پروفیسر خادم قصوری کے تبحّرِ علمی اور اندازِ کلیمی سے فیض یاب ہونا چاہئے اور ان کے نشانِ قدم پر ذوقِ مطالعہ کو ترقی دینی چاہئے تاکہ وہ کتاب وسنت کی روشنی کو پھیلانے اور باطل کی تاریکیوں کو مٹانے کا جہاد کر سکیں۔

اللہ کریم "مِسْکُ الْمَدِیْنَة" کو شرفِ قبول بخشے اور مصنف کے لئے اسے "صَدَاقِ حُوْرِعِیْن" بنائے۔ آمین۔

دعاگو: حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی امیر مرکزیہ
مدیر مرکز ادارۃ الاصلاح البدر بنگہ بلوچاں
نزد پھولنگر۔ ضلع قصور

"ھُوَالْمِسکُ اِذَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ"

مصنف نے "مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" کو بڑی عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔

—— پیکر علم مولانا حافظ صلاح الدین یوسف لاہور۔

کچھ عرصہ سے خطبات اور تقاریر کو مرتب کر کے شائع کرنے کا نیا سلسلہ شروع ہوا ہے اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ زبان و بیان کا دائرہ جو محدود ہوتا ہے نیز سامعین بھی اس سے وقتی طور پر متاثر، فیض یاب ہوتے ہیں۔ ضبط تحریر میں آ جانے سے خطبات کا یہ دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اور ان کی افادیت مستقل اور دیرپا بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن دوسری طرف خطابت کے میدان میں غیر مستند روایات کا جو چلن، زور بیان یا گرمی محفل کے لئے عام ہے وہ اور زیادہ زبان زد عام و خاص ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس قسم کے مجموعوں کو مرتب کرتے وقت صحت تحقیق کے تقاضوں کو بھی ادا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام میں غلط چیزیں نہ پھیلیں۔

برادرم پروفیسر مولانا محمد ابراہیم خادم قصوری صاحب ایک منجھے ہوئے عوامی خطیب اور بلند پایہ مقرر ہیں۔ انہوں نے اپنے مقالات کا یہ مجموعہ "مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" کو بڑی عرق ریزی سے مرتب کیا ہے جس پر راقم نے ایک طائرانہ نظر ڈالی ہے۔ اس میں عوام کی دلچسپی کا پورا سامان ہے۔ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے اشعار ہیں۔ زبان و بیان کی مترنم آبشاریں ہیں۔ خطابت کی جولانیاں اور نیرنگیاں ہیں۔ اور عقیدت و محبت کے خوشنما اور عطر بیز پھول ہیں۔ جن سے آنکھیں خورسند اور دماغ معطر ہوتے ہیں۔ بقول غالب

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا ○ میں نے جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

اس مجموعے کا نام "مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" ہے جو

"ھُوَالْمِسکُ اِذَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ"

کا مصداق ہے۔ اللہ کرے اس "کستوریٔ مدینۃ" سے ہر مشام جان معطر اور ہر آئینہ دل مطہر ہو جائے۔ "این دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد۔"

حافظ صلاح الدین یوسف
مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان
مدیر شعبہ ترجمہ و تحقیق و تصنیف مکتبہ دارالسلام۔ لاہور۔

تصنیف لطیف "مِسکُ المَدِینَۃ" دلآویز تازہ مجموعہ ہے

وہ واقعتاً اسلام، علم اور دین کے خادم ہیں

————— معروف محقق ومورخ مولانا محمد اسحاق بھٹی لاہور۔

پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری ہمارے حلقہ احباب کے وہ خطیب اور مبلغ ہیں جن کا قلم وقرطاس سے بھی گہرا رابطہ ہے اور ان کے مضامین ومقالات مختلف اخبارات وجرائد کی وساطت سے ہمارے مطالعہ میں آتے رہتے ہیں۔

"مسک المدینۃ" ان کی تازہ کاوش ہے جو قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگی یہ کتاب ان کے افکار کا ایک دلآویز مجموعہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح وہ خطابت کے میدان میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اسی طرح تحریر میں بھی ان کا ایک خاص اسلوب ہے۔

وہ خادم تخلص کرتے ہیں۔ وہ واقعتاً خادم ہیں۔ اسلام کے خادم، علم کے خادم، دین کے خادم۔

ان کی تحریر ان کے اخلاص کی آئینہ دار اور ان کی تقریر ان کے قلبی جذبات کی عکاس ہوتی ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو جو تصنیف لطیف "مسک المدینۃ" کی صورت میں منظر عام پر ہے شرف قبول سے نوازے اور ان کے دوائر خدمت میں وسعت پیدا فرمائے۔ آمین۔

محمد اسحاق بھٹی اسلامیہ کالونی ساندہ لاہور

(ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

نہایت ہی مایۂ نازتصنیف

ممتاز محقق مولانا عبدالعظیم انصاری قصور

پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری، معروف عالم دین، متنوع خوبیوں سے آراستہ، بیک وقت میدان خطابت کے شہسوار، درس و تدریس کے ماہر، صاحب قلم و قرطاس، سیاسی امور سے بھی شغف ہے، ان متعدد اوصاف کے حامل ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ اس عاجز سے دیرینہ تعلقات ہیں۔ شہر قصور جامع مسجد فریدیہ (اڈا للیانی) میں عرصہ تک خطابت کے جوہر دکھائے۔ ایک طویل تبلیغی ''سفر سندھ'' میں رفاقت رہی۔ آپ کے مضامین اخبارات کی زینت بنتے ہیں، آپ کی تالیف ''مقالات خادم قصوری'' میری نظر سے گزری ہے جس میں آپ کے علم و فضل اور وسعت مطالعہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اب آپ ایک نہایت ہی مایہ ناز تصنیف ''مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ'' پیش کر رہے ہیں۔ جس کے چھ (٦) ابواب ہیں۔ پہلا باب ''سِرَاجًا مُّنِیْرًا'' ہے۔ جس میں آپ نے عشق و مستی میں ڈوب کر، نہایت والہانہ انداز میں محبت رسول کے بلند و بالا مقام کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ اتنا اعلیٰ مقام ہے۔

ہزار بار بشویم دہن از عطر و گلاب
ہنوز نام پاک تو گفتن کمال بے ادبی است

پروفیسر خادم قصوری نے سرور کائنات ﷺ سے اظہار محبت کے لئے منفرد انداز اپنایا ہے۔ عربی، فارسی، اردو، پنجابی اشعار ''مُقَفّٰی وَ مُرَصَّعْ'' الفاظ کی بھرمار۔ پڑھنے والے پر محسوس ہوتا ہے جیسے موصوف منبر پہ بیٹھ کر ''فَصِیْحُ اللِّسَانِیْ'' کا اظہار فرما رہے ہیں۔ مسجع گردانیں بھی لائے ہیں جو نہایت قیمتی ہیں۔ دوسرا باب ''حُسنِ یوسف'' ہے جس میں ''اَحْسَنُ الْقَصَصْ'' کو نہایت ہی اچھوتے اور موثر انداز میں لکھا گیا ہے۔ میدان تبلیغ میں خطباء و علماء کے لئے ''مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ'' نہایت ہی مفید اور کارآمد ہے۔ اللہ مولانا خادم قصوری کی یہ محنت شاقہ قبول فرمائے۔ آمین

وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلاَّ بِاللّٰہ

عبدالعظیم انصاری کوٹ اعظم خاں قصور شہر

"مِسْکُ الْمَدِیْنَة" لکھ کر فرض ادا کر دیا ہے

شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجووال اوکاڑہ

لِلّٰهِ الْحَمْد فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَة. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّد الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن٥

محترم علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری کا تعلق راجپوت میواتی خاندان سے ہے یہ قوم مذہبی طور پر تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس مرحوم سے عقیدت رکھتی ہے۔

پروفیسر خادم قصوری کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کتاب وسنت کا پکا اور سچا داعی بنایا۔ "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ"

اکثر و بیشتر نے عوامی کانفرنسوں میں ان کے خطابات سے متاثر ہو کر توحید وسنت کی دعوت کو قبول کیا۔ خدا داد صلاحیتوں کی بناء پر مختصر وقت میں سمندر کوزے میں بند کر دیتے ہیں۔

ایک دفعہ میری خصوصی دعوت پر دار الحدیث راجووال ضلع اوکاڑہ کی سالانہ کانفرنس میں خطاب کے لئے تشریف لائے علماء کے جم غفیر کی وجہ سے قلیل وقت میں صحیحین کی روایت جو سیّدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

"سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ"

ایسے منفرد انداز میں پیش کی کہ سامعین پر سناٹا چھا گیا اور ہر شخص آبدیدہ نظر آیا۔

پروفیسر علامہ خادم قصوری اہل اللہ، اہل ذکر کے بھی شیدائی ہیں۔

ایک دفعہ میرے پاس "دفعۃ" تشریف فرما ہوئے اور مجھ گنہگار کو فرمایا کہ چلو ولی کامل حضرت مولانا محی الدین لکھوی مرحوم برادر اکبر مولانا معین الدین لکھوی ایم۔این۔اے (ستارۂ امتیاز) کی عیادت اور زیارت کر آئیں۔

یہ سن کر مجھے از حد زیادہ مسرت ہوئی کہ مجھے موصوف نے کیسی اچھی دعوت دی ہے۔ سفر کی اس رفاقت سے میرے دل میں یقین کامل ہوا کہ علامہ خادم قصوری واقعی علمائے ربانی سے دلی محبت رکھتے ہیں۔

موجودہ دور لٹریچرز کا ہے اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ خادم قصوری نے اپنی تالیف "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" کو پانچ زبانوں میں تحریر فرما کر عوام و خواص کی خوب خدمت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" مفید، نفع بخش، آخرت کا ذخیرہ اور صدقۂ جاریہ ہو۔ آمین۔

مولانا خادم قصوری نے "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" لکھ کر فرض ادا کر دیا ہے۔ میرے احباب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس تصنیف کو نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام میں پھیلائیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

"گر قبول افتد زہے عزو شرف"

طالب الدعوات

محمد یوسف مہتمم دارالحدیث جامعہ کمالیہ راجووال ضلع اوکاڑہ

"مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" کی خوشبوئیں چہار دانگ عالم کو معطّر کریں گی

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری۔

"مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" کتاب کیا ہے نام سے ہی ظاہر ہے اس کی خوشبوئیں چہار دانگ عالم کو معطر کریں گی۔ انشاء اللہ

یہ مومن کے لئے آخرت کا اثاثہ ہے۔ مدینہ کے مطلوب و مقصود راہنما سے دلی تعلق کا اظہار ہے جس کے لئے نام "مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول و مقبول فرمائے۔ آمین۔ مولانا علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری کے لئے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لغزش معاف اور ہر نیکی قبول فرمائے آمین۔

کتاب انشاء اللہ ہر خاص و عام کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

حورانِ جناں کا انتظار نظر آ رہا ہے۔

بوجہ عارضہ زیادہ نہیں لکھ سکا اس کتاب میں یہ چند الفاظ درج ہو جائیں سعادت سمجھتا ہوں۔ پڑھنے والوں سے دعاؤں کا طالب۔

فقیر الی اللہ

محمد حسین شیخوپوری

ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ شیخوپورہ

”مِسکُ الْمَدِیْنَۃ“ نام انتہائی قابل قدر ہے۔

مولانا عطاء اللہ طارق گگومنڈی

پُرفتن دور میں ”بَلِّغُوْا عَنِّی وَ لَوْ اٰیَۃ“ پر تین طریقوں سے عمل کیا جا سکتا ہے۔ تدریس، تصنیف، تقریر۔

اس قحط الرّجال کے دور میں خال خال ہی ایسے علماء نظر آتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تینوں شعبوں سے نوازا ہو۔

محترم علامہ پروفیسر خادم قصوری بسلسلۂ فن خطابت اپنی عمر کے اوائل میں ہی اسٹیج پر آئے اور سحر البیانی سے لوگوں کے دل و دماغ پر قابض ہو گئے۔

بسلسلۂ تدریس گورنمنٹ ڈگری کالج میں پروفیسر جیسے ممتاز منصب کو حاصل کیا۔ بسلسلہ تصنیف میدان میں اترے تو ”مِسکُ الْمَدِیْنَۃ“ کے مقدس عنوان پر محبت رسولؐ سے بھرپور شاہکار منصۂ شہود پر لا کھڑا کر دیا۔

کتاب کیا ہے ایک گلستان ہے جس میں رنگا رنگ پھولوں نے صرف اپنوں کو ہی نہیں بلکہ بیگانوں کے دل و دماغ کو بھی معطر کیا ہے۔ پروفیسر خادم قصوری کی اس تصنیف کا نام ”مِسکُ الْمَدِیْنَۃ“ انتہائی قابل قدر ہے۔ یہ کتاب ”تعریف مصطفیٰ“ اور ”جمال مصطفیٰ“ میں یکتا ہے جس کو پڑھ کر معاندین کی الزام تراشیوں کا پول کھل جائے گا۔ انشاء اللہ

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا خادم قصوری کو لمبی زندگی عطا فرمائے اور اس تصنیف کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

عطاء اللہ طارق مصنف ”مواعظ طارق“

خطیب گگومنڈی ضلع وہاڑی

”مسک المدینۃ“ کا انداز منفرد ہے

ڈاکٹر عبدالغفور راشد، پی ایچ ڈی

پروفیسر علامہ محمد ابراہیم خادم قصوری کی تالیف لطیف ”مسک المدینۃ“ اگرچہ ان کے خطبات و مقالات کا مجموعہ ہے لیکن اس میں انداز بالکل ہی منفرد اپنایا گیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مؤلف عوامی خطیب ہیں اور برسہا برس سے میدان خطابت میں ضوفشانیاں اور ضیا پاشیاں کر رہے ہیں۔

عوام و خاص میں انہیں یکساں مقبولیت حاصل ہے۔ اسی لئے بلا تفریق مرتبت ہر فرد کی افادیت کے لئے کتاب مرتب کی ہے۔

پروفیسر خادم قصوری وعظ و تقریر، تصنیف و تالیف اور سیاست و ریاست ہر میدان کے راہرو ہیں۔

ان کی شہرت و مقبولیت وطن عزیز کی سرحدیں پار کر کے کئی بلاد اسلام تک پہنچ چکی ہے وہ کسی بھی تعارف کے محتاج نہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مولف کو ہر لحاظ سے حسنات کی ترویج اور منکرات کی تردید کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر عبدالغفور راشد الہ آباد قصور

خطبۂ مسنون

(پہلا)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ. وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا. وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ . اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۵ؕ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھُدٰی ھُدٰیُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ م بِدْعَۃٌ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَ کُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ۵ؕ

﴿صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ بہ الفاظ مختلف﴾

باب اوّل

سِرَاجًا مُّنِیرًا

پہلا خطبہ

مِنَ الْحَرَمِ اِلَی الْحَرَم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی"

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

یٰسٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ o اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍo ﴿یٰسٓ ۱تا۴﴾

"بس قسم بہ قرآن باحکمت۔ ہر آئینہ تو از پیغامبری برراہِ راستی مراد دارم"

یٰسٓ۔ قسم ہے قرآن حکیم کی کہ تم یقیناً رسولوں میں سے ہو، سیدھے راستے پر ہو، پیغمبر انقلاب، سردار دوجہاں کی شخصیت عالمگیر، آفاقی اور ہمہ جہت خصوصیات کی حامل ہے۔اسی طرح آپؐ کی دعوت وتعلیمات، افکار ونظریات بھی جامع ہیں۔ خالق کائنات نے آپ کو ایک مکمل اور قابل عمل نظام حیات دے کر مبعوث فرمایا اور وہ تمام خصوصیات آپؐ میں بدرجہ اتم موجود ہیں جو کسی بھی لیڈر، راہنما میں ہو سکتی ہیں۔

سیرت پاکؐ کا فہم

یہ ایک حقیقت ہے کہ سیرت محمدیؐ ایک بحر بے کنار ہے کوئی انسان اگر یہ چاہے کہ اس کے تمام معانی اور فوائد و برکات کا احاطہ کرے تو اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس چیز کی کوشش کی جا سکتی ہے وہ بس یہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہو

سیرت پاکؐ کا زیادہ سے زیادہ فہم حاصل کرے اور اس کی مدد سے روحِ دین تک رسائی پائے۔

سردار دوجہاںؐ کی تعریف کا موضوع اختصار اور اجمال کا نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ شرح و بسط کا تقاضا کرتا ہے۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہم سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے لیکن ہمارا سورج افقِ کمال پر ہمیشہ درخشاں رہے گا اور غروب نہیں ہوگا۔

خوشبوئے مصطفیٰؐ

رب العالمین کا سحابِ کرم، ''خوشبوئے مصطفیٰؐ'' کی ضیا باریاں لئے ''ربیع الاول'' کے مہینے میں فاران کی چوٹیوں پر جھوم کر آیا۔

کیا فکر کی جولانی، کیا عرضِ ہنرمندی ○ توصیفِ پیمبرؐ ہے، توفیقِ خداوندی

گردان:

''سیّدِ کائنات کی سیرتِ طیبہ یکتا، آپؐ کی ذات اخلاق میں یکتا، کردار میں یکتا، گفتار میں یکتا، رفتار میں یکتا، اطوار میں یکتا، اسرار میں یکتا،

نہ محمدؐ جیسا استاذ دیکھا، نہ صحابہؓ جیسے شاگرد دیکھے۔

آپؐ دعائے خلیلؑ اور نویدِ مسیحیؑ ہیں''

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ ○ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ○ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مُقْتَحِمٍ

محمد مصطفیٰ، مجتبیٰؐ سردار دو جہاں ہیں جن و انس، عرب و عجم دونوں گروہوں کے آپؐ ہی اللہ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی آس قیامت کی شدید گھڑیوں اور ہولناکیوں میں لگائی جائے گی۔

حسن یوسفؑ، دم عیسیٰؑ ید بیضاداری ○ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آج میرے مقالہ کا عنوان ذیشان

"سِرَاجًا مُّنِيرًا مِنَ الْحَرَمِ اِلَى الْحَرَمِ"

ہے۔جس میں بیت اللہ الحرام سے لیکر حرم نبویؐ "المدینۃ المنورۃ" تک "خوشبوئے مصطفیٰؐ" کا بالاختصار تذکرہ مبارک ہے۔اس لئے کہ جب میں نے روئے تاباں چہرہ اقدسؐ پر نظر ڈالی تو اس کی شانِ رخشندگی ایسی تھی جیسے کسی ابر میں بجلی کوندر ہی ہو۔یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔آپؐ کا چہرہ تو نور افشاں ہے۔حضورؐ کے چہرے میں روح نبوت کا پرتو دیکھا جا سکتا ہے۔آپ کی وجاہت آپؐ کے مقدس مرتبہ کی دلیل ہے۔

خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا○ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا○ ﴿الاحزاب۔۴۵ تا ۴۶﴾

اے میرے نبیؐ ہم نے تمہیں شاہد بنا کر (گواہ بنا کر) مبشر بنا کر (بشارت دینے والا) اور نذیر بنا کر (ڈرانے والا) بھیجا ہے۔اور اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا اور سَرَاجًا مُّنِیرًا (روشن چراغ) بنا کر بھیجا ہے۔

میں صدقے سوہنا مکھڑا ○ جگ ویکھنے دا بُھکھڑا
ٹھر جاہن اکھیاں میریاں ○ جو سفنیاں نے گھیریاں
کوئی چہرے نوں تلوار کہے ○ تلوار دی کوئی دھار کہے

کوئی بجلی دا لشکار کہے — کوئی بدر دا چمکار کہے
میں چند کہاں انصاف نئیں — چند دا تے چہرہ ای صاف نئیں
چند آپ بھکھا دید دا — پچ لا کے آوے عید دا
ایتھے یوسفاں دی واہ نہیں — کوئی اُچی لیندا ساہ نہیں
ایتھے چن نوں پچھدا کون ایں — سورج دی نیویں دھون ایں
پچھ جا کے حبشی بلالؓ نوں — جس ڈٹھا ای میرے لال نوں
رنگ گورا چٹا چمک دا — جیویں چند پورا دھمک دا
سر بھارا سوہنا پھبدا — سردار دوروں لگدا
ختم ایسے سر سرداریاں — سرداریاں بھی واریاں
سر سوہنا میرے رسولؐ دا — چٹا عمامہ جھول دا
ایہہ سر جاں سجدے جاوَ سی — اِرْفَعْ رَأْسَکَ فرماوَ سی
زلفاں پھبائیاں رب نے — ڈٹھیاں ڈٹھایاں سب نے
تقدیروں جد کوئی آ گیا — زلفاں نے کنڈل پا لیا
چوڑی پیشانی سج دی — اک لاٹ نوروں وج دی
کوئی دیوا روشن من دا — کوئی ٹکڑا آکھے چن دا
اکھیں سرخ تے کالیاں — لکھ لکھ حیاواں والیاں
دو لالٹیناں بالیاں — یا بجلیاں چمکالیاں
انہاں اکھاں وچ ایہہ ندرتاں — ویکھن خدا دیاں قدرتاں
صدقے! نورانی دند نے — موتی ڈبی وچہ بند نے
جے تھوڑا جیا تبسم آ گیا — ویہڑے نوں چانن لا گیا
وچہ مسکراہٹ خُلق سی — جس موہ لیا سب ملک سی

سُرُوَر تھیں خوشبو آوندی ○ روحاں نوں خوش کر جاوندی
بھانویں نہ عطر لگاوندے ○ خوشبو دے حُلّے آوندے
سوہنے نبیؐ دا چہرہ ○ چودھویں دے چند وانگوں
کالیاں زلفاں لٹکن ○ ریشمی کمند وانگوں

گردان

خالق کائنات کے صدقے جاوٴں جس نے "آدمؑ کو انابت عطا کی، جس نے نوحؑ کو استقامت عطا کی، جس نے ایوبؑ کو صبر عطا کیا، جس نے یعقوبؑ کو نگاہِ دوربیں عطا کی، جس نے یوسفؑ کو حسن عطا کیا، جس نے سلیمانؑ کو بادشاہت عطا کی۔ جس نے ابراہیمؑ کو " خَلِیلِیَّتْ" عطا کی، جس نے اسماعیلؑ کو حلم عطا کیا، جس نے موسیٰؑ کو "کَلِیمِیَّتْ" عطا کی، جس نے ہارونؑ کو امامت عطا کی، جس نے اسحاقؑ کو بشارت عطا کی، جس نے عیسیٰؑ کو نظامت عطا کی۔

اور جس نے دریتیم "سَرَاجًا مُنِیرًا" کو حوضِ کوثر عطا کیا۔

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُوالْخَیرَاتْ ○ بِیَثْرِبَ یَدْعُوْا اِلَی النَّجَاتْ
جَآءَ بِیَاسِیْنَ وَ حَمِیْمَاتْ ○ وَ سُوَرٍ بَعْدَ مُفَصَّلَاتْ
مُحَرِّمَاتٍ وَّ مُحَلِّلَاتْ ○ یَأمُرُ بِالصَّوْمِ وَبِالصَّلٰوۃْ

یہی ہیں محمد رسول اللہ ﷺ بھلائیوں والے، نیکیوں والے، مدینہ منورہ میں بلاتے ہیں لوگوں کو نجات کی طرف۔ جو قرآن مجید میں سورت "یٰسٓ" اور "حٰمٓ" والی سورتیں لے کر آئے ہیں اور ان کے ساتھ بہت سی مفصل سورتیں بھی لائے ہیں۔ ان سورتوں میں حلال اور حرام کے احکام واضح کر دیئے ہیں اور یہ رسول پاک ﷺ روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں۔

What shall I say my master, God's mercy personified,
The Prophet of Bat-ha, Divine Messenger, Bearer of the Qur'an
Friend of the sinners, Saqi of Kauthar,
Intercessor on the Day of Judgement,
Leader of Prophet's last of apostles, guide of all times.

نعت ومنقبت

میرے نزدیک "رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ" کی نعت ومنقبت عین عبادت ہے۔

ہم القابات محبوب خدا کی اٹھارہ (۱۸) گردانیں جو روز مرّہ مجھ فقیر پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری کے خطبات اور مقالات کی زینت ہیں۔ بتوفیق الٰہی "سِرَاجًا مُّنِيرًا مِنَ الْحَرَمِ اِلَى الْحَرَمِ" میں رقم کر رہے ہیں۔ جن میں کم وبیش تین سو (۳۰۰) جملے ہیں۔ توحید وسنت کے پروانے ان کو حرز جان بنائیں اور ہم فقیروں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور "مِسْکُ الْمَدِيْنَة" سے اپنے دل و دماغ کو معطر کریں۔

گردانیں

"وَالضُّحٰى" کے مکھڑے والا، "وَاللَّيْل" کی زلفوں والا، "وَالْبَدْر" کے دانتوں والا، "وَالْقَلَم" کی ناک والا، "مَازَاغَ الْبَصَرُ" کی آنکھوں والا، "مَاكَذَبَ الْفُؤَادُ" کے دل والا، "يٰسٓ" کی سرداری والا، "مُزَّمِّل و مُدَثِّر" چادروں والا، خوشبو سے معطر جسم والا، "اَلَمْ نَشْرَحْ" کے سینے والا، "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ" کی جبین والا، "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" کی کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی مقدس ومطہر زبان والا۔

گردان نمبر۔۲

مساواتؔ کا حامیؐ، اخوت کا بانیؐ، صدق کا منبعؐ، خاکساری کا نمونہؐ، رحمتِ ربانی کا پیکرؐ، آقاؤں کا آقاؐ، محبت کا جوہریؐ، شاہوں کا تاجؐ، غریبوں کا محبؐ، مسکینوں کا ساتھیؐ، غلاموں کا محسنؐ، یتیموں کا سہاراؐ، دردمندوں کا چارہ گرؐ۔

گردان نمبر۔۳

وہ آقاؐ جس کی صورت حق نما آئینۂ جمال حق ہے، جس کی تابش خاکِ پا غازۂ روئے قدسیاں ہے، جس کی نبوت عالمگیر ہے، جس کی رسالت جہانگیر ہے، ''وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی'' جس کی شان ہے، جبرائیل امینؑ جس کا دربان ہے، جس کا فعل فعل سبحان ہے، جس کی بیعت بیعت رحمان ہے، جس کا اسوہ تفسیر قرآن ہے، جس سے محبت روح ایمان ہے، جس سے عقیدت ایمان کی جان ہے۔

گردان نمبر۔۴

وہ آقاؐ جس نے فلک کی بلندی، زمین کی پستی، رات کی تاریکی، دن کی روشنی، سورج کی چمک، جگنو کی دمک، قطرہ کی طراوت میں سالک کو عرفان ربانی کی سیر کرائی ہے۔

گردان نمبر۔۵

وہ آقاؐ جس کی تعلیم نے درندوں کو چوپانی، بھیڑیوں کو گلہ بانی، رہزنوں کو جہانبانی، غلاموں کو سلطانی، اور جابروں کو اخوانی سکھائی۔

گردان نمبر۔ ٦

وہ آقاؐ جس کا مقدس نام کشمیر کے سبزہ زاروں میں، دکن کے پہاڑوں میں، افغانستان کی بلندیوں میں، ہمالیہ کی چوٹیوں میں، گنگا کی وادیوں میں، چین میں جاپان میں، روس میں بخارا میں، مصر میں ایران میں، عراق میں شام میں، فلسطین میں ترکی میں، نجد میں مراکش میں، یمن میں طرابلس میں، ہندوستان میں ترکمانستان میں، لندن میں پیرس میں، امریکہ میں افریقہ میں، عرب میں عجم میں، دن میں پانچ مرتبہ مسجد کے بلند و بالا میناروں سے رب کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ بلند ہوتا ہے۔

گردان نمبر۔ ۷

جس درِ یتیمؐ نے فقیروں کو بادشاہ بنایا، جس نے کنکروں کو کلمہ پڑھایا، جس نے خانۂ خدا سے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑا، جس کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا، جس نے بوریا نشینوں کو سلطنت کا تخت دلوایا، گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا، اُمّیوں کو علماء کا معلّم بنایا، جس نے شقاوت کو سعادت میں بدلا، جس نے پیتل کو سونے میں بدلا، جس کی راتیں عبادتوں میں اور دن ریاضتوں میں گزریں، جس کا وقت راہِ جہاد میں اور عمر تبلیغ اور احیائے اسلام میں گزری۔

گردان نمبر۔ ۸

وہ آقاؐ جوانی ہو پیری ہو، غریبی ہو امیری ہو، امن ہو جنگ ہو، یاس ہو آس ہو، شاہی ہو گدائی ہو، حزن ہو مسرت ہو، رنج ہو راحت ہو، سویرا ہو اندھیرا ہو، موت ہو حیات ہو، ہر مقام پر انسانیت کی راہنمائی فرمائی ہے۔

گردان نمبر۔۹

وہ آقا گفتار میں شیرینی، کردار میں پختگی، چہرہ پُر انوار، رفتار پُر وقار، سینے میں خلوص کا بحرِ بے کنار، مدینے کا تاجدار، آقائے نامدار، دونوں جہانوں کا سردار، محبوب رب غفار، صَاحِبُ التَّاجِ وَ الْمِعْرَاجِ، اَلَّذِیْ اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ فِی الْاِنْجِیْلِ وَالتَّوْرٰۃِ،

گردان نمبر۔۱۰

وہ آقا آرام جاں، سکون جاں، کاشف سِرِّ کُنْ فَکَاں، غم خوار عاصیاں، رسول مہرباں، ممدوح قدسیاں، سرخیل نوریاں، جمال عالم امکاں، فانوس ایوانِ جہاں، محبوب یزداں، کُلَاہِ بے کُلَاھَاں، رسول خاتم پیغمبراں، شکوہ تاجداراں، غم خوار دل فگاراں، حامل قرآں، تب و تاب کوہِ فاراں، شباب نوبہاراں، رئیس جنود عرشیاں، باعث رحمتِ فرشیاں، نبی آخری الزماں، رسول دوراں، سرور سروراں، پاک از عصیاں، فخر مرسلاں، رحمت کا ساماں، ہادیٔ کون ومکاں۔

گردان نمبر۔۱۱

سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین، صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ، محبوب رب المشرقین والمغربین، سید الکونین، خواجہ بدر وحنین، آمنہ کا نور عین، جد الحسن والحسین۔

گردان نمبر۔۱۲

اسوۂ اجمل، دِیْنِ مُمَثَّلْ، نُطق مدلل، وحی منزل، مقطع دور رسل،

محبوبِ کلؐ، ہادیٔ سبلؐ، بشرِ اکملؐ، صاحب جمالؐ، صاحب کمالؐ۔

گردان نمبر ۔ ۱۳

نبی مکرمؐ، رسول معظمؐ، جلال عظمت آدمؐ، جان دو عالمؐ، فخر دو عالمؐ، سلطان عرب و عجمؐ، وجود مکرمؐ، ریاض انجمؐ، خلق مجسمؐ، شہیر اعظمؐ، راہگیر عالمؐ، بشیر اعظمؐ، مطاع اعظمؐ، مخدوم اعظمؐ، نذیر اعظمؐ، مرشد اعظمؐ، محبوب اعظمؐ، سکالر اعظمؐ، امام اعظمؐ، برہانِ دو عالمؐ، آن دو عالمؐ، جان دو عالمؐ، شان دو عالمؐ، نشانِ دو عالمؐ، سید عالمؐ، جمیل الشیمؐ، صاحب الجود و الکرمؐ، حبیب معظمؐ، محبوب مکرمؐ، صاحب جوامع الکلمؐ، افصح العرب و العجمؐ، عالم روحانی کے نیر اعظمؐ، تقدیر گلستان اسلامؐ، پیغمبر نبوت دوامؐ، حافظ ناموس آدمؐ، ماہِ عرب مہر عجمؐ، سید ولد آدمؐ، سید العرب و العجمؐ۔

گردان نمبر ۔ ۱۴

شَفِیعُ المذنبینؐ، رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنؐ، سید المرسلینؐ، اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنِ وَالْاٰخِرِیْنؐ، سراپائے خیر و دینؐ، بانی شرع مبینؐ، راحت العاشقینؐ، مراد المشتاقینؐ، شمس العارفینؐ، سراج السالکینؐ، مصباح المقربینؐ، سید النبینؐ، سید المومنینؐ، سید المتقینؐ، سید المناجینؐ، سید الحافظینؐ، سید الساجدینؐ، سید المشفقینؐ، سید المناجینؐ، سید المرشدینؐ، سید التوابینؐ، سید المساکینؐ، سید الفائزینؐ، سید الطاہرینؐ، سید الصوامینؐ، سید المبلغینؐ، سید المعلمینؐ، سید المفسرینؐ، سید الکاملینؐ۔

گردان نمبر ۔ ۱۵

ساقی کوثرؐ، شافع محشرؐ، ہادیٔ بحر و برؐ، پیغمبر اسود و احمرؐ، رونق منبرؐ، محبوب داورؐ، شَافِعِ یَوْمُ النُّشُوْرؐ، محبوب رب غفورؐ، آنکھوں کا سرورؐ۔

گردان نمبر۔ ۱۶

پیر کاروان حیاتؐ، سرور کائناتؐ، گوہر درج آیاتؐ، واضح طرقِ عباداتؐ، تفسیر و تشریح و آیاتؐ، آئینہ رمز آیاتؐ، باعث رحمتؐ، گوہر وحدتؐ، مجسمہ رافت و رحمتؐ، مشعل راہ ہدایتؐ، راہبر راہِ طریقتؐ، زینت بزمِ رسالتؐ، نازش انسانیتؐ، نگہبان آدمیتؐ، منبع بحر شریعتؐ، شافع روز قیامتؐ، چارہ سازِ دردملتؐ، قاسم انوار و سنتؐ، ماحی شرک و ضلالتؐ، حامی توحید و سنتؐ۔

گردان نمبر۔ ۱۷

خیر الوریٰؐ، حبیب کبریاؐ، والیٔ بطحاؐ، نور الھدیٰؐ، بدرالدجیٰؐ، شَمْسُ الضُّحیٰؐ، نورالعلیٰؐ، کریم السجایاؐ، نبی البرایاؐ، اشرف انبیاءؐ، شافع روزِ جزاءؐ، صاحب قاب قوسین او ادنیٰؐ، انجمن طٰہٰ، ماہ دنیٰؐ، عروۃ الوثقیٰؐ، تاجدارِ ھل اتیٰؐ، پیکر صدق و صفاؐ، مرسل خالق یکتاؐ، داعی الی اللہؐ، مُحِبُّ الْفُقَرَآءؐ، مخزن جود و عطاءؐ، حق کا دلاراؐ، نبیوں میں نیاراؐ، آنکھوں کا تاراؐ، دل کا سہاراؐ۔

گردان نمبر۔ ۱۸

☆ اگر بادشاہ ہوتو سلطان عربؐ کا حال پڑھو۔
☆ اگر قاضی ہوتو حجر اسود کے نصب کرنے کا فیصلہ کرنے والے کو دیکھو۔
☆ اگر دولت مند ہوتو مکہ کے تاجر کی تقلید کرو۔
☆ اگر خطیب ہوتو مسجد نبویؐ کے ممبر پر خطبہ دینے والے کو دیکھو۔
☆ اگر بچے ہوتو آمنہ کے لخت جگر کو دیکھو۔
☆ اگر شوہر ہوتو خدیجہؓ عائشہؓ کے شوہر کو دیکھو۔

☆ اگر نانے ہوتو حسنؓ و حسینؓ کے نانا کی طرف دیکھو۔
☆ اگر عابد ہوتو محمد رسول اللہ ﷺ کی عبادت کو دیکھو۔
☆ اگر سخی ہوتو آپ ﷺ کی سخاوت کو دیکھو۔
☆ اگر حکیم ہوتو آپ ﷺ کی حکمت کو دیکھو۔
☆ اگر پیر ہوتو صحابہ کرامؓ کے پیر کامل کو دیکھو۔
☆ اگر فاتح ہوتو بدر و حنین کے سپہ سالار کو دیکھو۔
☆ اگر رعایا ہوتو قریش کے محکوم کو دیکھو۔
☆ اگر تاجر ہوتو بصرہ کے سالار کارواں ﷺ کو دیکھو۔
☆ اگر معلّم ہوتو اصحاب صفہؓ کو تعلیم دینے والے معلم کو دیکھو۔
☆ اگر جوان ہوتو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو۔
☆ اگر یتیم ہوتو عبداللہ کے لاڈلے کو دیکھو۔
☆ اگر والد ہوتو فاطمہؓ کے ابا جان کو دیکھو۔
☆ اگر شفیق ہوتو بدر کے قیدیوں کو چھوڑنے والے کو دیکھو۔
☆ اگر زاہد ہوتو محمد رسول اللہ ﷺ کے زہد کو دیکھو۔
☆ اگر بہادر ہوتو آپ ﷺ کی شجاعت کو دیکھو۔
☆ اگر واعظ ہوتو طائف کے مبلّغ کو دیکھو۔
☆ اگر جیل میں ہوتو شعب ابی طالب کے قیدی کو دیکھو۔

حُسنِ یوسفؑ، دمِ عیسٰیؑ، یدِ بیضا داری ○ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جسمِ اطہر کا پسینہ مبارک ﷺ

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو

سے پہچان لیتے تھے۔ کہ اس راہ سے آقائے نامدار کا گزر ہوا ہے۔ (مِنۡ رِیۡحِ عِرُقِہٖ)
آپ ؐ کے جسم اقدس کا پسینہ مبارک کائنات کی خوشبوؤں سے اعلیٰ وافضل ہے۔ ﴿ترمذی﴾

حضرت مائی اُمِّ سُلَیۡمؓ کہتی ہیں کہ سیّد کائناتؐ ہمارے ہاں تشریف لاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے۔ میں آپ ؐ کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی۔ پھر میں آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو جمع کرتی تھی۔

ایک دن کائنات کے امام نے پوچھا کہ تم یہ کیا کرتی ہو؟
عرض کی آقا۔ آپ ؐ کا پسینہ بہترین خوشبو ہے۔ "ھُوَ اَطۡیَبُ الطِّیۡبِ" ﴿مسلم﴾

گُل ہے اگر بدن تو پسینہ گلاب ہے ○ صَلِّ عَلٰی وہ جسم رسالت مآبؐ ہے۔

He is beloved of his God,
He is the lover of his Lord;
With perfect religion blessed us all,
Surrendered himself to His will.

سَاَذۡکُرُ حُبِّیۡ لِلۡحَبِیۡبِ مُحَمَّدٍ ○ اِذَا وَصَفَ الۡعُشَّاقُ حُبَّ الۡحَبَائِبِ

جب دنیا والے اپنے محبوبوں کی بات کریں گے تو میں فقط اپنی اس محبت کا تذکرہ کروں گا جو مجھے حبیب مصطفیٰؐ سے ہے جن کا اسم گرامی محمدؐ ہے۔

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا ○ کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم ○ اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

عُروہ بن مسعود ثقفیؓ نے رَحۡمَۃٌ لِّلۡعَالَمِیۡنؐ کی نرم گفتاری کا تذکرہ قریشیوں کے اجتماع میں کیا۔ خدا کی قسم: میں نے قیصر وکسریٰ کے دربار دیکھے ہیں مگر عقیدت ومحبت کے جو مناظر میں نے تاجدار دوجہاںؐ کے دربار میں دیکھے ہیں وہ کہیں بھی نہیں دیکھے۔ مشرکین مکہ کی چیرہ دستیوں اور مظالم سے تنگ آ کر رفتہ رفتہ صحابہ کرامؓ، ہجرت کر کے عازم اَلۡمَدِیۡنَۃُ الۡمُنَوَّرَہ ہوئے۔

دوسرا خطبہ

ہِجرَۃُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَالیئ اَلحَرَمینُ الشَّرِیفَیں، خواجہ بدروحنین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی باذنِ خداوندی ماہ صفر کی ۲۷ تاریخ کو عازم مدینہ ہوئے۔

نبی اکرمؐ نے مقدس ومطہر زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اَلمَکَّۃُ المُکَرَّمَہ سے ہجرت کر کے ایسی سرزمین کی طرف جا رہا ہوں جہاں کھجوروں کے بہت زیادہ درخت ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ یہ جگہ یا تو یمامہ ہوگی یا ہجر، مگر نکلا اَلمَدِینَۃُ المُنَوَّرَۃ۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

دَارُالنَّدوَۃِ میں میٹنگ

مشرکین مکہ نے دَارُالنَّدوَہ "ایوان پارلیمنٹ" میں میٹنگ طلب کی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر ورسوخ کو کم کرنے اور آپ کے ساتھیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں جس سے آپؐ کی تمام کوششیں ماند پڑ جائیں اور مساعی سرد ہو جائیں۔

"دَارُالنَّدوَہ" یہ وہ جگہ تھی جہاں بڑے بڑے اہم امور کو بیٹھ کر سلجھایا جاتا تھا اور

تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔اس میٹنگ میں قریش مکہ کے جو بڑے بڑے سردار شامل تھے۔اُن کے نام ہیں۔

ابوجہل بن ہشام، الحکم بن ابی العاص،عقبہ بن ابی معیط،نضر بن حارث، امیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، طیمہ بن عدی، ابولہب ، ابی بن خلف، نَبیہ بِنْ حَجّاج،مُنبّہ بِنْ حَجّاج

"اَحَدَعَشَرَ رَئِیْسًا مِّنْ ھٰؤُلَاءِ الْاَکَابِرْ" ﴿زادالمعاد﴾

ابلیس شیخ نجد کی صورت میں

اس اجلاس میں ابلیس لعین مخصوص لباس میں لپٹا ہوا نجد کے ایک بزرگ کی صورت میں حاضر ہوا۔

وَحَضَرَھُمْ وَ لِیُّھُمْ وَ شَیْخُھُمْ ، اِبْلِیْس فِی صُوْرَۃِ شَیْخٍ کَبِیْرٍ مِّنْ اَھْلِ نَجْدٍ مُشْتَمِلُ الصَّمَّاءَ فِی کَسَائِہٖ ﴿زادالمعاد﴾

سب نے سرکار دو عالم ﷺ کی مقبولیت اور شب و روز آپ ؐ کے بڑھتے ہوئے اثرات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپیل کی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو کسی نہ کسی طرح راستے سے ہٹایا جائے تا کہ ہماری نذر و نیاز اور چڑھاوں کی دکانداری ختم نہ ہو۔

ابوجہل نے مشورہ دیا۔

"اَحْبَسُوْہُ فِی الْحَدِیْدِ وَ اَغْلَقُوْا عَلَیْہِ بَابًا ثُمَّ تَرَبَّصُوْا بِہٖ"

محمد رسول اللہ ﷺ کو لوہے کی زنجیروں اور بیڑیوں میں محبوس کر کے ایک مکان میں قید کر دیا جائے یہاں تک کہ اسے موت آجائے۔

ابلیس لعین بولا کہ مجھے اس تجویز سے اتفاق نہیں ہے۔

خوشبو بند صندوق میں بھی ہو تو باہر آ جاتی ہے۔ محمدؐ کو جہاں بھی قید کرو گے۔ خوشبو ضرور پھیلے گی اور اس کے فدائی آ کر اس کو چھڑا لیں گے۔ یہ شخص جادو بیان ہے دلوں کو موہ لینے میں اسے بلا کا کمال حاصل ہے۔

ع ''مشک آں است کہ ببُوئد نہ کہ عطار بگوئد''

سبحان اللہ! کیا عظمت ہے میرے آقاؐ کی۔ کہ دشمن گھر بیٹھ کر بھی اُن کی خوشبو کے معترف ہیں۔

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے
دل ان کا بھی چھینا جو سر لینے آئے

رؤسائے قوم میں سے دوسرا بولا۔ جلاوطن کر دو۔

ابلیس لعین پھر بولا! مجھے اس تجویز سے بھی اتفاق نہیں ہے۔

''اَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِیْثِہٖ وَ حَلَاوَۃَ مَنْطِقِہٖ وَ غَلَبَتَہٗ عَلٰی قُلُوْبِ الرِّجَالِ.''

کیا تم نہیں دیکھتے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی میٹھی میٹھی باتیں دلوں کو رام کرتی ہیں۔ تم جہاں بھی اسے چھوڑ آؤ گے لوگ اس کی خوشبو میں مست ہو جائیں گے اور شیدائی بن جائیں گے۔

اوہدی اک اکیلڑی جان سی ○ اوہدا دشمن سارا جہان سی
سچی گل تے مٹھی زبان سی ○ تاں یوں ای سارے جہان تے چھا گیا

آخر ابو جہل مجلس سے مخاطب ہوا اور کہا میں ایک ایسی رائے دیتا ہوں کہ تم سب اتفاق کرو گے سب نے کہا

''وَمَا ھُوَ یَا اَبَا الْحَکَمِ؟'' اے ابو الحکم وہ کیا رائے ہے؟

وہ بولا!

''نَاخُذُ مِنْ کُلِّ قَبِیْلَۃٍ فَتًی شَابًّا جَلْدًا ثُمَّ نُعْطِیْ کُلَّ فَتًی

مِّنۡھُمۡ سَیۡفًا فَیَقۡتُلُوۡہُ"

ہر قبیلے میں سے ایک نہایت دلیر، تیز، معتمد نوجوان لیا جائے اس طرح تمام قبائل مل کر محمد رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دیں۔ اس طرح قتل کی ذمہ داری بھی کسی ایک قبیلہ کی گردن پر نہ ہو گی اور مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

اس تجویز پر ابلیس لعین بولا! "مَرۡحَبًا مَرۡحَبًا"

وہ دامن جو یتیموں کو پناہیں دینے والا ہے
جو اندھوں کو بصیرت کی نگاہیں دینے والا ہے
وہ جس نے اُجڑی پچھڑی آدمیت کو سنوارا ہے
جو بے یاروں کا یارا بے سہاروں کا سہارا ہے
وہ جس کا نام لینے سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں
اسی کو قتل کر دینے کی ہوتی ہیں آج تدبیریں

قتل کا فیصلہ ہو گیا

قتل قرارداد پر اتفاق کے بعد مجلس برخواست ہو گئی اور ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی مقرر کر دیا گیا کہ آج رات مل کر محمد ﷺ کو قتل کر دیں۔ خالق کائنات نے اپنے محبوبؐ کو مشرکین کی قرارداد سے مطلع کر دیا اور ان کا تمام تر منصوبہ محبوبؐ پر فاش کر دیا۔ تا کہ آپؐ اُن کے شر سے محفوظ رہیں۔

وَاِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ اَوۡیُخۡرِجُوۡکَ وَ یَمۡکُرُوۡنَ وَ یَمۡکُرُ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ خَیۡرُ الۡمَاکِرِیۡنَ O

﴿الانفال۔۳۰﴾

وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ منکرین حق تیرے خلاف

تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کردیں، یا قتل کرڈالیں، یا جلاوطن کردیں، وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی چالیں چل رہا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

بیت نبوت کا محاصرہ

مشرکین مکہ کے سو (۱۰۰) بہادر ننگی تلواریں لہراتے ہوئے پوری تیاری کے ساتھ "بیت نبوت" کا محاصرہ کرلیتے ہیں۔

"وَ هُمْ مِائَةُ رَجُلٍ مِّنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ"

ہر ایک کی خواہش ہے کہ سر قلم کرنے کے لئے پہلا وار میں کروں اپنی قوم میں بہادری اور اپنے معبودوں سے وفاداری کا حق نمک ادا کرکے ایک مثال قائم کردوں اور سرزمین مکہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو مٹادوں۔

"مشرکین کا ہزاروں پر بھروسہ اور مادی طاقت پر ناز"

"آقائے نامدار ؐ کا ایک پر بھروسہ اور خدا کی طاقت پر ناز"

رقم ہیں صحیفوں میں القاب تیرے ○ تو یٰسٓ وطٰہٰ میں طلعت نما ہے

مشرکین مکہ آج مطلوب کائنات، خلاصہ کائنات کے قتل کے درپے ہیں لیکن ان کو کیا معلوم تھا۔

ع "دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است"

اگر دشمن مضبوط ہے تو بچانے والا اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سید ملائکہ حضرت جبرائیلؑ کو نبی اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کو بتادیا جائے

آج کی رات

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذِنَ لَہٗ فِی الْخُرُوْجِ وَالْھِجْرَۃِ وَ اَمَرَہٗ اَنْ لَّا یَنَامُ فِیْ مَضْجَعِہٖ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ

بیشک اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ کہ آج کی رات آپؐ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور "اَلْمَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَۃ" کی طرف ہجرت کر جائیں۔

☆ اِدھر نورِ نبوت کو بجھانے کا منصوبہ، اُدھر نورِ نبوت کو چمکانے کا منصوبہ۔

☆ اِدھر ظلمت غرور میں تھی، اُدھر رحمت سرور میں تھی۔

☆ اِدھر ظلم اور بے حیائی تھی، اُدھر رحم اور مصطفائیؐ تھی۔

☆ اِدھر کفر کے ساتھ شیخ زندیق تھا، اُدھر نبیؐ کے ساتھ صدیقؓ تھا۔

حضرت علیؓ کا اعزاز

نبی اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا جو کاشانہ نبوت میں آپؐ کے ساتھ تھے۔ اے علیؓ! "نَمْ عَلٰی فِرَاشِیْ" آج رات میرے بستر پر آرام کریں اور یہ میری حضرمی سبز چادر اوڑھ لیں۔ بالکل فکر نہ کریں دشمن تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ مزید یہ کہ میرے پاس ان دشمنوں کی امانتیں ہیں یہ تمام مشرکین کو سپرد کر کے "اَلْمَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَۃ" چلے آنا۔ میرے جانے کے بعد یہ شور نہ کریں کہ محمد ﷺ ہماری امانتیں لے کر چلا گیا۔ حضرت علیؓ اپنی جان سرورِ دوعالم ﷺ پر قربان کرنے کی نیت سے آپؐ کے بستر مبارک پر لیٹ گئے۔

سر یکے داشتم انداختم بپائے حیف ○ کہ نیستم سر دیگر مرا بپائے دگر

ایک سر جو میں رکھتا تھا وہ میں نے تیرے قدموں میں رکھ دیا افسوس کہ اب

دوسرا سر ہی نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دے کر باہر نکلے۔ قریش مکہ ننگی تلواریں لئے راستہ میں کھڑے ہیں۔ عرض کی یا الٰہی چاروں طرف محاصرہ ہے حکم ہوا جبرائیلؑ میرے محبوب سے کہو کہ مٹی کی مُٹھی بھر کر ان کی طرف پھینکنا تیرا کام اور تمام دشمنوں کو اندھا کر دینا میرا کام۔

مشرکین کی بتیاں آف

وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ﴿الانفال۔۱۷﴾

اور تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا ہے۔

سرکار عالیؐ نے "شَاهَتِ الۡوُجُوۡهُ" پڑھ کر پھونک ماری اور مٹی پھینکی۔ مشرکین کے چہرے سیاہ پڑ گئے۔ آنکھیں چندھیا گئیں۔ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مشرکین کی بتیاں آف کر دیں اور وہ دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ دشمنوں کے درمیان سے گزرے اور مقدس ومطہر زبان سے سورۃ یٰسٓ پڑھتے ہیں۔

سورۃ یٰسٓ کی برکت

یٰسٓ ۝ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ۝ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُهُمۡ فَهُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤی اَکۡثَرِهِمۡ فَهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ۝ وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ فَهُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ۝ ﴿یٰسٓ ۱ تا ۹﴾

یٰسٓ ۔قسم ہے قرآن حکیم کی کہ تم یقیناً رسولوں میں سے ہو۔سیدھے راستے پر ہو اور یہ قرآن غالب اور رحیم ہستی کا نازل کردہ ہے تاکہ تم خبردار کرو ایک ایسی قوم کو جس کے باپ دادا خبردار نہ کئے گئے تھے۔اور اس وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر لوگ فیصلہ عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں اسی لئے وہ ایمان نہیں لاتے۔ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جن سے وہ ٹھوڑیوں تک جکڑے گئے ہیں اس لئے وہ سر اٹھائے کھڑے ہیں۔ ہم نے ایک دیوار ان کے آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک دیوار ان کے پیچھے کھڑی کر دی ہے۔ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے انہیں اب کچھ نہیں سوجھتا۔

مِٹی دی مُٹھ اک چکی پیارے نے
آیتاں یٰسٓ دیاں پڑھیاں سوہارے نے
کافراں ول سٹی مٹی اَنّھے ہو گئے سارے نے
نکل گئے دونویں کر دے حمد قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاندے پیر دی

نبی اکرم ﷺ چلے گئے بعد میں کفار کو ہوش آئی قتل کا پروگرام لے کر نبی اکرم ﷺ کی خواب گاہ میں داخل ہوئے دشمنوں کا شور غوغا سن کر حضرت علیؓ ہشیار ہو کر اٹھ بیٹھے انہوں نے بجائے محمد ﷺ کے بستر پر حضرت علیؓ کو لیٹے ہوئے پایا تو تلخ لہجہ میں بولے، محمد ﷺ کہاں ہے؟

شیرِ خدا نے جواب دیا: ''لَا عِلْمَ لِیْ بِهٖ'' مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ کیا تم نے مجھ کو ان کی نگرانی کے لئے متعین کیا تھا؟ یہ جواب سن کر دشمن شرمندہ ہوئے۔

مِنَ الدَّارِ اِلَی الْغَارِ

ہجرت والی رات نبی اکرم ﷺ اسی راستے پر جا رہے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر کو جا رہا ہے۔ کیا عظمت ہے صدیق اکبرؓ کی۔

''نبوت صداقت کے دروازے پر''

گردان

صدیقہ کائنات، عفیفہ کائنات، بی بی صدیقہؓ، آقاؐ کی رفیقہ، ازواج میں لئیقہ، کائنات میں باسلیقہ، نہایت خوش نصیبہ، محبوب خدا کی حبیبہ، مخدومہ، معصومہ، صادقہ، مصدقہ، زاکیہ، مذکیہ، راضیہ، مرضیہ، طاہرہ، مطہرہ، معلمہ، محدثہ، مفسرہ، ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں۔

آقاؐ صدیقؓ کے گھر

ہم ابوبکر صدیقؓ کے گھر تھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے بتانے والے نے صدیقؓ کو مطلع کیا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں۔ عرض کی:

''فِدَآءٌ لَهُ اَبِیْ وَ اُمِّیْ وَاللّٰهِ مَا جَآءَ بِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا اَمْرٌ''

خدا کی قسم میرے ماں باپ آپؐ کی ذات پر قربان ہوں اس گھڑی میں نبی اکرم ﷺ کسی اہم کام سے آئے ہیں۔ ''فَاسْتَاْذَنَ'' نبی اکرم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ''فَاَذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ'' اجازت ملنے پر آپؐ داخل ہوئے۔

آپؐ نے فرمایا: اے صدیقؓ

''اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِیَ الْخُرُوْجَ وَالْهِجْرَةَ''

بیشک مجھے خدا نے ہجرت کرنے کی اجازت دی ہے۔

عرض کی ''اَلصُّحبَۃُ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟'' کیا میرے لئے بھی رفاقت ہے؟

فرمایا: نَعَمْ۔ ہاں۔صدیق اکبرؓ کی آنکھوں میں مسرت سے آنسو آ گئے کہ آج مجھے رسالت کی رفاقت کی، قابل فخر سعادتیں حاصل ہو رہی ہیں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زادِ راہ لیا بیٹی، بیٹے، بیوی، اور والدین کو خدا کے سپرد کیا۔

نہ صدیقؓ نے پوچھا کہ پہلی منزل کہاں ہے؟ نہ حضورؐ نے بتایا۔آنکھوں ہی آنکھوں میں سفر کے تمام خاکے طے ہو گئے۔اس سے پہلے اعتماد کا اس قدر عظیم المثال مظاہرہ چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

سیّدہ اسماءؓ نے کھانا تیار کیا

سیّدہ اسماء بنت ابی بکرؓ خورد و نوش کے لئے جلدی سے کھانا تیار کرتی ہیں توشہ دان کو باندھنے کے لئے رسی نہ ملی پٹکا پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیئے۔آخر ایسا کیوں نہ کرتی بیٹی بھی تو صدیق اکبرؓ کی تھی۔آپؐ کو حضرت اسماء کی یہ ادا پسند آئی۔آپؐ موج میں تھے۔مسکرا کر سیّدہ اسماء کو ''ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ'' کا تمغہ دے دیا۔انہوں نے عمر بھر اسی اعزاز کو سینے سے لگائے رکھا۔

باپ ثَانِیَ اثْنَیْنِ، بیٹی ''ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ''

حبیب حق کی خوشنودی صلہ تھا جوش خدمت کا

شرف پایا ہوئیں ''ذَاتُ النِّطَاقَیْن'' آج سے اسماء

نبی اکرم ﷺ اور حضرت صدیقؓ دونوں گھر کی پشت کی کھڑکی سے باہر نکلے اور دونوں کو جاتے ہوئے صدیقؓ کے گھر والے کھڑے دیکھ رہے تھے۔

تیسرا خطبہ

کَعْبَۃُ اللّٰہِ اور نبیؐ آبدیدہ

آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر باہر نکلتے ہیں اور ایک ٹیلے پر کھڑے ہوکر "کَعْبَۃُ اللّٰہ" کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خدا کا آخری نبیؐ آبدیدہ ہوجاتا ہے اور خدا کے گھر کو خطاب فرماتے ہیں۔

وَاللّٰہِ اِنَّکَ لَخَیْرُ اَرْضِ اللّٰہِ، وَ اَحَبُّ اَرْضِ اِلَی اللّٰہِ وَلَوْ لَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْکَ مَا خَرَجْتُ ﴿سیرت ابن ہشام﴾

قسم ہے پروردگار کی! اے کعبہ تو اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر زمین ہے۔ اور اللہ کی نگاہ میں سب سے بڑھ کر محبوب ہے۔ اگر یہاں سے مجھے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔ بیت اللہ کی جدائی نے مصطفیٰ ﷺ کو تڑپا دیا۔ بیت اللہ حضور انور ﷺ کو محبوب تھا۔ بیت اللہ کا حج مسلمانوں کے دل کی آرزو ہے۔ جہاں پر ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

تیرے فرزند اب مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے
تیری پاکیزگی کا وعظ تک کہنے نہیں دیتے

جدائی عارضی ہے پھر بھی دل کو بیقراری ہے
کہ تو اور تیری خدمت مجھ کو دنیا بھر سے پیاری ہے

پیغمبر دو جہاںؐ نے جذبات سے لرزتے ہوئے ہونٹوں سے خانہ کعبہ کو الوداع کہا۔ آواز آئی محبوبؐ فکر نہ کر، آج چھپ کر جا رہا ہے۔ کل ایک جمِ غفیر کو ساتھ لے کر آئے گا اُس وقت کعبہ میرا ہوگا، تذکرہ تیرا ہوگا۔ ظلم اُن کا ہوگا، رحم تیرا

ہوگا۔ ستم اُن کا ہوگا، کرم تیرا ہوگا۔

مُڑ مُڑ پئے ویکھن نالے ہنجواں نے کیریاں
چک لیاں اللہ ایتھوں رزق دیاں ڈھیریاں
کرساں نہ کرساں فیر زیارتاں تیریاں
اللہ نوں معلوم ساری بات تقدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاندے پیرؒ دی

غارِثور کی طرف

اب آپؐ غارِثور کی طرف تشریف لے گئے جو بیت اللہ سے چار پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ سفر میں قدم قدم پر خطرات ہی خطرات ہیں۔ راستہ بہت ہی سنگین تھا۔ نوکیلے پتھر میرے محبوبؐ کے پائے نازک کو زخمی کر رہے تھے۔

چڑھائی سخت تھی، سنگین ناہموار رستہ تھا
نوکیلے پتھروں کا فرش تھا پُر خار رستہ تھا
نبیؐ کے پائے نازک، ہر قدم پر چوٹ کھاتے تھے
دلِ صدیقؓ کے جذبات مجروح ہوتے جاتے تھے
نہ دیکھا جا سکا، پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جراحت کو
بصد اصرار کندھوں پر اٹھایا شانِ رحمت کو
اندھیرا، پتھروں کے ڈھیر، کوہِ ثور کی گھاٹی
خدا ہی جانتا ہے یہ مسافت کس طرح کاٹی

سیّدالانبیاءؐ صدیقؓ کے کندھوں پر

سیّدنا حضرت ابوبکرؓ اپنے محبوبؐ کی اس تکلیف کو برداشت نہ کر سکے۔ نہایت ادب سے عرض کیا کہ میں حضور آپؐ کی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ آیئے سوار ہو جایئے۔ دنیا جانتی ہے وہاں کوئی سواری نہ تھی۔ پوچھا ابوبکرؓ کہاں سوار کراؤ گے؟ سواری تو موجود نہیں، جواب دیا۔ آقاؐ۔ صدیقؓ خود نبوت کی سواری بن جائے گا۔

تڑپنے، پھڑکنے کی توفیق دے ○ دل مرتضیٰؓ، سوز صدیقؓ دے

چشم فلک نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب سرکار دو عالم ﷺ کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے تو صدیقؓ نے آپؐ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ جب کہ سفر دونوں کا برابر ہے۔ عشق و محبت کا عدیم المثال منظر، نبوت صداقت کے کندھوں پر، حالانکہ جتنا سفر آقا نامدارؐ نے کیا اتنا ہی سفر ابوبکر صدیقؓ نے کیا۔

چو رفتند چندیں بدامان دشت ○ قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکرؓ آنگہ بدوشش گرفت ○ ولے زیں حدیثست جائے شگفت
چوں در کس چناں قوت آمد پدید ○ کہ بار نبوت تواند کشید

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ○

﴿الزمر۔۲۳﴾

اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ مانا وہی عذاب سے بچنے والے ہیں۔

جاں چند قدم چلے اُس راتیں جنگل دے وچ کارے
قدم نبیؐ دے زخمی ہو گئے چلن کولوں ہارے

تاں ابوبکرؓ نے پاک نبیؐ نوں موہڈیاں اوپر چایا
پر ہے ایہہ بات تعجب والی پر زاوی ذکر لیایا
اتنی قوت ابوبکرؓ نوں کتھوں حاصل ہوئی
بھار نبیؐ دا چک لیا اس نے جس دی حد نہ کوئی
بھارستاں آسماناں زمیاں جے یک در پائے جاون
تاں وی بھار نبیؐ دا بھارا راوی ذکر سناون

صدیق اکبرؓ سردارِ دو جہاں ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر تین میل اوپر جبل ثور پر پہنچتے ہیں۔

اور عرض کرتے ہیں آقا آپؐ ذرا باہر ٹھہریں میں غار کو اندر سے صاف کر دیتا ہوں۔ کہیں موذی شئے آپؐ کو تکلیف نہ پہنچائے۔

غار کی صفائی

سرکار دو عالم ﷺ غار سے باہر رک جاتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ اندر جا کر اس غار کو صاف کرتے ہیں۔ جو ''حَشَرَاتُ الْاَرْضِ'' کیڑے مکوڑوں کا مسکن تھا۔ غار ثور میں جو انسان داخل ہوا ہے۔ وہ انبیاء کے بعد اعلیٰ و افضل ہے۔ اور پھر جو اس کے بعد داخل ہونے والا ہے اس سے بہتر اکمل انسان کرۂ ارضی پر نہیں ہے۔

''اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ'' ﴿التوبہ۔۴۰﴾

جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا، وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں سرکار دو عالم ﷺ کے محبت بھرے سفر کا نقشہ کس عجیب انداز سے کھینچا ہے۔

دوسرا دوگانہ۔ اوّل نبیؐ، دوسرا صدیقؓ

"وَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى الْغَارِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهٗ حَتّٰى اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثَقْبًا فَشَقَّ اِزَارَهٗ وَ سَدَّهَا بِهٖ وَ بَقِيَ مِنْهَا اِثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ وَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَابَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ" ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

غار میں سب سے پہلے صدیق اکبرؓ داخل ہوئے تاکہ مکمل طور پر غار کی صفائی کر کے سرکار دوعالم ﷺ کو داخل کیا جائے اور کوئی موذی جانور ہو تو ہٹا دوں۔ چنانچہ غار کو اچھی طرح صاف کیا خود جھاڑو دیا۔ سراخوں کو چادر پھاڑ کر بند کر دیا۔ صدیقؓ نے اپنی چادر آقا پر قربان کر دی۔ حضورؐ مسکرائے اور ابوبکرؓ کے لئے دعا فرمائی۔ بقایا سوراخوں پر صدیقؓ نے اپنے پاؤں کی ایڑیاں رکھ دیں اور عرض کی تشریف لائیے۔ صدیقؓ نے اس مقام پر وہ جملے ادا کئے کہ قدسیوں کے دل دہل گئے اور فداکاری اور محبت رسالت میں فنائیت کے عظیم باب کو روشن کر دیا۔

"اِنْ قُتِلْتُ فَاِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ"

اگر میں قتل ہو گیا تو کوئی بات نہیں کیونکہ میں تو ایک آدمی ہوں۔

"وَاِنْ قُتِلْتَ اَنْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ"

اور اگر خدانخواستہ آپؐ قتل ہو گئے تو امت برباد ہو جائے گی۔

محمد ؐ کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ابو بکرؓ کی گود میں نورانی سر مبارک

حضورؐ غار کے اندر تشریف لے گئے حضرت ابو بکرؓ کی گود میں اپنا نورانی سر مبارک رکھ کر سو گئے اور نقشہ یوں بنا۔

"نبی کا چہرہ صدیقؓ کی طرف اور صدیقؓ کی آنکھیں مصطفیٰؐ کی طرف۔"

ایک دن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی تھی آقاؐ۔ میری تمنا ہے۔

"اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ"

نگاہ میری ہو اور چہرہ مبارک آپ کا ہو۔ رخ انور کو دیکھتا ہی رہوں۔

ام المومنین عائشہؓ طیبہ طاہرہ، صدیقہ کائنات فرماتی ہیں۔

لَوَامِیُ زُلَیْخَا لَوْ رَأَیْنَ حُسْنَہٗ
لَا شَرَفَ بِقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَی الْیَدِ

زلیخا کو ملامت کرنے والی مصری عورتیں اگر آپؐ کا حسن جمال دیکھ لیتیں تو انگلیوں کی بجائے دلوں پر چھریاں چلا لیتیں۔

نمایاں ہو کہ دکھلا دے کبھی اُن کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینوں میں

صدیقؓ کو کالے ناگ نے ڈس لیا

ابو بکر صدیقؓ کی گود میں آقاؐ کا چہرہ انور یوں لگ رہا تھا۔ جیسے
"رحل پر قرآن کھلا ہوا ہو۔"

ایک سوراخ میں سے سانپ نے حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں کو ڈس لیا لیکن یہ بے مثال دوست حرکت نہیں کرتا تا کہ کہیں سرکار دو عالم ﷺ کے آرام و نیند میں کوئی خلل نہ آ جائے۔

''نبی اکرم ﷺ محو خواب ہیں اور صدیقؓ محو دیدار ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو نیند کی شدت ہے۔ صدیقؓ کو درد کی شدت ہے۔

نبی اکرم ﷺ سو رہے ہیں، صدیقؓ رو رہے ہیں۔''

زہر نے جسم صدیقؓ پر اثر کیا حتیٰ کے آنکھیں بھی زہر سے متاثر ہوئیں۔

یہاں پر سانپ کے زہر (کالے ناگ) کا محبت رسولؐ سے اس طرح مقابلہ ہوا۔

زہر نے کہا:

''اڈی نوں اُٹھا، یار نوں جگا، دم کرا، جان بچا۔''

محبت رسول ﷺ نے آواز دی:

''اڈی نوں دبا، زہر نوں چڑھا، محبوب نوں سلا، رب نوں منا۔''

جہاں روشن است از جمال محمدؐ
دلم تازہ شد از وصال محمدؐ

خوشا مسجد و منبر و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمدؐ

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمدؐ

بہ صدق و صفا گشت بے چارہ جامی
غلام غلامانِ آلِ محمدؐ

آنسو محبوبؐ کے رخساروں پر

صدیق اکبرؓ کی آنکھیں اشک بار ہیں اور آنسو محبوب خدا کے رخساروں پر (مکھڑے) گرے۔ آپؐ بیدار ہوئے۔ فرمایا: اے میرے صدیقؓ تجھے کیا ہوا۔ عرض کی حضورؐ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ "لُدِغتُ" مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آپؐ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو سب دکھ درد جاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی۔ سیّد کائناتؐ نے فرمایا۔

اَنتَ صَاحِبِیُ فِی الُغَارِ وَ صَاحِبِیُ عَلَی الُحَوُضِ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

تو میرا غار میں ساتھی ہے۔ تو حوضِ کوثر پر بھی میرا ساتھی ہوگا۔

جمال مصطفیٰؐ

سیّدنا حضرت حسان بن ثابتؓ نے کیا خوب کہا ہے:

خُلِقُتَ مُبَرَّءً مِّنُ کُلِّ عَیُبٍ ○ کَاَنَّکَ قَدُ خُلِقُتَ کَمَا تَشَآءُ

وَاَحُسَنُ مِنُکَ لَمُ تَرَ قَطُّ عَیُنِیُ ○ وَاَجُمَلُ مِنُکَ لَمُ تَلِدِ النِّسَآءُ

آپؐ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے آپؐ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں۔

میری آنکھوں نے کبھی آپؐ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ عورتوں نے آپؐ سے زیادہ کوئی جمال والا نہیں جنا۔

مکھ چند بدر شاہ ثانی ایں ○ متھے چمکے لاٹ نورانی ایں
کالی زلف تے اکھ مستانی ایں ○ مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں ○ جاناں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں ○ جس شان تھیں شاناں سب بنیاں

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا اماں جی آپؐ کا شوہر، جوہر، گوہر کیسا ہے؟ عفیفۂ کائنات نے جواب دیا۔

لَنَا شَمْسٌ وَّلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ ○ وَ شَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ

فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ ○ وَ شَمْسِیْ تَطْلَعُ بَعْدَ الْعِشَآءِ

گردان

☆ ایک سورج آسمان پر چمک رہا ہے، دوسرا سورج میرے حجرے میں دمک رہا ہے۔

☆ آسمان کے سورج کو دیکھیں تو دونوں آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ میرے حجرے کے سورج کو دیکھیں تو دونوں آنکھیں منور ہو جائیں۔

☆ آسمان کا سورج دن کو روشن ہوتا ہے، میرے حجرے کا سورج رات کو تہجد کے مصلے پر روشن ہوتا ہے۔

☆ آسمان کا سورج زمین کو روشن کرتا ہے، میرے حجرے کا سورج اندھیرے دلوں کو روشن کرتا ہے۔

☆ آسمان کا سورج قیامت کے دن بے نور ہوگا، میرے حجرے کا سورج قیامت کے دن بھی روشن ہوگا۔

☆ آسمان کا سورج بادلوں میں چھپ جاتا ہے، گرہن لگتا ہے، میرے حجرے کا سورج بادلوں میں چھپتا بھی نہیں گرہن لگتا بھی نہیں۔

☆ ہم مسکرائیں تو لوگ کہیں گے مسکرا رہا ہے، نبی اکرمؐ مسکرائیں تو جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں۔

سوہنا چہرہ قد کاٹھ، بنتر بناوٹ ○ ختم ہو گئی سوہنے دے اتے سجاوٹ

نہ رخساریاں تے کوئی داغ بھورا ○ چمکدار چٹا سرخ رنگ گورا
نہایت ہی دلکش جسم پاک سارا ○ نہ بہتا ای پتلا نہ بہتا ای بھارا
جیویں ماہ کامل پیا لاٹاں مارے ○ صحابہ دی اکھاں نے لٹ لئے نظارے
کسے ماں نے ایہو جہیا سوہنا نئیں جنیا ○ جیویں رب دی مرضی محمدؐ ہے بنیا
سہپن، نفاست ایہہ پھلاں دا سہرا ○ واہ سبحان اللہ محمدؐ دا چہرا
مصور نے بس انتہا کر ستی ○ بڑی رنجھ دے نال تصویر کئی
حسیناں جمیلاں دا منہ موڑ دتا ○ محمدؐ بنا کے قلم توڑ دتا

خیر الوریٰ ؐ نے غار میں تین رات تک قیام کیا۔

لَیلَۃُ الْجُمْعَۃِ، لَیلَۃُ السَّبتِ، لَیلَۃُ الْاَحَدِ ﴿فتح الباری﴾

جمعہ کی رات، ہفتہ کی رات، اتوار کی رات۔

دودھ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے

حضرت ابوبکر صدیقؓ آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہؓ غار کے قریب بکریاں چراتے تھے وہ بکریوں کا دودھ نکال کر لاتے اور خدمت اقدس میں پیش کرتے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کھانا پہنچاتی تھی۔ حضرت اسماءؓ بڑی حوصلہ منداور نیک دل خاتون تھیں۔ نہایت راسخ العقیدہ تھیں۔ دست سخاوت بیحد کشادہ تھا۔ کمال درجہ کی عابدہ، زاہدہ تھیں۔ حضرت اسماءؓ کی شادی حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوئی۔ جو بہت مفلس اور تنگ دست تھے۔ جلیل القدر صحابی تھے اور نبی اکرمؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ، حضرت اسماءؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ مائی اسماء نے کم وبیش سو (۱۰۰) سال کی عمر پائی۔ آخر دم تک ہوش وحواس قائم تھے۔ مورخین اسلام نے لکھا ہے۔ کہ آخری عمر میں بصارت جاتی رہی۔

اسماءؓ کے رخساروں پر طمانچہ

کفارانِ مکہ ابوجہل کی قیادت میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت اسماءؓ دروازے پر آئیں۔

ابوجہل نے پوچھا۔ اَیْنَ اَبُوْکِ؟ لڑکی تیرا باپ کہاں ہے؟

جواب دیا میں کیا بتا سکتی ہوں؟ وہ کہیں گئے تو ضرور ہیں لیکن وہ جاتے وقت یہ بتا کر نہیں جاتے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں؟

فَرَفَعَ اَبُوْجَهْلٍ یَدَهٗ وَ کَانَ فَاحِشًا خَبِیْثًا فَلَطَمَ خَدَّهَا لَطْمَةً

﴿سیرت ابن ہشام﴾

خباثت سے بھرے ہوئے ابوجہل نے سیّدہ اسماء کے رخساروں پر زور سے طمانچہ مارا جس سے ان کے کانوں کی بالیاں زمین پر گر گئیں۔ سیّدہ اسماءؓ نے اپنے چہرہ پر ظالم انسان کا طمانچہ برداشت کر لیا صرف خدا کی رضا اور مصطفیٰ ؐ کی وفا کے لئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نابینا والد ابی قحافہ جو ابھی ایمان نہ لائے تھے۔ حضرت اسماءؓ سے مخاطب ہو کر بولے۔ بیٹی۔ ابوبکرؓ نے تمہیں دوہری مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ خود بھی چلا گیا اور سارا مال بھی ساتھ لے گیا۔ حضرت اسماءؓ نے ضعیف العمر اور نابینا دادا کا دل توڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ایک کپڑے میں کچھ پتھر ڈالے اور اس گھڑے میں رکھ دیئے جہاں ابوبکر صدیقؓ روپیہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت اسماءؓ دادا ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے گئیں اور عرض کی۔ دادا جان ہاتھ لگا کر دیکھ لیں یہ کیا رکھا ہے؟ اس سے ابوقحافہ کو اطمینان ہو گیا اور بولے ابوبکرؓ نے اچھا کیا ہے۔ تمہارے لئے کافی انتظام کر گیا ہے۔ اب اس کے جانے کا چنداں غم نہیں ہے۔

چوتھا خطبہ ابوبکرؓ کا گھرانہ خدمت اسلام میں

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے عبداللہؓ حضور اکرمؐ کی خدمت میں شام کو آتے ہیں اور ''اَلْمَكَّةُ الْمُكَرَّمَة'' کی ساری خبریں سنا کر جاتے ہیں۔ اسی طرح ابوبکر صدیقؓ کا سارا گھرانہ نبی اکرمؐ اور اسلام کی خدمت میں لگا ہوا ہے۔

کفار مکہ کھر ادیکھنے والے کو ساتھ لے کر چلے۔ یہ شخص ''کرز بن علقمہ تھا'' دشمن مایوسی کے عالم میں جوش وغضب کی آگ میں جلتے ہوئے تعاقب کرتے ہیں۔ غار ثور تک پہنچے۔

مکڑی کا جالا

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ الْعَنْكَبُوْتَ فَنَسَجَتْ عَلٰى وَجْهِ الْغَار

﴿سیرت الرسولﷺ﴾

خدائے لم یزل کے حکم سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا پور دیا۔ رب العالمین جب حفاظت کرنے پر آتا ہے تو ایک معمولی شئے سے حفاظت کروا دیتا ہے۔ اور اگر حفاظت نہ کرنے پر آئے تو بڑے بڑے قلعے بھی نہیں بچا سکتے۔

اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

﴿العنکبوت ۔ ۴۱﴾

بیشک سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ علم رکھتے۔

صدقے میں جاواں وڈیاں حکمتاں والیا
کیسے اُچا محل کیسے قلعہ بنا لیا

تون جالے دے قلعے اندر نبیؐ بچا لیا
سمجھ نہ آوے ہرگز تیری تدبیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاندے پیرؐ دی

کبوتروں کی خدمت

وَاَرْسَلَ حَمَامَتَیْنِ وَحْشِیَّتَیْنِ فَوَقَفَتَا عَلٰی وَجْہِ الْغَارِ

﴿سیرت الرسولؐ عربی تالیف محمد بن عبدالوہابؒ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے جنگلی کبوتروں کا جوڑا بھیج دیا جس نے غار کے منہ پر اپنا گھونسلا بنا دیا اور کبوتروں نے انڈے دے دیئے۔

جس نے راہ وچہ انڈے رکھے پاک نبیؐ دی پاروں
عزت اوس کبوتر تائیں حکم جیویں سرکاروں

رہن کبوتر وچہ بیت اللہ سب اولاد انہاں دی
ربّ نوں معلم کئی ہزاران گنتی نہیں جناں دی

ہر اک ملکوں حجّاں کارن جو سب حاجی آون
قیمت دے کر کنک عجیبہ چوگ انہاں نوں پاون

ہر دم حاضر رہن کبوتر وچہ دربار الٰہی
مومن خدمت گارانہاندے تے خوفوں بے پروائی

خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا انتظام کر دیا کہ مخالفین اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

کھرا دیکھنے والے نے کہا کہ قدموں کے نشانات یہاں تک آتے ہیں نیچے اتر کر دیکھ لیا جائے۔ کفار مکہ نے جواب دیا۔

تم بے وقوف اور احمق ہو یہاں ان کی موجودگی محال اور خارج از امکان ہے۔ کیونکہ اگر کوئی آدمی غار میں داخل ہوتا تو یہ جنگلی کبوتر یہاں نہ ٹھہرتے اور مکڑی کا جالا سلامت نہ رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان بھی کرلیں اور اگر خدا چاہے تو ننھی سے مخلوق سے کام لے لے۔

کبوتروں اور مکڑی سے وہ کام لیا جو مضبوط قلعوں اور فولادی زرہوں سے بھی ممکن نہ تھا۔ کفار میں سے ایک شخص آنکھ پھاڑ پھاڑ کر غار کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ دشمن ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴿التوبہ۔۴۰﴾

جب وہ دو میں کا دوسرا تھا۔ جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

"مَاظَنُّكَ يَا اَبَابَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا"

اے صدیق رضی اللہ عنہ تیرا کیا گمان ہے ہم دو نہیں تیسرا ہمارے ساتھ خدا ہے۔ اور فرشتوں نے اپنے پروں سے ہمیں چھپا رکھا ہے۔

مشرکین مکہ بالآخر ناکام، خائب، و خاسر واپس لوٹ گئے۔ انہوں نے پوری کوشش کی اور قوت صرف کی کہ نبی اکرم ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ کو تلاش کرلیں۔ لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

علمی نکات

☆ ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ'' میں عجیب ولطیف اشارہ ہے یہ نہیں کہا۔ کہ ایک نبیؐ تھا اور ایک اس کا ساتھی بلکہ فرمایا۔ دو میں سے دوسرا۔

☆ اسی طرح ''اِذْ هُمَا'' میں گہری رفاقت کا اشارہ ہے۔ ''اِذْ هُوَ ، وَ هُوَ'' نہیں کہا۔ نبیؐ اور صدیقؓ کو کبھی بھی الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔

☆ ''لِصَاحِبِهٖ'' اس میں بھی لطیف اشارہ ہے۔ رب العالمین نے ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت کو قرآن میں بیان کیا ہے۔ لفظ ''صاحب'' صحابی کے ہم معنی ہیں۔

☆ ''لَاتَحْزَنْ'' اس میں بھی لطیف اشارہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے غار کے اندر ابوبکر صدیقؓ سے مخاطب کرتے ہوئے کہے۔

☆ ''لَاتَخَفْ'' نہیں فرمایا۔

☆ حزن اور خوف، غم اور ڈر، کے لغوی معنی میں ایک دقیق فرق ہے۔ خوف اپنے لئے ہوتا ہے اور حزن دوسرے کے لئے ہوتا ہے۔ گویا قرآن عزیز بنص صریح ناطق ہے اس حقیقت کے لئے کہ ابوبکر صدیقؓ کو اپنی جان کا خوف نہیں تھا۔ بلکہ حضور اکرم ﷺ کی گرفتاری کا غم تھا۔ آپؐ نے اسی حالت کا اندازہ لگایا اور لاتخف کی بجائے لاتحزن فرما کر ابوبکرؓ کی رفاقت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔

☆ کتنا نازک تاریخی لمحہ تھا حضرت ابوبکرؓ کو تشویش ہوئی کہ اگر یہ لوگ غار میں داخل ہو گئے تو گویا پوری تحریک خطرے میں پڑ جائے گی۔ ایسے لمحات میں صحیح انسانی فطرت کے اندر جیسا احساس پیدا ہونا چاہیئے ٹھیک ایسا ہی

احساس جناب صدیقؓ کا تھا۔

☆ "اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" اس میں بھی لطیف اشارہ ہے جس طرح خدا کی مدد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہے اسی طرح خدا کی مدد ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ہے۔ معیت خداوندی نبوت اور صداقت دونوں کے ساتھ برابر تھی۔ "معنا" کا لفظ صدیقؓ کی رفاقت کی شہادت دے رہا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ مَعِیَ وَ مَعَکَ" بلکہ "معنا" فرمایا۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں فرماتے ہیں۔

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ
طَافَ الْعُدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعِدَ الْجَبَلَا
وَكَانَ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رُجُلَا ﴿مستدرک حاکم﴾

بلند غار میں رفاقت کرنے والے جو دو میں سے دوسرے تھے ایسے وقت جب کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر دیکھ رہا تھا۔ لوگ جانتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دوست ہیں۔ اور انبیاءؑ کے بعد پوری دنیا میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

شمع رسالتؐ دا پروانہ ○ جاندا جس نوں کل زمانہ
نام صدیقؓ رفیق نبیؐ دا ○ خادم بنیا غاراں دا
بن یار نبیؐ دیاں یاراں دا

ہم نے اپنے مقالہ بعنوان "مقامِ ابوبکر صدیقؓ" میں بڑے شرح و بسط کے ساتھ شانِ صدیقؓ، عظمت صدیقؓ، آن صدیقؓ، رفعت صدیقؓ، خلافت

صدیق ؓ، وفاتِ صدیق ؓ کا تذکرہ کر دیا ہے۔ یہ عنوان ہماری کتاب "مِسْکُ الْمَدِيْنَةِ" کی زینت ہے۔

گردان

☆ حضورؐ کے ساتھیوں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ عمرؓ کے پیاروں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ عثمان ؓ کے یاروں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ علیؓ کے باراتیوں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ بلالؓ کے خریداروں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ مدینہ کے عابدوں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ بدر کے مجاہدوں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ احد کے زخمیوں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ مسجد نبویؐ کے نمازیوں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ حج کے امیروں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ آقاؐ کے مصلے پر دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ ہجرت کے مسافروں میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ "خَلِيْفَةٌ بِلَا فَصْل" دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ گنبد خضریٰ میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ غارِ ثور میں دیکھو تو صدیق ؓ۔
☆ حوضِ کوثر پر دیکھو تو صدیق ؓ۔

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

ہجرت

اسلام میں ہجرت ایک اہم فریضہ ہے کون نہیں جانتا کہ انسان کے لئے وطن۔ مال، اہل وعیال کس درجہ عزیز ہوتے ہیں اور وہ ان ہی متاع گرانمایہ پر اپنی دنیوی عیش وراحت کو بقائے حیات کا مدار سمجھتا ہے لیکن اس کی انسانیت اور اس کا ارتقاء ان تمام مقاصد حیات سے بھی ایک بلند مقصد زندگی کا طالب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَo ﴿الذاریات۔٥٦﴾

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے۔ کہ وہ میری بندگی کریں۔

رب العالمین کی معرفت جس کی ربوبیت نے اس کو جامہ ہستی عطا کیا۔ اسی معرفت کا نام دین اور ملت ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی o زندگی بے بندگی شرمندگی

انسان جب اس مقصد حقیقی کو پالیتا ہے تو پھر اس کی نگاہ میں اس درجہ وسعت اور رفعت پیدا ہوجاتی ہے کہ دنیا کی تمام نیرنگیوں اور رنگینیوں کا جادو اسے پُر فریب دھوکہ نظر آنے لگتا ہے اور وہ اس فریب کاری سے متنفر ہوکر آخر کار باقی حیات مستعار دین حق کی خاطر داؤ پر لگا دیتا ہے۔ اور دنیا کی تمام متاع تن، من، دھن حتیٰ کہ اہل وعیال کو بھی تج دیتا ہے۔ اور اس دُرِ بے بہا کو آنچ تک نہیں آنے دیتا جس کا نام ایمان ہے۔ اور بسا اوقات وہ ان بلند مقاصد کے حصول کے لئے دیس

بدلیں ہونے کا سودا بھی منظور کر لیتا ہے۔ اسی حقیقت حال کو اسلام کی مقدس اصطلاح میں ''ہجرت'' کہا جاتا ہے۔ اسی بنا پر ہجرت ایک مخلص مسلمان اور منافق کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے بہترین کسوٹی ہے۔

ہجرت اَلْمَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَۃ کو اسلام میں کس درجہ اہمیت ہے۔ اس حقیقت کا بخوبی اندازہ اس آیت سے لگایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَالَّذِیْنَ ھَا جَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ○

﴿آل عمران۔۱۹۵﴾

جن لوگوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور میری راہ میں ستائے گئے اور میری راہ میں لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے گناہ ان سے دور کر دوں گا اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے درختوں کے نیچے سے نہریں جاری ہیں یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔

عبداللہ بن ابوبکرؓ کی آقا سے وفاداری

حضور انور، شافع روز محشر، ساقی کوثر، بہتر و برتر حضرت رسول مکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ تین دن اور تین رات غار ثور میں مقیم رہے۔

یَبِیْتُ فِی الْغَارِ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ ھُوَ غُلَامٌ شَابٌ ثَقِفٌ لَّقِنٌ فِیدَّلِجُ مِنْ عِنْدِ ھِمَا بِسَحْرٍ فَیُصْبِحُ مَعَ قُرَیْشٍ بِمَکَّۃَ کَبَائِتٍ فَلَا یَسْمَعُ اَمْرًا اِلَّا وِعَاہُ حَتّٰی یَاْتِیَھُمَا بِخَبَرِ ذٰالِکَ حِیْنَ یَخْتَلِطُ الظَّلَامُ۔

﴿صحیح البخاری﴾

عبداللہ بن ابی بکرؓ جو جوان گھبرو، بڑا چالاک و ہوشیار تھا رات کو غار میں جا

کر ان کے پاس رہتا اور سحری کے وقت واپس چلا آتا۔ قریش کے لوگوں کے ساتھ مکہ میں صبح کرتا۔ اسی طرح جیسے مکہ ہی میں رات گزاری اور دن بھر کی جتنی باتیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نقصان پہنچانے کی سنتا وہ یاد رکھتا اور رات کو اندھیرا ہوتے ہی غار میں آ کر بیان کرتا۔

صدیقؓ کی طرف سے تازہ دودھ

عامر بن فہیرہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وفادار غلام نے تین دن تک غار کے قیام میں ''اِثْنَیْنِ کَرِیْمَیْنِ'' کو تازہ دودھ فراہم کیا اور قریب ہی غار کے بکریاں چرائیں اور اعتماد کو قائم رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سفر ہجرت میں ساتھ لینے کے لئے صدیقؓ کو خصوصی اجازت مرحمت فرمائی۔

صدیقؓ کی طرف سے سواری

جَاءَ هُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اُرَیْقِطْ بِالرَّا حِلَتَیْنِ وَحِیْنَئِذٍ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْ اِحْدٰی رَاحِلَتَیَ هَاتَیْنِ وَ قَرِّبَ اِلَیْهِ اَفْضَلُهُمَا فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِالثَّمَنِ۔ ﴿صحیح البخاری﴾

حضرت صدیق اکبرؓ کے وفادار غلام عبداللہ بن اریقطؓ خوبصورت، توانا، اونٹنیاں لے کر وقت مقررہ پر حاضر ہو گیا۔ ایک اعلیٰ افضل اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صدیقؓ نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آپ کے لئے اچھی اونٹنی ہے۔ اور آپ سوار ہو جائیں (ہنسی میں) آپؐ نے فرمایا کہ میں اس اونٹنی پر سوار نہیں ہوں گا جو میری نہیں ہے۔ میں اس اونٹنی کو خریدتا ہوں تب سواری کروں گا اس پر صدیقؓ نے رضامندی کا اظہار کر دیا اور آنحضرت ﷺ نے اس سواری کو قبول فرمالیا۔ یہ خرید و فروخت کیا تھی۔ یہ محبت کے چند میٹھے میٹھے بولوں کا تبادلہ تھا۔

پانچواں خطبہ

فِی الطَّرِیقِ اِلَی المَدِینَۃِ

صدیقؓ کے احسانات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

مَا لِاَحَدٍ عِندَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَابَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِندَنَا یَدًا یُکَافِئُہُ اللّٰہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَا نَفَعَنِی مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَانَفَعَنِی مَالُ اَبِی بَکْرٍ۔ ﴿ترمذی شریف﴾

کہ جن صحابہ کرامؓ نے مجھ پر احسانات کیے ہیں میں نے ان کا بدلہ دنیا میں دے دیا ہے سوائے ابوبکر صدیقؓ کے۔ ان کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خود بدلہ دیں گے۔ ابوبکرؓ کے مال نے جو نفع دیا اور کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا۔

یہ قافلہ صبح مُنہ اندھیرے۔ بعض روایات میں آدھی رات کا بھی ذکر ہے۔

یکم ربیع الاول سوموار (لَیْلَۃُ الْاِثْنَیْنِ) کی رات کو روانہ ہوا اور ایک ایسے راستے کو اختیار کیا گیا جو غیر معروف تھا۔

حرم کی طرف کبوتروں کی روانگی

ادھی راتیں سوہنے غار نوں چھوڑیا
تنیا ہویا جالا نال ہتھاں دے توڑیا

کبوتراں نوں حکم دتا اڈ جاؤ جوڑیا
حرم وچہ حمد کرو اس رب قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاندے پیر دی

حال زبانوں انہاں عرضاں سنایاں نے
کریو جے معاف جیکر ہویاں کوتاہیاں نے
نبی محمدؐ ساتھوں خدمتاں کرائیاں نے
قسمت اساڈی گئی جے فلکاں نوں چیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاندے پیر دی

ادہر لات وعزیٰ وہبل کے پجاریوں نے نہایت مایوسی کے عالم میں اعلان کرادیا کہ جو محمد ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ کو گرفتار کر کے لائے گا یا ان کا سر قلم کر کے پیش کرے گا تو اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ دنیا کے بھوکے مشرک تلاش کے لئے نکلے۔

نبیؐ اور صدیقؓ ایک ہی سواری پر

صدیقؓ اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی اونٹنی پر سوار تھے۔

وَاَبُوْبَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ اَبَابَكْرٍ فَيَقُوْلُ اَبَابَكْرٍ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هٰذَا رَجُلٌ يَّهْدِيْنِى السَّبِيْلَ۔ ﴿صحیح البخاری﴾

آگے رسول اللہ ﷺ اور پیچھے صدیقؓ اونٹنی پر سوار ہیں اور درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔

مشرکین کی ایک مقام پر ملاقات ہوگئی تو انہوں نے ابوبکر صدیقؓ کو

پہچان لیا جو سفید ریش اور بوڑھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے صدیق ؓ سے سوال کیا "مَنْ ھٰذَا؟" یہ آپ کے آگے بیٹھنے والا کون ہے؟

اگر صدیق ؓ بتاتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو یار نہ رہا۔ اور اگر کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں تو صدیق ؓ نہ رہا۔ برجستہ جواب دیا۔

"رَجُلٌ یَھْدِیْنِی السَّبِیْلَ" یہ وہ آدمی ہے جو مجھے راستہ بتا رہا ہے۔

کافروں نے کہا کہ چھوڑو اس کو راستہ نہ آتا ہوگا تو پکڑ کر ایک آدمی کو بٹھا لیا ہے۔ رحمت عالم صدیق ؓ کے اس جواب سے بے حد خوش ہوئے ایسا جواب دیا کہ محمد ﷺ کی جان بھی محفوظ رہی اور صدیق ؓ کی صداقت پر حرف بھی نہ آیا۔

گردان

☆ میرے آقا کہیں دَاعِيِ اِلَی اللّٰہِ بن کر فاران کی چوٹیوں پر کھڑا ہوتا۔

☆ کہیں امت کے لئے تہجد کے مصلے پر ہوتا۔

☆ کہیں طائف میں پتھر کھاتا اور کہیں غاروں میں اُمّتی، اُمّتی پکارتا۔

☆ کہیں شعب ابی طالب میں قیدی نظر آتا۔

☆ کہیں بدر میں صحابہ کرام ؓ کی صف بندی کراتا۔

☆ کہیں احد میں زخمی ہو کر دشمنوں کو سینے سے لگاتا۔

☆ کہیں حرم میں زخم کھاتا تو کہیں تین دن بھوکا رہ کر خندق کھودتا۔

☆ کہیں محبتوں کا سمندر بن کر پتھر برسانے والوں کے لئے دعائیں کرتا۔

☆ کہیں ہجرت کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا۔

ابوبکر ؓ و عمر ؓ کا نام لے کر کوسنے والو!

ابوبکر ؓ و عمر ؓ کے مہربان تک بات پہنچے گی

قیامت میں جناب عائشہؓ شکوہ کناں ہونگی

زباں روکو خدائے دو جہاں تک بات پہنچے گی

علامہ وحید الزمانؒ مرحوم نے تیسیر الباری شرح صحیح البخاری کے ترجمہ میں ابوبکر صدیقؓ کی سفید ریش کے بارے میں نوٹ دے کر لکھا ہے۔ شاید ابوبکرؓ کو جلدی سفیدی آ گئی ورنہ وہ رسول اللہ ﷺ سے دو اڑھائی برس چھوٹے تھے۔

رسول اللہ ﷺ ساحل سمندر کے راستہ اَلْمَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَۃِ کی طرف جا رہے ہیں۔ راہ میں چلچلاتی دھوپ اور شدت کی گرمی نے بہت ستایا۔

فضا تھرا گئی سیل حرات کے دریڑوں سے
ہوا گھبرا گئی امواج حدت کے تھپیڑوں سے

ازل کے روز سے یہ خاک یونہی پاک ہوتی تھی
وضو کرتی تھی ہر ذرے کا منہ کرنوں سے دھوتی تھی

کیا کرتی تھی غسل آفتابی اس لئے وادی
کہ گزرے گا یہاں سے ایک دن اسلام کا ہادی

ایک مقام پر آرام کی نیت سے اتر پڑے۔ بحوالہ بخاری شریف صدیق اکبرؓ نے ایک پتھر کے سایہ میں مختصر سا بستر بچھا دیا اور حضور ﷺ اس پر تھوڑی دیر کے لئے راحت فرما ہوئے۔ اسی دوران صدیقؓ نے ایک چرواہے سے دودھ خریدا۔ جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو انہوں ے دودھ کا پیالہ خدمت اقدس میں پیش کیا اور عرض کی۔

اِشْرِبْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حتّٰی رَضِیْتُ

دودھ پیجئے۔ آپؐ نے پیا۔ یہاں تک کہ میں راضی ہو گیا۔

"فَا رْتَحَلْنَا وَ الْقَوْمُ یَطْلُبُوْ نَنَا"

پھر ہم نے وہاں سے کوچ کیا اور قریش کے ڈھونڈنے والے لوگ ہمارے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ راستہ میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب

مشرکین مکہ کا اعلان سن کر سو اونٹ کے لالچ میں سراقہ بن مالک گھوڑا لے کر صدیق اکبرؓ اور حضرت محمد ﷺ کے تعاقب میں نکلا۔

سراقہ خود بیان کرتا ہے کہ میں قبیلہ بنی مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ انہی میں سے ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے سراقہ میں نے ابھی ساحل کی طرف کچھ سیاہی دیکھی ہے۔ میری رائے میں وہ محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ وہی ہیں لیکن انعام کے لالچ میں میں نے اس شخص سے کہا کہ وہ لوگ تین ہیں۔ تو نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہو گا جو ہمارے سامنے گئے ہیں وہ اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں مجلس میں بیٹھا رہا۔ پھر اٹھا۔ گھر گیا اور لونڈی سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا نکال کر آگے ایک مقام پر میرے لئے روکے۔ اور میں نے اپنا نیزہ اٹھایا۔ اور اسے چھپا کر چپکے سے گھر کی پشت سے نکل گیا۔ اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ اس پر سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑایا۔ یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اس سے گر گیا اور فوراً ترکش سے تیر نکلا۔ اور عربوں کے طریقہ کے مطابق فال لی کہ میں حضور ﷺ کو نقصان پہنچا سکتا ہوں کہ نہیں۔ نتیجہ میرے خلاف نکلا لیکن میں پھر بھی انعام کے لالچ میں گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا اور ان کے قریب ہو گیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی تلاوت کی آواز سنائی دینے لگی۔ اور آپؐ ذکر خدا میں مشغول تھے۔

ابوبکرؓ بار بار ادھر ادھر دیکھ بھال کر رہے تھے۔ صدیقؓ نے سراقہ کو دیکھ کر پہچان لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دشمن آ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔

"لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا"

ایک روایت میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔

دعائیہ کلمات یہ ہیں۔ "اَللّٰھُمَّ اصْرَعْہُ فَصَرَعَہُ الْفَرَسُ"

یا اللہ اسے گرا دے۔ گھوڑے نے اسے گرا دیا۔ یہ واقعہ تین مرتبہ پیش آیا۔ تیسری مرتبہ سراقہ کا بیان ہے کہ میں نے حقیقت کو پا لیا۔ اور میرے دل میں یہ بات سما گئی کہ رسول اللہ ﷺ کا دین ضرور غالب ہوگا۔ سراقہ دشمن بن کے آیا تھا اب دوست بن رہا ہے۔ اور شمشیر صداقت سے مقتول ہو رہا ہے۔

﴿صحیح بخاری شریف﴾

سراقہ نے عرض کی حضور ﷺ

"اَنْ یَّکْتُبَ لِیْ کِتَابَ اَمْنٍ"

مجھے ایک امان نامہ تحریر فرما دیا جائے۔ آپؐ نے عامر بن فہیرہ کو حکم فرمایا تو انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان نامہ لکھ دیا۔

سراقہ سے مخاطب ہو کے پیغمبرؐ نے فرمایا

اگرچہ تو ابھی اللہ پر ایمان نہیں لایا
نرالے رنگ ہیں لیکن خدا کی شان والا کے
تیرے ہاتھوں میں کنگن دیکھتا ہوں دستِ کسریٰ کے
جہاں کو جلوے اس پیشین گوئی کے نظر آئے
کہ یہ کنگن سراقہ نے عمرؓ کے عہد میں پائے

جب رسول اللہ ﷺ نے اَلْمَکَّۃُ الْمُکَرَّمَۃِ کو فتح کیا اور حنین و طائف کے معرکوں سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے جعرانہ بستی میں کچہری لگائی۔ میں یہ تحریر لے کر نکلا اور ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے میں وہی سراقہ ہوں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔

"یَوْمَ وَفَاءٍ وَبِرٍّ"

آج وعدوں کے پورا کرنے کا دن ہے۔ وہ آپؐ کے قریب گیا اور سراقہ کا اسلام لانا قبول کر لیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام)

جعرانہ بستی سے یاد آیا یہ مکہ مکرمہ سے تھوڑے فاصلہ پر طائف کے راستے پر ہے۔ اس احقر العباد خادم القرآن والحدیث پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری کو رب العالمین نے جب پہلی مرتبہ اَلْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ کی زیارت سے نوازا تو بندہ اپنے عرب رفقاء کے ہمراہ اس بستی کو دیکھنے کے لئے حاضر ہوا۔ یہاں مجھے "مائی شیما" یاد آئی۔

مائی شیماؓ کا تذکرہ

شیما کی والدہ حلیمہ سعدیہ تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی دائی بننے کا شرف حاصل ہوا۔ جب حضورؐ ایام طفولیت میں تھے تو شیما بھی اپنی والدہ کے ہمراہ حضورؐ کو کھلایا اور بہلایا کرتیں اور یہ شعر پڑھتی۔

یَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا ○ حَتّٰی اَرَاہُ یَافِعًا وَّ اَمْرَادًا

یا اللہ محمدؐ کو زندہ رکھ یہاں تک کہ ہم ان کو جوان دیکھیں۔

خوشیاں مناؤ لوکو بھاگاں والی رات آئی

آمنہ دی گود وچ جگ دی برات آئی

دکھیاں دے دکھ ٹلے موسم آیا اے بہار دا
آمنہ دا چن چڑھیا وار ہے سوموار دا

وارے وارے جایئے اسیں مکے دے یتیم توں
مٹھڑی زبان والے دلاں دے حکیم توں

رنگے گئے اوہ جنہاں درملیا سرکار دا
آمنہ دا چن چڑھیا وار ہے سوموار دا

شیما گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کرتی رہیں۔ شیما کے ننھے محمدؐ کو اللہ تعالیٰ نے وہ عظمت عطا فرمائی کہ جن و ملائکہ اور کائنات کا ذرہ ذرہ کو ان کی ذات گرامی پر ناز تھا۔

کیوں تیز تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی ایں
کیڑی دنیا دی دولت کمائی جانی ایں

نی ذرا ٹھہر سانوں مکھڑا وکھائی جائیں نی
ساڈی سکھی تقدیر نوں جگائی جائیں نی

کیوں چن ساڈے کولوں توں لکائی جانی ایں
کیوں تیز تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی ایں

جہدی کوئی نہ مثال بے مثال لبھیا
مینوں آمنہ دی جھولی وچوں لال لبھیا

ایس لال نوں میں سینے نال لائی جانی آں
تاں یوں ای تیز تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی آں

حضورؐ نے جب مکہ فتح کیا حنین اور طائف کے معرکے بھی آئے۔ قیدیوں میں آپ کی رضائی بہن شیما بھی تھی۔ مال غنیمت میں چھ (۶۰۰۰) ہزار قیدی، چوبیس

ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں ملیں۔ شیما حضورؐ کے سامنے لائی گئیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپؐ کی رضائی بہن ہوں۔ شیما نے ایسا نشان بتایا کہ ان کی بات میں شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ حضور اکرم ﷺ اپنا بچپن یاد کر کے آبدیدہ ہو گئے۔ اور آپؐ کی آنکھیں موتی گرانے لگیں۔ چادرِ نبوت شیما کے قدموں میں بچھا دی۔ عزت سے بٹھایا۔ شیما اپنے قبیلہ سمیت حلقہ بگوش اسلام ہو گئی۔ واپسی پر بہن شیما کو رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِیْن نے روپیہ بکریاں، غلام اور لونڈی عطا کی۔ شیما نے قیدیوں کی رہائی کے لئے درخواست کی آپؐ نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔

''تاریخ انسانیت میں ایسے اخلاق عظیم کی مثال نہیں ملتی۔''

حُکم دتا اصحاباں تائیں پاک رسولؐ سہارے
ادب احترام شیما دے پاروں چھڈ دیو قیدی سارے
جلدی چھڈ دیو قیدیاں تائیں جد حضرتؐ فرمایا
بھین شیما سنے قیدیاں اوتھے کلمہ بول سنایا

مائی اُمِّ معبدؓ کا واقعہ

بحوالہ ''زاد المعاد'' ہجرت کے سفر میں جہاں اور بہت سے ناقابل فراموش واقعات ہیں۔ وہاں ام معبد کی بکری کے دودھ کا واقعہ بھی بڑا ایمان افروز ہے۔ یہ ام معبد کون تھی۔ شرفائے عرب میں سے ایک عورت تھی۔ نیک خاتون جس نے مسافروں کی خدمت کے لئے شاہراہ پر ہی اپنا خیمہ جمایا ہوا تھا۔

''تُطْعِمُ وَ تَسْقِیْ مَنْ مَرَّ بِهَا''

آتے جاتے مسافروں کی حسب مقدور ضیافت کرتی اور خورد و نوش کا انتظام فرماتی۔ اس طرح وہ خدمت خلق کا ایک سدا بہار گلشن قائم کئے ہوئے تھی۔

رسول اللہ ﷺ جب اس خیمے کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے رفیق غار سے فرمایا کہ اس بوڑھی خاتون سے کچھ خورد و نوش کا سامان خرید لیا جائے۔

"فَسَاَلُوْھَا لَحْمًا وَ تَمْرًا لِیَشْتَرُوْا فَلَمْ یَجِدُوْا عِنْدَھَا شَیْئًا قَطُّ"

ایک مقام پر "لَبَنًا" بھی آیا ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ قحط کا زمانہ ہے اور اس کے پاس خیمہ میں خرید و فروخت کا کوئی سامان نہیں۔

بیمار بکری سے دودھ

"فَنَظَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلٰی شَاۃٍ فِی کِسْرِ الْخَیْمَۃِ"

پس رسول اللہ ﷺ خود خیمہ کے پاس تشریف لے گئے اور ام معبد سے دریافت کیا کہ یہ بکری ہے۔

"اَتَاْذَنِیْنَ لِیْ اَنْ اَحْلِبَھَا" اگر تمہیں اعتراض نہ ہو اور ہمیں اجازت ہو تو دودھ نکال لیا جائے۔

"فَقَالَتْ نَعَمْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اِنْ رَاَیْتَ حَلْبًا فَاحْلُبْھَا"

ام معبد نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ بکری تو بے کار ہے اور بیمار بھی۔ اگر یہ دودھ والی ہوتی تو میں اسے ضرور اپنے مہمان کے لئے حاضر کر دیتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ام معبد اجازت دینا تیرا کام۔ خدا کے حکم سے دودھ حاصل کرنا میرا کام ہے۔

ام معبد نے نہایت ہی خوشی سے وہ بکری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔

"فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بِیَدِہٖ وَ سَمَّی اللّٰہَ وَدَعَا"

رحمت دو عالم ﷺ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر بکری کے

تھنوں کو چھوا اور نبوت والے ہاتھ پھیرے اور دعا بھی کی۔ اور برتن منگوایا۔ اور خود ہی بکری کا دودھ حاصل کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ جیسے ہی رسول اللہ ﷺ نے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ مولیٰ کریم نے دودھ کا چشمہ جاری کر دیا۔

آکھیں تے چوہیے پھر سرکار فرماوندی ○ ہوواں قرباں چولوو مائی سناوندی
نبیؑ دی ذات ہتھ تھناں نوں لاوندی ○ بکری نہر وانگوں دودھ الیرؑ دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاندے پیر دی

اور برتن دودھ سے بھر گیا۔ گھر والوں نے دودھ پیا۔ ابوبکرؓ نے پیا نبی اکرم ﷺ نے پیا۔ اور ام معبد کے گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ ام معبد یہ نظارہ نہایت حیرت سے دیکھتی رہی اور اس عظیم معجزہ سے دل ہی دل میں ایک سرور کی کیفیت میں محو رہی۔ اُمِ معبد کا خیمہ خوشبودار ہو گیا۔ بیمار بکری شفایاب ہو گئی۔ خشک تھنوں میں دودھ کا چشمہ جاری ہو گیا۔ بیمار گھرانہ خوش حال ہو گیا۔

اُمِ معبد نے زندگی بھر اتنا لذیذ دودھ نہیں پیا۔ اور نہ اتنا حسین مہمان دیکھا۔

شام ہوئی تو ام معبد کا خاوند بکریاں چرا کے واپس آیا خیمے کو معطر پایا۔

"فَلَمَّا رَاٰیَ اللَّبَنَ عَجِبَ فَقَالَ مَاھٰذَا یَا اُمَّ مَعْبَدٍ وَلَا حَلُوْبَۃَ فِی الْبَیْتِ۔ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰہِ اِلَّا اَنَّہٗ مَرَّبِنَا رَجُلٌ مُبَارَکٌ کَانَ مِنْ حَدِیْثِہٖ کَیْتَ وَ کَیْتَ۔ وَ مِنْ حَالِہٖ کَذَا وَ کَذَا" ﴿زاد المعاد﴾

جب برتن دودھ سے بھرے ہوئے دیکھے۔ بڑے تعجب میں آ کر پوچھا کہ بکری دودھ نہیں دیتی تھی اور دودھ گھر میں بھی موجود نہیں تھا۔ یہ دودھ کہاں سے آیا۔

اُمِ معبد نے جواب دیا کہ یہاں ایک بابرکت نورانی صفت بزرگ تشریف لائے تھے۔

وہ ابر فیض نعیم بھی ہے، نسیم رحمت شمیم بھی ہے ○ شفیق بھی ہے خلیق بھی ہے، رحیم بھی ہے کریم بھی ہے

قسم ہے خدائے لم یزل کی اس کی میٹھی میٹھی باتیں اس اس طرح کی ہیں اور اس کی کیفیت اس اس طرح سے ہے۔

"صِفِیْہٖ لِیْ یَا اُمَّ مَعْبَدٍ" کہا۔ اے اُمِ معبد ذرا حلیہ سنا۔ صفات اور مکھڑا بیان کر۔

چھٹا خطبہ

امِّ معبدؓ کی زبانی چہرۂ اقدسؐ

ام معبد نے یہاں رسول اللہ ﷺ کی مدح میں وہ تاریخی جملے ادا کئے جو عربی ادب کا عظیم شاہکار ہیں۔ یہاں پر ہم چند جملے رقم کر رہے ہیں۔

"ظَاهِرُ الْوَضَاءَةِ، اَبْلَجُ الْوَجْهِ، حَسَنُ الْخَلْقِ، لَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ، وَ لَمْ تَزْرِبِهِ صُعْلَةٌ، وَسِيْمٌ قَسِيْمٌ، فِيْ عَيْنَيْهِ دَعَجٌ، وَ فِي اَشْفَارِهِ وَطَفٌ، وَ فِي صَوْتِهِ صَحَلٌ، وَ فِي عُنُقِهِ سَطَعٌ، اَحْوَرُ اَكْحَلُ، اَزَجُّ اَقْرَنُ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، اِذَا صَمَتَ عَلَاهُ الْوَقَارُ، وَاِنْ تَكَلَّمَ ، عَلَاهُ الْبَهَاءُ، اَجْمَلُ النَّاسِ، وَاَبْهَاهُمْ مِنْ بَعِيْدٍ وَاَحْسَنُهُ، وَاَحْلَاهُ مِنْ قَرِيْبٍ، حُلْوُ الْمَنْطِقِ، فَصْلٌ، وَلَا نَذْرٌ، وَلَا هَذْرٌ، كَاَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ، يَتَحَدَّرْنَ رِبْعَةٌ، لَاتَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ، وَلَا تَشْنَوْهُ مِنْ طُوْلٍ" ﴿زاد المعاد﴾

"سِرَاجًا مُّنِیرًا" — گردان

"چہرہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن، بدر کی طرح گولائی لئے ہوئے، منہ سے روشنی نکلتی، دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب، گویا سورج طلوع ہو گیا ہے، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، مسرت پیشانی سے جھلکتی، رنگت چمکدار، سرخی مائل، چاندی سے بدن ڈھلا ہوا، آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز، نظریں نیچی، آنکھوں کا خانہ لمبا، قدرتی سرگیں، ناک بلندی مائل، جس پر نورانی چمک، رخسار ہموار اور ہلکے، دہن بہ اعتدال، فراخ، دندان مبارک باریک، آبدار، تکلّم فرماتے تو دانتوں سے چمک نکلتی، ریش مبارک بھرپور، گردن پتلی، لمبی، چاندی جیسی اجلی اور خوشنما، سر مبارک بڑا، بال قدرے خمدار، درمیان سے نکلی ہوئی مانگ، سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر، اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط، قد نہ زیادہ لمبا نہ پست، بہادر اور زور آور، سینہ چوڑا، کلائیاں دراز، ہتھیلیاں فراخ، انگلیاں موزوں، نرم و گداز، پاکیزہ رو، پسندیدہ خو، کشادہ چہرہ، نہ پیٹ باہر نکلا ہوا نہ سر کے بال گرے ہوئے، آواز میں بھاری پن" م

"نہ کوتاہ سخن، نہ فضول گو، صاحبِ جمال" سبحان اللہ

رنگ گورا چٹا چمک دا ○ جیویں چند پورا دمک دا

سر بھارا سوہنا پھبدا ○ سردار دوروں لگدا

ختم ایسے سر سرداریاں ○ سرداریاں بھی واریاں

سر سوہنا میرے رسولؐ دا ○ چٹا عمامہ جھول دا

ایہہ سر جاں سجدے جاوسی ○ اِرْفَعْ رَأْسَکَ فرماوسی

زلفاں پھبائیاں رب نے ○ ڈٹھیاں ڈٹھایاں سب نے

تقدیروں جد کوئی آ گیا ○ زلفاں نے کنڈل پا لیا
چوڑی پیشانی سج دی ○ اک لاٹ نوروں وج دی
کوئی دیوا روشن من دا ○ کوئی ٹکڑا آکھے چن دا
اکھیں سرخ تے کالیاں ○ لکھ لکھ حیاواں والیاں
دو لالٹیناں بالیاں ○ یا بجلیاں چمکالیاں
انہاں اکھاں وچ ایہہ ندرتاں ○ ویکھن خدا دیاں قدرتاں
صدقے نورانی دند نے ○ موتی ڈبی وچہ بند نے
جے تھوڑا جیا تبسم آ گیا ○ ویہڑے نوں چانن لا گیا
وچہ مسکراہٹ خُلق سی ○ جس موہ لیا سب ملک سی
سرورؐ تھیں خوشبو آوندی ○ روحاں نوں خوش کر جاوندی
بھانویں نہ عطر لگاوندے ○ خوشبو دے حلے آوندے
سوہنے نبیؐ دا چہرہ ○ چودھویں دے چند وانگوں
کالیاں زلفاں لٹکن ○ ریشمی کمند وانگوں

حضرت علیؓ کا سوال، کمال مصطفیؐ، گردان:

حضرت علیؓ نے ایک بار سوال کیا کہ آپؐ اپنے مسلک کی وضاحت فرمائیں؟

آپؐ نے مختصراً جس فصیح انداز سے جواب دیا اور اس جواب میں اپنے طرز فکر، اپنے کردار اور اپنی روحانیت کی جامع تصویر کھینچ دی۔ وہ بجائے خود انسانی کلام کی تاریخ میں ایک اعزاز ہے۔

☆ اَلْمَعْرِفَۃُ رَأْسُ مَالِیْ، عرفان میرا سرمایہ ہے۔
☆ وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ، عقل میرے دین کی اصل ہے۔

☆ وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ،	محبت میری بنیاد ہے۔
☆ وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ،	شوق میری سواری ہے۔
☆ وَذِکْرُ اللّٰهِ اَنِیْسِیْ،	ذکر الٰہی میرا مونس ہے۔
☆ وَالثِّقَةُ کَنْزِیْ،	اعتماد میرا خزانہ ہے۔
☆ وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ،	حزن میرا رفیق ہے۔
☆ وَالْعِلْمُ سَلَاحِیْ،	علم میرا ہتھیار ہے۔
☆ وَالصَّبْرُ رِدَائِیْ،	صبر میرا لباس ہے۔
☆ وَالرِّضَاءُ غَنِیْمَتِیْ،	خدا کی رضا میری غنیمت ہے۔
☆ وَالْعِجْزُ فَخْرِیْ،	عاجزی میرے لئے وجہ اعزاز ہے۔
☆ وَالزُّهْدُ حِرْفَتِیْ،	زہد میرا پیشہ ہے۔
☆ وَالْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ،	یقین میری طاقت ہے۔
☆ وَالصِّدْقُ شَفِیْعِیْ،	صدق میرا سفارشی ہے
☆ وَالطَّاعَةُ حَسَبِیْ،	طاعت میرا بچاؤ ہے۔
☆ وَالْجِهَادُ خُلُقِیْ،	جہاد میرا کردار ہے۔
☆ وَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ.	اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

﴿الشِّفا۔ قاضی عیاضؒ﴾

وہ دانائے سُبل، خَتمُ الرُّسُل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں، وہی یٰسٓ وہی طٰہٰ

فنِّ خطابت

خطابت عربوں کی دولت ہے۔قریش اس صفت سے خاص طور پر مالا مال تھے۔لیکن سیّد کائناتؐ کی زبان مبارک

"کبھی نسیم سحر کی طرح، کبھی آب جو کی طرح، کبھی تیغ برق کی طرح"

متحرک ہوتی۔حضور انور ﷺ کے چمن زار تکلم میں ہمیشہ تبسم دکھائی دیتا۔آپؐ کا حسن کلام سادگی کی شان لئے ہوئے تھا۔بناوٹی کلام سے آپؐ کو بُعد تھا۔

"قُوْلُو لِلنَّاسِ حُسْنًا" کی آپؐ عملی تفسیر تھے۔

حضور اکرمؐ کے خطبوں میں "حَجَّۃُ الْوِدَاع" کا خطبہ نہایت ہی اہم ہے۔ جس میں ایمان، اخلاق اور اقتدار تینوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔

شکل میں اجمل، عقل میں اکمل، خُلق میں افضل، نُطق میں فیصل
جامع مجمل، خطبۂ احمد، صلی اللہ علیہ و سلم

طاہر و اطہر، بہتر و برتر، ساقی کوثر، شافع محشر
اللہ اکبر، رتبہ احمد صلی اللہ علیہ و سلم

جسمِ مُزَکّی، روح مصور، قَلبِ مُجَلّٰی، نورِ مُقَطّر
حسن سراپا، خیر مجسم صلی اللہ علیہ و سلم

طینت جس کی سب سے مطہر، بعثت جس کی سب سے موخر
خِلقَت جس کی سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

حق کا دلارا، نبیوں میں نیارا، آنکھوں کا تارا، دل کا سہارا
رشتوں میں پیارا، رشتہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

اُمِّ معبدؓ اور ابو معبدؓ کا ایمان لانا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتیں سن کر ابو معبد بولا یہ ضرور صاحب قریش ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبائل میں "صاحب قریش" کے نام سے معروف ہو چکے تھے۔ اور وہ مجھے جو حکم دیں گے تعمیل ارشاد میں گردن جھکا دوں گا۔ بتوفیق الٰہی حضرت ابو معبدؓ اور ام معبدؓ سب کچھ چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں "اَلْمَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَۃ" حاضر ہوئے۔ اور دودھ پلانے کا معاوضہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی صورت میں دیا۔

شَفِیْعٌ مُطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْم ○ قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ وَسِیْمٌ بَسِیْم
شَفِیْقٌ رَفِیْقٌ خَلِیْقٌ طَلِیْق ○ صَفُوْحٌ نَصُوْحٌ عَفُوٌّ حَلِیْم
عَفِیْفٌ حَنِیْفٌ حَبِیْبٌ خَطِیْب ○ هُوَ الْقُدْوَةُ الْاُسْوَةُ الْمُسْتَقِیْم
نَبِیُّ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْن ○ وَطٰهٰ وَ یٰسٓ فَیْضٌ عَمِیْم
وَاَسْرٰی بِهٖ رَبُّهٗ فِی السَّمَآء ○ کَنُوْرٍ تَجَلّٰی بِلَیْلٍ بَهِیْم
فَیَارَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَیْهِ ○ مَتٰی فَاحَ طِیْبٌ وَ وَافٰی نَسِیْم

بعض روایات میں لکھا ہے کہ اُمّ معبد کی جب پہلی نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور پر پڑی تو ان کے دل نے گواہی دی کہ یہ وہی "صاحب قریش" ہے جو توحید کا علمبردار ہے۔ اور نیکی و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ بکری کا واقعہ دیکھ کر انہیں قطعی یقین ہو گیا کہ میرا مہمان کوئی معمولی مسافر نہیں۔ بلکہ وہ جلیل القدر ہستی ہے جس کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔ اور عیسٰی بن مریمؑ نے جس کی آمد کی خوشخبری سنائی تھی۔

بکری اٹھارہ سال زندہ رہی

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی کتاب مختصر سیرۃ الرسول ﷺ عربی میں رقم کیاہوا ہے کہ ام معبدؓ کی جس بکری کا رسول اللہ ﷺ نے دودھ حاصل کیا وہ بکری اس واقعہ کے بعد اٹھارہ (۱۸) سال تک زندہ رہی۔ اور متواتر و مسلسل دودھ دیتی رہی۔ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت میں فوت ہوئی۔ جنات میں سے ایک جن نے مکہ کے نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گائے۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جارہے تھے اور وہ دکھائی نہ دیتا تھا۔

جَزَى اللّٰهُ رَبَّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَاءِهٖ ○ رَفِيْقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدٖ

هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا ○ فَاَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰى رَفِيْقَ مُحَمَّدٖ

اللہ تعالیٰ ان دونوں رفیقوں کو اپنے پاس سے بہترین جزا دے جو ام معبدؓ کے خیمہ میں اترے۔ تو نیکی کو ساتھ لئے ہوئے۔ پھر شام ہوتے ہوئے چلے گئے فلاح، ترقی، فتح مندی اس نے پائی جو محمد رسول اللہ ﷺ کا رفیق بن گیا۔

ام معبد اس نام بتاون سی مسکین نمانی
گھر دے اندر بکری بڈھی لاغر درد رنجانی

اتنا دودھ ہوا جھب فضلوں خاطر نبیؐ پیارے
جتنے بھانڈے حاضر ہیسن چوکر بھر لئے سارے

چھوڑ گئے سب تنگی فاقے برکت شاہ ابراراں
سارا ٹبر دودھ پیا پیوے گزرے نے سال اٹھاراں

محسن انسانیتؐ مدینہ منورہ میں

مدینہ طیبہ میں رسول اکرم ﷺ کے نورانی آثار تا ابد قائم رہیں گے۔ حالانکہ عام طور پر نقوش مٹ جاتے ہیں۔ اس مقدس و محترم گھر سے یہ نشانیاں مٹ نہیں سکتیں جس میں رہبر انسانیتؐ کا عظیم منبر ہے جہاں آپ خطبہ دیا کرتے تھے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ریگستانوں، صحراؤں، گڑھوں، غاروں اور پہاڑوں سے گزرتے ہوئے آخر اس مقام پر آ پہنچے جہاں سے مدینہ منورہ کا دو دن کا سفر ہے۔ گرمی کی شدت، بادِ صرصر کے طوفان غضب ڈھا رہے تھے۔ ہر چیز کو برداشت کرتے ہوئے آپ آگے بڑھتے رہے۔ چلتے چلتے جب ایک پہاڑ سے نیچے اترے تو چٹانوں سے ایک ایسا طوفان اور جھکڑ چلا جس سے کئی گھنٹے تک کا راستہ گرد و غبار سے اٹ گیا۔ جب طوفان تھما اور راستہ دکھائی دینے لگا تو سامنے مدینہ منورہ کے مضافات، سبز باغات، کھجور کے ثمر بار درخت اور خوش نما پودے نظر آنے لگے۔ جوں جوں حضور ﷺ آگے بڑھتے ہرے بھرے کھیت سر سبز درختوں کے جھنڈ آنکھوں میں تازگی اور طراوت پیدا کر رہے تھے۔ ادھر مدینہ منورہ میں کئی دنوں سے رحمت دو عالم ﷺ کا انتظار ہو رہا تھا۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں یہ اطلاع ملی کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ دیا ہے تو ہم باہر رسول اکرم ﷺ کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور صبح ہی سے سرِ راہ بیٹھ جاتے۔ اور جب تک دوپہر نہ ہو جاتی ہم واپس نہ لوٹتے یہ واقعہ گرمیوں کے دنوں کا ہے جس دن نبی اکرم ﷺ تشریف لانے والے تھے تو ہم "حَسْبُ الْعَادَۃ" انتظار میں بیٹھے رہے جب سایہ نہ رہا تو ہم واپس آ گئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ پہلا شخص جس نے آپ کو دیکھا تھا ایک یہودی تھا جو بلند

قلعے پر کھڑا تھا حضور ﷺ کو آتے ہوئے دیکھ کر مژدہ سنایا۔

"یَا بَنِی قَیلَۃَ ھٰذَا صَاحِبُکُمۡ قَدۡجَاءَ ھٰذَا یَا مَعۡشَرَ الۡعَرَبِ ھٰذَا جَدُّکُمُ الَّذِیۡ تَنۡتَظِرُوۡنَہٗ" ﴿زادالمعاد﴾

اے بنی قیلہ اور گروہ عرب تمہارا مقصود آ پہنچا جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ قیلہ یہ انصار کا قبیلہ تھا قیلہ اس قبیلے کی وادی کا نام تھا جس میں یہ مقیم تھے۔ تمام شہر تکبیر کے غلغلے سے گونج اٹھا۔ لوگ بے تابانہ وار دوڑے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ○ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا ○ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولا
خطا کار سے درگزر کرنے والا ○ بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا ○ قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

آقا کا استقبال

جب مسلمانوں کو "سَیِّدُ الۡعَرَبِ وَ الۡعَجَم" کی آمد کی خبر ملی تو ان کی مسرت کی انتہاء نہ رہی ہتھیاروں سے سج کر استقبال کے لئے گھروں سے نکل آئے اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے آفتاب رسالت ﷺ کے ارد گرد نو خیز شعاعوں کی طرح جمع ہو گئے۔

یہودی اک کھجورتوں پھل لاوے نظر مکے دے ول دوڑاوندا سی

دوروں وڈیاں برکتاں نظر آیاں اک قافلہ مکیوں آوندا سی

پیا پاوے کھجور تے بیٹھ رولا مسلماناں نوں سد بلاوندا سی

پنچھو مومنوں آ گیا پیر سوہنا نال خوشی دے پیا چلاوندا سی

جناں ویکھیا نئیں حبیب عالمؐ اونہاں وچ پہنچان نہ آوندا سی

جہڑا جان داسی نوری چن تائیں اوتے انگل دے نال دکھاوندا سی

آپؐ کھجور کے درخت کے سایہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ ہم میں سے اکثر مسلمان ایسے تھے جنہوں نے ہنوز دیدار پُرانوار سے چشم ظاہربین کو روشن نہ کیا تھا انہیں نبی اللہؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شناخت میں اشتباہ ہو جاتا تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ اس کو تاڑ گئے اور سر مبارک پر چادر کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت آپؐ کی پہچان واضح ہو گئی۔ ﴿سیرت ابن ہشام﴾

ساتواں خطبہ

"اَلنُّزُوْلُ بِقُبَاءٍ"

نبی اکرم ﷺ ٨ ربیع الاول کو پیر کے دن قبا میں تشریف فرما ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "سُرُوْرُ الْمَحْزَنْ" میں اور قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے "رَحْمَۃُ لِّلْعَالَمِیْن" میں اسی تاریخ کو رقم کیا ہے قبا میں نبی اکرم ﷺ نے تین دن قیام فرمایا۔

مسجد قباء کی بنیاد

آپؐ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کے لئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو آپؐ نے بنائی اور جس میں آپ نے سب سے پہلے نماز پڑھی۔ یہ مسجد قباء کے نام سے موسوم ہے یہ جگہ مدینہ

منورہ کے مضافات میں سے ہے اس کو لوگ ''پرانا مدینہ'' بھی کہتے ہیں۔ یہ مسجد محض اینٹ، پتھر، اور گارے اور پھونس کا مجموعہ نہ تھی اس میں ''خاتَمُ النّبِیّین'' سے لے کر عام مسلمانوں تک ہر ایک نے بہترین خدمات صرف کئے تھے اسی لئے ان کی شان میں قرآن نے کہا

''لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی''

یہ ایسی مسجد ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

آنحضرت ﷺ اپنے قیام مدینہ منورہ میں ہر ہفتہ کے روز یہاں تشریف لاتے مسجد قباء مدینہ منورہ سے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ آج کل مربع شکل ہے اس کا ایک مینار اور صحن کشادہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد قباء میں دو رکعتیں ادا کرے گا اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ حضرت علیؓ بھی امانتوں کی ادائیگی کے بعد روانہ ہو کر یہیں کاروانِ محبوبؐ کے ساتھ آملے۔

''اَلدُّخُوْلُ فِی الْمَدِیْنَۃِ''

جب حضور ﷺ قباء سے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے چلے تو جوش عقیدت سے انصار ہر طرف سے آتے اور سلام عرض کرتے فدائیوں کا مجمع ساتھ تھا۔ انصار گروہ کے گروہ حاضر ہوتے۔ قباء سے لے کر مدینہ منورہ تک دونوں طرف جاں نثاروں کی صفیں بنیں، شافع روز محشر ﷺ چل رہے ہیں اور صحابہ کرامؓ قبیلے کے قبیلے آگے ہو ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول یہ مال ہے۔ یہ گھر ہے۔ یہ طاقت ہے، ہر چیز قدموں پر نثار ہے۔

مدینہ منورہ میں آپ کا داخلہ جمعتہ المبارک کے دن ۱۲/ ربیع الاول کو ہوا۔ یہ دن مدینہ میں عید کا دن تھا۔ مرد بچے بوڑھے سب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے

ان کی خوشی کا اندازہ نہیں ہوسکتا تھا۔ جمعۃ المبارک کا وقت ہو گیا۔ تو آپ نے یہاں تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔

بچیوں کے گیت

نماز جمعۃ المبارک کے بعد نبی اکرم ﷺ یثرب کی جنوبی جانب سے شہر کے بازاروں اور گلیوں میں داخل ہوئے اور آج ہی سے اس کا نام مدینۃ النبی ﷺ ہو گیا۔ داخلہ عجب شاندار تھا گلی کوچے تحمید و تقدیس کے کلمات سے گونج اٹھے مرد و عورت بچے و بوڑھے نور خدا کا جلوہ دیکھنے کے لئے سراپا چشم بن گئے۔ تشریف آوری کے اس پُر شکوہ منظر کو دیکھ کر اہل کتاب کے علماء سمجھ گئے کہ یہ وہ نبی تشریف لا رہے ہیں جن کا سابقہ کتابوں میں تذکرہ پایا جاتا ہے۔ آفتاب رسالت ﷺ جب شہر کے اندر ضوفشاں ہوا تو ایک غل پڑا۔ لوگ مکانوں کی چھتوں اور بالا خانوں سے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے اور بلند آواز سے پکارتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ آئے۔ رسول اللہ ﷺ آئے۔

نَحْنُ جَوَارٌ مِنْ بَنِیْ نَجَّارِ ○ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ

ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لالؐ کے تشریف لانے کی

انصاروں کی معصوم بچیاں، بنو نجار کی کمسن لڑکیاں، زبان کی بے حد سچیاں، کردار کی سُچیاں، پاؤں سے ننگیاں، ہاتھوں میں پھولوں کی پتیاں لئے مدینہ منورہ کی گلیوں میں یہ ترانہ جھوم جھوم کر آگے پیچھے ہو کر گا رہی تھیں۔ بچیوں کے غول کے غول گھوم رہے تھے اور دف بھی بجا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا ○ مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا ○ مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ
اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا ○ جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

طلوع ہوا اوپر ہمارے چودھویں رات کا چاند کوہِ وداع ثنیّہ کی گھاٹیوں سے، ہم پر واجب ہے کہ اس کا شکر بجالائیں جب تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والے دعا کریں۔ ہم پر تیرے حکم کی اطاعت کرنا فرض ہے اس لئے کہ تیرا بھیجنے والا ذات کبریا ہے۔

ان بچیوں کی پاکیزہ محبت کا جواب سرورِ عالم ؐ نے بھی خاص شفقت سے دیا۔ ان سے باتیں کیں پوچھا کہ کیا تم مجھے چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا ''جی ہاں'' آپ نے فرمایا کہ میں بھی تم کو چاہتا ہوں۔

اسیں کڑیاں قوم انصار دیاں ○ جند جان نبی ؐ توں وار دیاں
اج آیا اے پیر حقانی نی ○ مائی آمنہ دا دل جانی نی
جبرائیل ؑ جھدا دربانی نی ○ اسیں گولیاں اوس سرکار دیاں
اج چند خوشی دا چڑھیا نی ○ نبی ؐ قدم مدینے دھریا نی
بونداں برسیاں نے باغ بہار دیاں ○ اسیں کڑیاں قوم انصار دیاں

ہر ایک کی تمنا تھی کہ حضور ﷺ ہمارے گھر جلوہ افروز ہوں۔ متعدد سرداروں نے اونٹنی کی نکیل پکڑی تاکہ اسے اپنے گھر کی طرف لے جایا جائے۔ ہر مرتبہ سردار دو جہاں ﷺ یہی امر فرماتے رہے۔

''خَلُّوْا سَبِیْلَھَا فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ''

اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے خدا جہاں چاہے گا وہاں بیٹھے گی اور وہیں پر میں بیٹھوں گا۔ ﴿سیرت ابن ہشام﴾

سعادت، رحمت، برکت، دولت، عزت، عظمت، سطوت اپنی مرضی سے

نہیں ملتی بلکہ خدا کی مرضی سے ملتی ہے۔ اونٹنی حضرت ایوب انصاریؓ کے مکان کے قریب بیٹھ گئی۔ اسباب اتارا گیا اور ابو ایوب انصاریؓ کے گھر میں سردارِ دو جہاں ﷺ قیام فرما ہوئے۔

طَابَتْ بِهٖ طَيْبَةٌ لَمَّا اَقَامَ بِهَا ○ وَفَاحَ حِيْنَ اَتَاهَا نَشْرُهَا الْعَطْرُ

مدینہ منورہ آپؐ کی برکت سے پاکیزہ ہوگیا۔ جب آپؐ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور جب حضور اکرم ﷺ اس میں پہنچے تو اس کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی۔

جس جگہ اونٹنی بیٹھی وہاں اب مسجد نبوی ہے۔ حضور ﷺ نے وہ زمین خرید کر مسجد نبوی تعمیر کروائی۔ انصار و مہاجرین کے ساتھ نبی اکرم ﷺ اینٹیں اور گارا خود اٹھا کر لاتے تھے۔ مسجد آج بڑی وسیع ہو چکی ہے۔ خوبصورتی میں اس مسجد کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ دنیا کے سب سے بڑے تاریخ ساز حضرت محمد ﷺ کے کارنامۂ حیات کا مکی دور دعوت و پیغام کا دور ہے۔ اور مدنی دور اقتدار کا دور ہے۔ مکہ میں افراد تیار کیے گئے، مدینہ میں اجتماعی نظام کی تشکیل ہوئی۔ مکہ میں مسالہ تیار ہوا، مدینہ میں عمارت کھڑی کی گئی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل و اعلیٰ ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے قریش کو مال عطا کیا۔ انصاروں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں محروم رکھا جا رہا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے محبت بھرے انداز میں فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ یہ دنیا کا مال لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے جاؤ۔ جیسے ہی انصاروں نے یہ بات سُنی۔ اچھل اچھل کر، چہک مہک کر اپنی خوشی کا اظہار یوں کیا۔

لکھ لکھ وار اسیں آں راضی کریئے شکر ربانان
ساڈی ونڈ محمدؐ آیا سرور دونواں جہانان
دنیا دی دولت مُک دی مُک دی اوڑک نوں مُک جاوے
ساڈی دولت پاک محمدؐ مولا نال ملاوے
لوگ گھراں نوں لیکر جاون اونٹ بکریاں گائیں
اسیں گھراں نوں لیکر جایئے حوض کوثر دا سائیں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دو دن اہل مدینہ پر ایسے آئے جو ہمیشہ یاد رہیں گے۔ ایک دن خوشی کا۔

"کَانَ اَحْسَنُ وَلَا اَضْوَءُ مِنْ یَّوْمٍ دَخَلَ عَلَیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ"

جس دن نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اور دوسرا غمی اور پریشانی کا دن۔

"کَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ یَّوْمٍ مَاتَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ"

﴿باب وفات النبیؐ مشکوۃ شریف﴾

جس دن نبی اکرم ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

اَلْمَمْلَکَۃُ الْعَرَبِیَّۃُ السَّعُوْدِیَۃ

سعودی عرب کے حکمرانوں نے "اَلْحَرَمَیْنُ الشَّرِیْفَیْنِ" کی جو تاریخی بے مثال خدمت کی ہے۔ وہ ایک سنہری باب ہے۔

"اَلْحَرَمَیْنُ الشَّرِیْفَیْنِ" کی تعمیر اگرچہ جزوی طور پر ترکی دورِ حکومت سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن اس کی توسیع بالترتیب

☆ جَلَالَۃُ الْمَلِک عَبْدُ الْعَزِیْز رحمۃ اللہ علیہ

☆ خَادِمُ "اَلْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ" الملک شاہ فیصل بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

☆ خَادِمُ "اَلْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ" الملک شاہ خالد رحمۃ اللہ علیہ

—اور اب عدیم النظیر توسیع اور مثالی انتظامات

☆ خَادِمُ "اَلْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ" شاہ فھد بن عبد العزیز ایدہ اللہ بنصرہ

☆ خَادِمُ "اَلْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ" ولی عھد حضرت عبد اللّٰہ بن عبد العزیز آل سعود ایدہ اللہ بنصرہ

کی خصوصی توجہ سے جاری و ساری ہیں اور اِن کی عالم اسلام کے اتحاد، علماء کی خدمت، توحید و سنت کی دعوت، اور دنیا بھر کے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے خدمات اور کاوشیں قابل فخر ہیں۔

یثرب کہلانے والا شہر اب "اَلْمَدِیْنَۃُ الْمَنَوَّرَۃِ" ہے۔ "طَیْبَہ" ہے "طَیِّبَہ" ہے۔ "اَرْضُ الْھِجرَۃِ" ہے۔ "مُنِیْرَۃ" ہے۔

☆ صَاحِبُ السَّمَاحَۃِ اِمَامُ کَعْبَۃِ اللّٰہ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ السُّبَیِّلُ

حفظہ اللہ تعالیٰ

ایک ایسی شخصیت ہیں جنہیں دنیا بھر میں عزت و احترام حاصل ہے۔ باتمیز مسلک وہ

دنیا بھر کے مسلمانوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں وہ سعودی عرب کے بعد پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں۔ مجھ فقیر کو امام صاحب کے گھر میں مہمان بننے کی متعدد مرتبہ سعادت نصیب ہوئی ہے اور کئی مرتبہ دفتر میں شرف ملاقات ہوا۔ اللہ تعالیٰ امام صاحب کو صحت وعافیت کے ساتھ ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆ صَاحِبُ السَّمَاحَۃِ الدّکْتُور محمد صالح الحمید حفظه الله

رئیس الشئون الحرمین الشریفین والامام الحرم الشریف المکی

☆ صَاحِبُ السَّمَاحَۃِ قاری عبد الرحمن السدیس حفظه الله

الخطیب والامام الحرم الشریف المکی

اور دیگر آئمہ کرام کو بھی صحت وعافیت عطا فرمائے جن کا وجود عالم اسلام کے لئے عظیم سرمایہ ہے۔ آمین یارب العالمین۔

تمغۂ اعزاز

خادم القرآن والحدیث ابواسحاق پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری

ماجستیر فی العلوم العربیۃ جامعۃ بنجاب (پنجاب یونیورسٹی)

ماجستیر فی العلوم الاسلامیۃ جامعۃ بھاولپور (بہاولپور یونیورسٹی)

صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ)

کی دلی خواہش ہے کہ یہ مقالہ "سِرَاجًا مُّنِیْرًا مِنَ الْحَرَمِ اِلَی الْحَرَمِ" جو میری کتاب "مِسکُ الْمَدِیْنَۃ" کی زینت ہے۔ مختلف زبانوں میں شائع ہو تاکہ اس کا دائرہ وسیع ہو اور یہ پاکٹ سائز میں بھی شائع ہو۔

اس کے لئے صاحب ثروت "عِبَادُ الرَّحْمٰن" قدم بڑھائیں اور مجھ سے رابطہ قائم کریں تاکہ دور حاضر کے مرد وخواتین بالخصوص "شَبَابُ الْمُسْلِمِیْن"

زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں اور وہ دنیا کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد مصطفیٰ مجتبیٰ ﷺ کی صورت اور سیرت کا فہم حاصل کر سکیں۔ امید ہے یہ تحریر لازوال شہرت حاصل کرے گی اور ہماری سعی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مبرور و مشکور ہو گی۔ اور مایوس دلوں میں امید کی شمعیں روشن کرے گی۔

سچائی کی مشعل

سچائی کی مشعل جہاں بھی جلتی ہوئی نظر آئے اس کی روشنی سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

نیک باتوں پر عمل کرنا تمہارا کام ہے
یہ نہ دیکھو کہنے والا کون ہے کیا نام ہے

دعائے خیر۔

محسن انسانیتؐ کی تعریف و توصیف میرا مقصد حیات اور پسندیدہ موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا اور اپنے نبیؐ کا تابعدار، جاں نثار، وفادار، فداکار بنائے۔ آمین!

فرزندان توحید ہمارے مقالہ ''سِرَاجًا مُّنِیْرًا'' کو معروف ترین ہمارے دیگر مقالات حسنِ یوسفؑ، مقام ابوبکر صدیقؓ، عظمت فاروق اعظمؓ، شانِ عثمان غنیؓ فضائل حضرت علیؓ کی طرح پسند فرما کر میرے لئے اور میرے اساتذہ کرام اور میرے معاون گھرانے کے لئے دائماً دعائے خیر کرتے رہیں۔ یقیناً ملک و ملت کی طرف سے میرے لئے یہ پُرخلوص دعائیں کسی بھی ''ستارہ امتیاز'' سے کم نہ ہونگی۔

انشاءاللہ

يَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ O

روزِ محشر شفاعت کی دعا

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

میں نے اپنے مقالہ ''باب سِرَاجًا مُّنِیْرًا'' میں محسن انسانیت ﷺ کی منقبت، تعریف، وتوصیف سے آقائے نامدار ﷺ کا رتبہ بلند نہیں کیا۔ وہ تو بلند ہی ہیں۔ بلکہ میں نے تو محبوب ﷺ کے ذکر سے بفضل اللہ اپنے مقالہ کی شان کو بلند کیا ہے۔ ''مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ'' عقیدت کا ایک ہدیہ ہے۔

دعا ہے روز محشر مجھ خطا کار کو ساقیِ کوثر ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین

نمی گویم چنانے یا چنینے ○ بہر صورت تسرُّ النّاظِرِیْنے
زِسر تا پا، زِپا تا سر بہر عضوے ○ حسینے، نازنینے، دل نشینے

بندۂ مسکین

پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور

باب دوم

نَسَبٌ کَأَنَّ عَلَیْهِ مِنْ شَمْسِ الضُّحٰی
نُوْرًا وَّ مِنْ ضَوْءِ الصَّبَاحِ عُمُوْدًا

حُسنِ یوسف ؑ

تالیف

خادم القرآن والحدیث

علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور

ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی ٥ ایم اے اسلامیات بہاولپور یونیورسٹی

ترتیب وتزئین

صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری۔ فاضل علوم شرقیہ ووفاق المدارس

شعبہ تصنیف و تبلیغ الجامعہ الابراھیمیہ

بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)

فہرست مضامین

باب دوم

پہلا خطبہ

حُسنِ یُوسُف

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِo

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ o نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ ق وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَo

﴿سورۃ یوسف ۱ تا ۳﴾

بہ نامِ خدائے بخشائندہ مہربان o این آیت ہا آیاتِ کتاب روشن استo ہر آئینہ ما فرو فرستادیم آں را قرآن عربی ساختہ باشد کہ شما در یابیدo ماقصہ می خوانیم برتو بہترین قصہ خواندن بوحی فرستادن خود بسوئے تو ایں قرآن را۔ وہر آئینہ حال ایں است کہ تو بودی پیش ازاں از بے خبرانo

اَ لِ رٰ حروف مقطعات ہیں۔ یہ روشن کتاب کی آیات ہیں جو مدعا صاف صاف بیان کرتی ہے۔ ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم اس کو اچھی طرح سمجھ سکو۔ اے محمد ﷺ ہم اس قرآن کے ذریعہ سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے ایک نہایت ہی بہترین واقعہ سناتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے تم بالکل ہی بے خبر تھے۔

خالقِ کائنات کی تعریف و تمجید اور حضرت محمد مصطفیٰ مجتبیٰ ﷺ پر لاتعداد

ان گنت درود سلام کے بعد۔

احسن القصص

آج میرے مقالے کا موضوع، مرکزی ھدف، سیّدنا حضرت یوسفؑ کا عظیم الشان، ایمان افروز، درد ناک اور عبرتناک واقعہ ہے۔ جسے کلام الٰہی نے ''أَحْسَنَ الْقَصَص'' کہا ہے اس لیے کہ اس واقعہ میں عبرتیں، بصیرتیں، رشد و ہدایت، ابتلاؤں پر صبر و استقامت، تسلیم و رضا، عروج و زوال، عدل و رحم، عصمت و ضبطِ نفس، قوموں کے بننے، بگڑنے، گرنے، اور اُبھرنے کے عجیب و غریب مظاہر ہیں۔ ایسے دُرِّ آبدار کہ عقل انسانی محوِ حیرت ہے۔

مردِ مومن اور اقتدار

سیّدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ ایک مردِ مومن اگر حقیقی اسلامی سیرت رکھتا ہو اور حکمت سے بھی بہرہ یاب ہو تو وہ محض اپنے ان اوصاف کے زور سے ایک پورے ملک کو فتح کر سکتا ہے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام چھوٹی عمر، تن تنہا، بے سرو سامان، اجنبی ملک، کمزوری کی انتہا، غلام بنا کر بیچے گئے، شدید اخلاقی جرم کا الزام، پھر قیدی لیکن محض اپنے ایمان اور اخلاق کے بل پر بتوفیق الٰہی پورے ملک کو مسخر کر لیتے ہیں۔ ''یوسف'' نام کی خالقِ کائنات نے پوری ''سورۃ'' نازل فرمائی جس میں پورا واقعہ عربی میں بیان کر دیا گیا ہے۔

عربی زبان کی فضیلت

''قُرْآنًا عَرَبِيًّا'' لِاَنَّ لُغَةَ الْعَرَبِ اَفْصَحُ اللُّغَاتِ وَاَبْيَنُهَا وَاَوْسَعُهَا
﴿تفسیر ابن کثیر﴾

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ لِأَنِّي عَرَبِيٌّ، وَالْقُرْآنُ عَرَبِيٌّ، وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ، ﴿روح المعانی﴾

عرب سے تین باتوں کی وجہ سے محبت رکھو اس لئے کہ میں محمدؐ عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کا قول ہے

"تَعَلَّمُوا الْعَرَبِيَّةَ فَاِنَّهَا مِنْ دِيْنِكُمْ"

عربی زبان سیکھو یہ تمہارا دین ہے۔ بقائے اسلام کا انحصار قرآن و حدیث کے فہم پر ہے اور عربی زبان کے بغیر قرآن حدیث کے مطالب و معانی سے استفادہ ممکن نہیں۔ اس وقت عربی کا شمار دنیا کی چھ بڑی زبانوں انگریزی، فرانسیسی، چینی، ہندی، روسی اور عربی زبان میں ہوتا ہے۔ عربی دنیا کی قدیم ترین زبان ہے۔ اقوام متحدہ کی سرکاری زبان ہے۔

حمد بے حد مرخدائے پاک را ○ آنکہ ایمان داد مشت خاک را
آں یکے را گنج و نعمت می دہد ○ دیگرے را رنج و زحمت می دہد

زبردست کو زیردست کرنے والا، اور زیردست کو زبردست کرنے والا صرف اور صرف رب العالمین ہی ہے۔

بادشاہاں نوں تختوں سٹے تے پل وچ کرے ویرانہ
عاجزاں اتے فقیراں تائیں دیوے تخت شاہانہ
اوہ کرے فناہ پہاڑاں تائیں آدم کون وچارے
اوہ پُٹ سٹے آسمان زمیناں کون کوئی دم مارے

گردان

خیرالوریٰ، والیٔ بطحا، نورالھدیٰ، بدرالدّجیٰ، شمس الضحیٰ، حبیب کبریا، پیر کاروانِ حیات، سرور کائنات، فخر موجودات، آئینۂ رمزِ آیات، معیار تکمیل کتاب، روحِ روانِ یوم حساب، مشعل راہ ہدایت، راہبر راہِ طریقت، زینت بزم رسالت، نازشِ انسانیت، نگہبان آدمیت، منبع بحر شریعت، شافع روزِ قیامت، چارہ سازِ دردِ ملت، قاسم انوار وسنت، ماحی شرک وضلالت، حامی توحید وسنت، سراپائے خیر ودین، بانیٔ شرع مبین، شفیع المذنبین، رَحۡمَةٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے کوثر تسنیم میں دھلی ہوئی مطہر زبان سے سیّدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے فضائل میں ارشاد فرمایا ہے۔(نوٹ شانِ مصطفیٰ ﷺ کی اٹھارہ گردانیں میں نے اپنے مقالہ سِرَاجًا مُنِيۡرًا میں رقم کر دی ہیں۔)

نسب نامہ یوسفؑ

اَلۡكَرِيۡمُ ابۡنُ الۡكَرِيۡمِ ابۡنِ الۡكَرِيۡمِ ابۡنِ الۡكَرِيۡمِ
يُوۡسُفُ بۡنُ يَعۡقُوۡبَ بۡنِ اِسۡحَاقَ بۡنِ اِبۡرَاهِيۡمَ علیہم السلام

﴿اَخۡرَجَهُ الۡبُخَارِىُّ وَ اَحۡمَدُ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ﴾

سیّدنا یوسفؑ آپ بھی نبی، باپ سیّدنا یعقوبؑ بھی نبی، دادا سیّدنا اسحاقؑ بھی نبی، پردادا سیّدنا ابراہیمؑ بھی نبی۔ یہ خاندان انبیاء رسل اور پیغمبروں کا ہے۔

Narrated Ibn Umar رضی اللہ عنہ: The Prophet ﷺ said, "The honourable, the son of the honourable, the son of the honourable, the son of the honourable (was) Joseph, the son of Jacob, the son of Isaac, the son of Abraham علیہم السلام

عربی کے شاعر نے کہا ہے۔

نَسَبٌ کَأَنَّ عَلَیْهِ مِنْ شَمْسِ الضُّحٰی
نُوْرًا وَ مِنْ ضَوْءِ الصَّبَاحِ عُمُوْدًا

﴿تفسیر روح المعانی﴾

آپ کا نسب اس قدر عالی مرتبت ہے گویا آپ پر دوپہر کا سورج طلوع ہے۔ جس کی صبح کی روشنی سر کے اوپر بلند ہو چکی ہے۔

حسن یوسفؑ

سیّدنا حضرت یوسفؑ جب کلام فرماتے تو دانتوں سے نور چمکتا۔

تھوڑا بہتا یوسفؑ تائیں جے کدی ہاسا آوے
جلوہ نور دنداں تھیں ظاہر چمک نہ جھلی جاوے

جب پھل تناول فرماتے تو شیشے کی طرح حلق سے اترتا نظر آتا۔ جب کسی گلی کوچہ سے گزرتے تو در و دیوار منور ہو جاتے۔ رات میں چاند دن میں سورج اور صبح صادق کے وقت ستاروں کی مانند چمکتے تھے۔

حضرت یوسفؑ حسن و رعنائی کے ایسے حسین و جمیل پیکر تھے کہ چشم فلک نے ان سے قبل اس سے زیادہ خوبصورت دیکھا ہی نہیں آپ کی والدہ محترمہ "راحیل بنت لابان" نے آپ کا نام تجویز کیا اور والد محترم نے اتفاق کیا۔ کنعان آپ کی جائے پیدائش ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"رَأَیْتُ لَیْلَةَ اَسْرٰی فِی السَّمَآءِ یُوْسُفَ کَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ"

﴿روح المعانی﴾

کہ میں نے معراج کی رات حضرت یوسفؑ کو آسمانوں میں دیکھا ہے کہ وہ چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔

آقاﷺ سے یوسفؑ کی مناسبت

سیّدنا حضرت یوسفؑ کے حالات وواقعات کو سردار دو جہاں، محبوب کردگار، آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار، صَاحِبُ التَّاجِ وَ الْمِعْرَاج ﷺ سے بہت مناسبت ہے۔ ''سورۃ یوسف'' زمانۂ قیام مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبﷺ کو یہ واقعہ بتا کر تسلی دی کہ جس طرح برادران یوسفؑ کے تمام ناروا اور غلط منصوبے ناکام ہوئے اور انہیں حضرت یوسفؑ کے سامنے سر جھکانا پڑا اسی طرح آپ کے لئے بھی ایک ایسا وقت آئے گا جب قریش مکہ آپﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے۔

شانِ نزول

دوسری مناسبت یہ ہے کہ کفار مکہ نے یہودیوں کے اشارے پر نبی اکرمﷺ کا امتحان لینے کے لئے آپﷺ سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل (آل یعقوبؑ) کے مصر جانے کا کیا سبب تھا؟ اور ان کا خیال تھا کہ آپﷺ جواب نہ دے سکیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کا پورا واقعہ آپﷺ کی زبان پر ''سورۃ یوسف'' نازل فرما کر جاری کر دیا۔ ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

اور عظمت مصطفیٰﷺ اور مقام مصطفیٰﷺ کا پھریرا لہرا دیا۔

سورۃ یوسفؑ کی فضیلت

سیّدنا حضرت یوسفؑ کا نام قرآن مجید میں ستائیس (۲۷) مرتبہ آیا ہے۔

پچیس (۲۵) مرتبہ "سورۃ یوسف" میں۔ ایک ایک بار سورۃ انعام اور سورۃ مومن میں۔

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر مرحوم فرماتے ہیں۔ یہ سورۃ اتنی عظمت والی ہے کہ جو اس کی تلاوت روزانہ کرے گا۔

"هَوَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ" ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

اللہ تعالیٰ اس پر موت کی سختیاں آسان فرمادے گا۔

نبیؐ کہیا جو سورۃ یوسفؑ تے سورۃ مریمؑ والی
اہل جنت وچہ جنت پڑھ سن لیسن لذت عالی

•••••••••

یُوْسُفُ فِی دَوْرِ الطُّفُوْلَۃِ وَ قَدْ رَأی الرُّؤیَا

سیّدنا حضرت یوسفؑ ابھی بارہ (۱۲) برس کے تھے جمعہ کی مبارک رات' اور وہ بھی شب قدر' سیّدنا حضرت یعقوبؑ کی گود میں محوخواب اور بڑی ناز برداری سے آرام کر رہے تھے کہ اچانک بیدار ہوئے اور سخت پریشان ہیں۔ بیٹے کی حالت زار دیکھ کر شفقت پدری جوش میں آئی۔ فوراً پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے؟

سیدنا یوسفؑ کا خواب

سیّدنا یوسفؑ اپنی ذہانت' عقل مندی' اور نیک عادات کی وجہ سے اپنے والد کی آنکھوں کا تارا تھے۔

کیا ہوا تجھ کو میرے نور نظر ○ کیوں کلیجہ کانپتا ہے اس قدر
اے قرار جاں اور دل کے سکوں ○ تیری بے چینی سے میں بے چین ہوں
تجھ کو اللہ کی اماں اے میری جاں ○ حال اپنا جلد کر مجھ سے بیاں

"اَنَّ یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ شَدِیْدَ الْحُبِّ لِیُوْسُفَ"

﴿تفسیر کبیر رازی﴾

سیّدنا یوسفؑ نے عرض کی اے میرے ابا جان!

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ○ ﴿سورۃ یوسف۔۴﴾

"گفت یوسفؑ پدر خودرا' اے پدر من بخواب دیدہ ام' یازدہ ستارے آفتاب و ماہتاب را دیدم سجدہ کنندہ"

میں نے انوکھا خواب دیکھا ہے کہ گیارہ (۱۱) ستارے ہیں۔ چاند اور سورج ہیں اور

وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

اے بابا میں سفنہ ڈٹھا چن ستارے یاراں
اے سب مینوں سجدہ کر دے کر کر عجز ہزاراں

(Remember) when Joseph said to his father, "O" my father! I saw eleven stars and the sun and the moon; I saw them prostrating themselves to me."

سیّدنا حضرت یعقوبؑ جو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر برگزیدہ پیغمبر تھے انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس چاند سے بیٹے کو عظیم مرتبہ عطا فرمائے گا اور انہیں منصب نبوت دے گا۔ سلطنت و حکومت سے نوازے گا' اور بھائی اس کی فرمانبرداری کریں گے۔ گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی ہیں' چاند اور سورج سے مراد والدین ہیں۔

یعقوبؑ کا مشورہ

ان حالات میں باپ نے فرمایا بیٹا میرا مشورہ ہے۔

لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا ؕ
اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۵﴾

اپنا یہ مبارک خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا۔ ورنہ وہ تیرے درپے آزار ہو جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

He (The father) said, "O my son! Relate not your vision to your brothers lest they arrange a plot against you. Verily! Satan is to man an open enemy.

سیّدنا یوسفؑ نے فوراً اپنے والد کو یقین دلایا کہ میں آپ کے فرمان پر عمل کروں گا۔

وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ

اَلْاَحَادِیْثِ وَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ وَ عَلٰٓی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ O ﴿سورۃ یوسف۔٦﴾

مزید فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے اور اسی طرح ہوگا کہ جیسا تو نے خواب میں دیکھا ہے۔ یہ خواب خوشخبری والا ہے۔ تیرا رب تجھے اپنے کام کے لئے منتخب کرے گا اور برگزیدہ کرے گا اور تجھے باتوں کی تہہ تک پہنچائے گا۔ معاملہ فہمی اور حقیقت رسی کی تعلیم دے گا اور تجھے خوابوں کی تعبیر دینے کا خاص ملکہ عطا کرے گا۔ اور تیرے اوپر اور آل یعقوبؑ پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا جس طرح اس سے پہلے وہ تیرے دادا سیّدنا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ پر کر چکا ہے۔ یقیناً تیرا رب علیم اور حکیم ہے۔

سچے خواب مبشّرات ہیں

امام المحدّثین حضرت ابوہریرہؓ مروی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا لْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ۔ ﴿بخاری شریف﴾

نبوت کا کوئی جز باقی نہیں ہے سوائے مبشرات خوشخبریوں کے' پروانوں نے عرض کی مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپؐ نے فرمایا سچے خواب۔

Narrated Abu Huraira ؓ I heard Allah's Apostle saying, "Nothing is left of the prophetism except Al-Mubashshirat. "They asked, "What are Al-Mubashshirat?" He replied, "The true good dreams (that conveys glad tidings)."

•••••••••

دوسرا خطبہ

یُوْسُفُ وَ اِخْوَتُهٗ:

سیّدنا حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے سیّدنا حضرت یوسفؑ سے محوِ گفتگو تھے کہ اپنا یہ خواب بھائیوں کو نہ سنانا اسی وقت دیوار کی آڑ میں بیٹے کی سوتیلی ماں ''ام شمعون'' یہ باتیں سن رہی تھی۔اوراس نے یہ خواب برادران یوسفؑ کو بیان کردیا۔

برادران کا حسد

حضرت یعقوبؑ کے بارہ (۱۲) بیٹے تھے جن میں سے یوسفؑ اور بنیامین ایک ماں سے تھے۔باقی دس (۱۰) بیٹے دوسری ماؤں سے تھے جن کے نام یہ ہیں:

روبیل، شمعون، لاوی، یہودا، زبالون، یشجر، جاذ، آشر، نفتالی، دان

﴿روح المعانی﴾

برادران یوسفؑ نے حسد کیا اوران کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔آپے سے باہر ہوگئے۔چہ میگوئیاں اورسرگوشیاں شروع ہوگئیں۔شیطان لعین نے وسوسہ ڈال دیا کہ یوسفؑ باپ کے پیارے بن جائیں اورہم پرفوقیت حاصل کریں۔چھوٹا ہوکر بڑوں پرحکمرانی کرے۔برادران مشورہ کے لئے اکٹھے ہوئے کہ ہمیں یوسفؑ کے بارے میں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیئے؟شمعون نے تجویز پیش کی کہ میرے خیال میں تو یوسفؑ کا حل اس کے علاوہ اورکچھ نہیں کہ اسے ہم راستے سے ہٹادیں۔

قتل کا مشورہ

اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِاطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ○ ﴿سورۃ یوسف۔۹﴾

یوسفؑ کو قتل کردو یا اسے کہیں دورزمین میں پھینک دوتا کہ تمہارے والد

کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے یہ کام کر لینے کے بعد تم پھر نیک قوم بن جانا۔
یہودا بولا: یہ تجویز بڑی ہی سنگدلانہ ہے' میری رائے ہے۔

لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۱۰﴾

یوسف کو قتل نہ کرو یہ کام کسی مصلحت اور کسی وجہ سے بھی ٹھیک نہیں ہے اگر کچھ کرنا ہی ہے تو اسے سرراہ کسی اندھے کنویں میں ڈال دو کوئی آتا جاتا راہ چلتا قافلہ اسے نکال لے جائے گا۔ اس طرح قتل کے گناہ سے ہمارا دامن پاک رہے گا اور یوسفؑ سے ہماری جان بھی چھوٹ جائے گی۔ اس مشورہ پر سب کی صدائے آفرین بلند ہوئی اور طے پایا کہ والد گرامی کی خدمت میں عرض کی جائے۔

برادران کی درخواست

یٰٓاَبَانَا مَا لَکَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ○ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۱۱'۱۲﴾

اے والد بزرگوار کیا بات ہے کہ آپ یوسفؑ کے معاملہ میں ہم پر اطمنان' اعتبار' بھروسہ نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم اس کے دلی سچے خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ شکار کے لئے تفریحاً بھیج دیجئے۔ کھائے پیئے گا اور کھیل کود سے بھی دل بہلائے گا اور صحرا کی سیر کرے گا اور آپ بالکل مطمئن رہئے ہم ہر طرح سے اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور اس طرح ہم سے اس کی محبت بھی بڑھے گی۔

یعقوبؑ کا جواب

سیّدنا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ یوسفؑ کی جدائی میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ۝ ﴿سورۃ یوسف۔۱۳﴾

تمہارا اس کو لے جانا مجھے شاق گزرتا ہے اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا، صحرائی جانور نہ پھاڑ کھائے جبکہ تم اس سے غافل ہو۔

برادران یوسفؑ نے جواب دیا اگر ہمارے ہوتے ہوئے اسے بھیڑیئے نے کھالیا جبکہ ہم ایک جماعت ہیں۔ تب تو ہم بڑے ہی نکمّے ہونگے اور ہماری جوانی اور زندگی کس کام کی ہوگی؟

اجازت مل گئی

سیّدنا یعقوبؑ نے جواب دیا کہ پہلے میں اپنے بیٹے سے پوچھ لوں۔ چنانچہ آپ نے حضرت یوسفؑ سے پوچھا کہ کیا تم اپنے بھائیوں کے ساتھ جانا چاہتے ہو؟ عرض کی ابا جان۔ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ سیر کو جانے کے لئے تیار ہوں۔

میرے وِیر نہ وَیری میرے کر دے عرض پیاروں
خوشی میرا دل نال بھراواں سیر کراں گلزاروں
سختی جنگل تدھ نہ معلم نازاں دے وچہ پلیوں
مینوں چھوڑ اِکلا حجرے توں یوسفؑ اٹھ چلیوں

نورِ نظر کی تیاری

باپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بادلِ نخواستہ یوسفؑ کو بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ ''اگر حضرت یعقوبؑ بعد میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہوتے تو لختِ جگر کو بھیج کر جدائی کا صدمہ نہ سہتے۔''

نال محبت اکھیں سرمہ پایا باپ پیارے
نور زیارت ویکھن کارن سورج جھاتی مارے
پیراہن ابراہیمؑ نبی دا پایا باپ پیارے
کر افسوس تیاری ویکھن ملک نورانی سارے
سر دستار اسحاقؑ نبی دی پٹکا عظمت عالی
اوپر چادر سوہنی پائی شیثؑ پیغمبر والی

سیّدنا حضرت یعقوبؑ نے پیارے یوسفؑ کو نہلایا' دھلایا' اچھے کپڑے پہنائے' خوشبو میں معطر کیا' پیار سے نور نظر کے سر پر بار بار ہاتھ پھیرا۔ شہر کنعان سے باہر تمام فرزندوں کو لے کر شجر فراق تک آئے نور عین کو گود میں اٹھالیا۔ آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ اس وقت پیارے یوسفؑ کی عمر بارہ (۱۲) سال کی تھی۔

بیٹوں کو نصیحت

پھر فرزندوں کو نصیحت کی کہ میرے پیارے یوسفؑ کو تکلیف نہ ہونے پائے۔ پیاس لگے تو ٹھنڈا پانی پلانا' دھوپ میں نہ پھرانا' فرزند ارجمند کے پھول سے رخسار کہیں مرجھا نہ جائیں۔ میرے یوسفؑ کی اچھی طرح حفاظت کرنا یہ تمہارے باپ کی امانت ہے۔ بھائیوں نے یوسفؑ کو کندھوں پر بٹھالیا' پیار و محبت کر رہے ہیں۔

شجر فراق

سیّدنا حضرت یعقوبؑ "شجر فراق" کے پاس کھڑے ہیں اور جدائی میں آنکھوں سے آنسوؤں کی نہریں جاری ہیں۔ لیکن جیسے ہی برادران یوسفؑ کی نظروں سے شجر فراق غائب ہوا اور سیّدنا حضرت یعقوبؑ بھی نظروں سے اوجھل ہو

گئے تو بھائیوں نے پیارے یوسفؑ پر ظلم وستم شروع کر دیا اور زمین پر پھینک دیا' ٹھوکریں مارنے لگے۔ بال نوچے' کرتہ اتار لیا اور برہنہ کر دیا۔ پیارا یوسفؑ کنکریلے اور کانٹوں دار جنگل میں ننگے مغموم پڑے ہیں اور برادران کہہ رہے ہیں۔

ظلم وستم کی انتہا

"اُدْعُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْكَوَاكِبَ تُوْنِسُكَ" ﴿روح المعانی﴾

کہاں ہیں وہ تیرے گیارہ ستارے' چاند اور سورج جو تجھے سجدہ کرتے ہیں۔ انہیں بلا۔ تا کہ تیری مدد کریں۔ مارتے پیٹتے اور ظلم وتعدی کرتے چاہِ کنعان تک لے آئے۔

پکڑ بھراواں مار چپیڑاں لال کیتے رخسارے
چک چک ماریا دھرتی اتے زخم لگے تن سارے
یوسفؑ کہندا مارو ناہیں باپ سنے رو مرسی
رحم کروتسیں میرے اتے رب تساں تے کرسی
جیویں مصیبت اس دن گزری ذکر بیان نہ تھیندا
نو کوہ پینڈا شہر کنعانوں یوسفؑ گیا مریندا

"اَلْقُوْهُ اِلَى الْاَرْضِ وَاَظْهَرُوْا لَهٗ مَا فِىْ اَنْفُسِهِمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ وَ جَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهٗ" ﴿روح المعانی﴾

چاہِ کنعان

یہ کنواں کنعان سے نو (9) میل کے فاصلہ پر تھا۔ جس میں پانی نہ تھا۔ پیارے یوسفؑ حسین ومہ جبیں' کو رسیوں سے باندھ کر کنویں میں لٹکایا اور پھر چھری سے رسی کاٹ دی۔ پیارے یوسفؑ کنویں میں گرنے لگے تو سیّد ملائکہ حضرت

جبرائیل امینؑ باذن خداوندی پیارے یوسفؑ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیتے ہیں۔

جاں بھائیاں سُٹ رسّی یوسفؑ کھوہے وچہ وگایا
جبرائیلؑ مقرب تائیں حکم الٰہی آیا
رب کہے اے یوسفؑ میرے دل غمناک نہ کریو
بھائیاں ولوں دل دے اندر شکوہ رنج نہ دھریو
میں بتینوں سلطان بناواں اوپر تخت بٹھاواں
بھائی تیریاں نوں تیرے اگے کر عاجز پہنچاواں

کنویں میں پیغام خدا

جبرائیل امینؑ پیارے یوسفؑ کو کنویں میں ایک شفّاف اور صاف عمدہ پتھر پر بٹھا دیتے ہیں۔ اندھا کنواں حسن و جمال کی شعاؤں سے منور ہو گیا۔ کھارا پانی میٹھا ہو گیا۔ سیّد ملائکہ نے بہشت سے کھانے لا کر رکھ دیئے۔ اور سیّدنا یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ کا خاص پیغام سنایا۔

وَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

﴿سورۃ یوسف۔ ۱۵﴾

اور ہم نے یوسفؑ کو وحی کی کہ ایک وقت آئے گا جب تو ان لوگوں کو ان کی حرکت جتائے گا۔ اے یوسفؑ حوصلہ رکھنا کہ یہ سب تمہارے سامنے مجرموں کی طرح کھڑے ہونگے۔

"اَوْحَیٰ اِلٰی یُوْسُفَ فِی ذَالِکَ الْحَالِ الضِّیْقِ تَطْیِیْبًا لِقَلْبِهٖ، وَتَثْبِیْتًا لَهٗ، اِنَّکَ لَا تَحْزَنْ مِمَّا اَنْتَ فِیْهِ، فَاِنَّ لَکَ مِنْ ذَالِکَ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا حَسَنًا وَ سَیَنْصُرُکَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ یَرْفَعُ دَرَجٰتِکَ "

اللہ تعالیٰ نے تکالیف کے حال میں یوسفؑ کی ثابت قدمی کے لئے وحی کی کہ بیشک آپ جس حال میں ہیں غم نہ کھائیں۔ آپ کے لئے اس مصیبت سے نکلنے کا بہترین راستہ ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کے مراتب بلند کرے گا۔ ﴿تفسیر ابن کثیرؒ﴾

ایک درخشاں مستقبل آپ کے لئے چشم براہ ہے۔ ہم تجھے اتنا سرفراز کریں گے کہ تو یہ سب غم والم بھول جائے گا۔

کنویں میں یوسفؑ کی دعا

حضرت جبرائیل امینؑ نے پیارے یوسفؑ کو دعا سکھائی اور کہا تم اسے پڑھو اس دعا کی برکت سے کنویں کی قید سے جلدی نجات ملے گی۔ امت محمدیہؐ بھی یہ وظیفہ یاد کرے اور عمل کرے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاِسْمِكَ الْمَكْنُوْنِ الْمَخْزُوْنِ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ اَنْ تَجْعَلَ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّ اَنْ تَرْزُقَنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَ مِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ" ﴿روح المعانی﴾

اے اللہ! میں تجھ سی تیرے پوشیدہ اور خزانے والے نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ اے آسمانوں اور زمینوں کے خالق' اے جلال اور عزت والے! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما' اور میرے لئے کشادگی اور اس مصیبت سے نکلنے کا سبب پیدا فرما' اور مجھے وہ کچھ عطا فرما' جس کا مجھے گمان ہے اور جس کا مجھے گمان نہیں ہے۔

برادران کی واپسی

برادران نے اپنا ایک غلام چوکیداری کے لئے کنوئیں پر بٹھایا اور واپس گھر

کی طرف آ رہے ہیں۔

"اِنَّھُمْ رَجَعُوْا اِلٰی اَبِیْھِمْ فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ یَبْکُوْنَ" ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

"گریہ و بکا کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں پہنچے"

ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے معصوم پیارے یوسفؑ کے کرتے پر خون لگا دیا۔ سیّدنا حضرت یعقوبؑ صبح ہی سے اپنے گھر کے دروازے پر پیارے یوسفؑ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب آ گیا۔

اب تو آ جا صبح کے بچھڑے ہوئے ○ اب تو آ جا چاند سے یوسفؑ میرے
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے یوسفا ○ آج سارا دن میرا کیوں کر کٹا
چرنے والے جانور بھی آ گئے ○ اپنے کھونٹے اب تو وہ بھی آ لگے

ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا

وَجَآءُوْ اَبَاھُمْ عِشَآءً یَّبْکُوْنَ ○ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَھَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَکَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا صٰدِقِیْنَ ○ ﴿سورۃ یوسف۔ ۱۶، ۱۷﴾

شام کو برادران مصنوعی رونا روتے' پیٹتے اور چلاتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے اور مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے بولے۔

اے والد بزرگوار! ہم آپس میں دوڑ رہے تھے اور مقابلہ جاری تھا کہ کون آگے نکلے گا اور یوسفؑ کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا کہ اتنے میں بھیڑیا اسے آ کر کھا گیا۔ گو ہم کتنے ہی سچے کیوں نہ ہوں آپ ہماری بات کا یقین نہ کریں گے۔

امام اعمشؒ فرماتے ہیں۔

"لَا یُصَدِّقُ بَاكٍ بَعْدَ اِخْوَۃِ یُوْسُفَ" ﴿روح المعانی﴾

برادران یوسفؑ کے بعد اب کسی رونے والے کے سچا ہونے کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا۔

بھیڑیئے پر تہمت

لے گیا یوسفؑ کو آ کر بھیڑیا ○ ہائے ہم پر حشر برپا ہو گیا
لُٹ گیا جنگل میں اپنا قافلہ ○ ہاتھ ملتے رہ گئے وَاحَسرَتَہ
آپ یوسفؑ کا یہ کرتہ لیجیے ○ دل کو اپنے کچھ تسلی دیجیے

"وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ" ﴿سورۃ یوسف۔۱۸﴾

اور بھائی پیارے یوسفؑ کی قمیض پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر لے آئے تھے۔ سیّدنا حضرت یعقوبؑ غم سے نڈھال ہو گئے جب طبیعت سنبھلی اور پیارے یوسفؑ کے کُرتے کو دیکھا تو کرتہ بالکل صحیح سالم تھا۔ برادران کو کُرتہ اتارنا تو یاد رہا لیکن پھاڑنا یاد نہ رہا۔ والدگرامی فرماتے ہیں کرتہ خون میں تر ہے مگر کہیں سے پھٹا ہوا نہیں ہے۔

"لَوْ اَکَلَہُ الذِّئْبُ لَخَرَقَ قَمِیْصَہٗ" ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

یہ کیسا بھیڑیا ہے جس نے میرے یوسف کو تو کھا لیا مگر کرتہ کہیں سے بھی نہیں پھاڑا۔ نیز اس میں خون یوسفؑ کی بُو نہیں آتی۔

قمیص کو نہ پھاڑا

"وَقَالَ تَاللّٰہِ مَارَأَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبًا اَحْلَمَ مِنْ ھٰذَا اَکَلَ اِبْنِیْ وَلَمْ یُمَزِّقْ عَلَیْہِ قَمِیْصَہٗ" ﴿روح المعانی﴾

اور فرمایا: اللہ کی قسم میں نے آج تک ایسا بھیڑیا نہیں دیکھا۔ جو اتنا حلیم ہو کہ میرے بیٹے کو تو کھا گیا اور اس کی قمیص کو نہیں پھاڑا۔

تسیں کہو بگھیاڑاں کھادا یوسفؑ بدر منیراں
کیویں بسلامت رہ گیا کُرتہ کیوں نہ ہویا لیراں
نہ پیراہن خاک آلودہ نہ پھٹیا وچہ دنداں
کیڈا گرگ پیارا ہوسی نبی کہے فرزنداں
تن یوسفؑ دے زخم نہ لایا نہ وچہ خاک رُلایا
لا کُرتہ جے لے گیا زندہ پھر کس ایہہ رنگ چڑھایا
اوہ بگھیاڑ تساڈے نالوں نکلیا بہت نیارا
کُرتے دا بے ادب نہ ہویا تے یوسفؑ کھا گیا سارا

بھیڑیئے سے گفتگو

سیّدنا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو بھیڑیئے کو میرے سامنے لاؤ۔ یہ سن کر برادران جنگل میں سے ایک بھیڑیئے کو پکڑ لائے اور بھیڑیئے کے منہ کو خون سے رنگین کر دیا۔ سیّدنا حضرت یعقوبؑ نے بھیڑیئے کو دیکھا اور پوچھا کیا تو نے میرے یوسفؑ کو کھایا ہے۔

"فَانطَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ تَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ وَجْهَ إِبْنِكَ قَطُّ"۔
﴿تفسیر مظہری﴾

تو اللہ تعالیٰ نے بھیڑیئے کو بولنے کی زبان دی، عرض کی کہ مجھے خدا کی قسم ہے یوسفؑ کو پھاڑنا اور کھانا تو در کنار، دیکھا تک بھی نہیں ہے۔

انبیاءؑ کا گوشت

"لُحُومُ الْاَنْبِيَاءِ مُحَرَّمَةٌ عَلَيْنَا وَاَنَا بَرِيْءٌ مِمَّا تَوَهَّمْتَ"۔ ﴿تفسیر مظہری﴾
انبیاء علیہم السلام کا گوشت ہم بھیڑیوں پر حرام ہے اور میں اس چیز سے

بری ہوں جس کا آپ شک کر رہے ہیں۔

کہے بگھیاڑ میں نہ کھادا مینوں قسم الٰہی
ایہہ طوفان میرے سر بدھیا تے بھاری تہمت لائی
میرا جھگڑا نال انہاندے ہوسی حشر دیہاڑے
میں ہویا بدنام جگت وچہ رو کہیا بگھیاڑے

بھیڑیے کی گفتگو سن کر برادران کی گردنیں جھک گئیں کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

صبر جمیل

سیّدنا حضرت یعقوبؑ نے فرمایا۔

بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ط وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ o ﴿سورۃ یوسف۔۱۸﴾

بلکہ تمہارے شریر نفسوں نے تمہارے لئے ایک فریب گانٹھا ہے۔ بہت اچھا میں ''صبر جمیل'' کرونگا اور خدائے بزرگ و برتر سے ہی اس کا اجر لوں گا۔ جو تم بات بنا رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔

بیت الاحزان

سیّدنا حضرت یعقوبؑ کمال درجہ بُردبار و باوقار تھے اور عالی ظرف انسانوں کی طرح صبر کرتے ہیں اور خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بیٹوں کو جھڑکنے، طعن و تشنیع کرنے اور نفرت و حقارت کا طرز عمل اختیار کرنے کے بجائے پیغمبرانہ علم و فراست سے کام لیا۔ اور ''بیت الاحزان'' میں بیٹھ گئے۔

تیسرا خطبہ

یُوسُف مَعَ السَّیَّارَۃِ

ادھر چاہِ کنعان کے پاس ایک مصری قافلہ آ کر ٹھہرا جنہوں نے پانی بھرنے کے لئے آدمی کنویں پر بھیجے۔ انہوں نے کنویں میں ڈول ڈالا۔ پیارے یوسفؑ سمجھے کہ شائد بھائیوں کو ترس آ گیا اسی وقت سیّد ملائکہ جبرائیل امینؑ نے کہا اے یوسفؑ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام پہنچایا ہے تم بے خوف ہو کر اس ڈول میں بیٹھ جاؤ۔ یہ ڈول بھائیوں کا نہیں ہے۔

غم نہ کر یوسفؑ نہ ڈر گھبرا نہیں ○ ساتھ ہے تیرے اللہ العالمین

تجھ پہ یوسفؑ اب ہوا وہ فضل رب ○ تیرے قدموں پر جھکیں گے بھائی سب

صبر تھوڑا سا ابھی درکار ہے ○ تو ہی تو بس مصر کی سرکار ہے

یہ سن کر سیّدنا یوسفؑ ڈول میں بیٹھ گئے۔ اب ڈول کھینچا تو وزنی تھا۔ ڈول ڈالنے والے نے جھانک کر کنویں میں دیکھا تو ڈول میں ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکا بیٹھا تھا اس زمانے میں انسانوں کو غلام بنا کر بیچنے کا رواج تھا اس شخص نے پانی کے بجائے جب پیارے یوسفؑ کو دیکھا تو خوشی سے پھولے نہ سمایا کہ مفت میں ایک قیمتی مال ہاتھ آیا ہے۔ وہ وہیں کھڑا زور سے چلایا۔

''اے قافلے والو! خوش ہو جاؤ! کہ ایک لڑکا ہاتھ آیا ہے''

یوسفؑ کا کنویں سے نکلنا

''یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلٰمٌ ط وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ط وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ م بِمَا یَعْمَلُوْنَ ○'' ﴿سورۃ یوسف۔ ۱۹﴾

(یوسفؑ کو دیکھ کر) پکار اٹھا ''مبارک ہو'' یہاں تو ایک لڑکا ہے۔ ان

لوگوں نے اس کو مالِ تجارت سمجھ کر چھپالیا حالانکہ وہ جو کچھ کر رہے تھے خدا اس سے باخبر تھا۔

پیارے یوسفؑ کنویں میں تین دن تک رہے۔ قافلہ کے مالک نے سیّدنا یوسفؑ کو دولت سمجھ کر چھپایا اور اپنے دل میں سوچا کہ مصر میں اسے بڑی قیمت سے فروخت کرونگا۔

دراصل حضرت یوسفؑ کسی پہلو سے بھی غلام نہیں لگتے تھے۔ شکل و صورت سے وہ غلام کے بجائے کوئی شہزادے لگتے تھے۔ چہرے پر حسن کے علاوہ شرافت کا نُور برس رہا تھا۔

مظلومیت' اپنے اللہ پر اعتماد' اور سیّدنا حضرت یعقوبؑ کی تعلیم نے ان کی آنکھوں میں ایسی چمک پیدا کر دی تھی۔ کہ دیکھنے والے کو اس کی تاب نہ تھی۔ آخر وہ سیّدنا حضرت ابراہیمؑ پڑپوتے' سیّدنا حضرت اسحاقؑ کے پوتے' اور سیّدنا حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔

پیارے یوسفؑ کو فروخت کرنا

اس غلام نے جو کنویں پر چوکیدارا کر رہا تھا دوڑا اور برادران کو اطلاع کر دی۔ برادران دوڑے چلے آئے اور قافلہ والوں سے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے۔ اسے ہم تمہارے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ جتنے مناسب دام سمجھو دے دو اور اسے یہاں سے لے جاؤ۔ ہم اس سے سخت بیزار ہیں۔ اسی طرح برادران نے پیارے یوسفؑ کو اٹھارہ (۱۸) درہموں میں تھوڑی سی قیمت کے عوض فروخت کر دیا۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جب تک تم مصر نہ پہنچ جاؤ اس کی حفاظت کرنا۔ یہ بھگوڑا ہے۔ پیارے یوسفؑ کی آنکھوں میں آنسو بہہ رہے ہیں اور برادران گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

کہنے سننے والیاں تائیں کجھ نہیں معلم حالا
ویکھ جدائیاں والیاں کولوں مزا جدائی والا

سیّدنا یوسفؑ کی عظمت

سیّدنا حضرت یوسفؑ کی زندگی کا یہ پہلو اپنے اندر کتنی عظمتیں پنہاں رکھتا ہے۔ چھوٹی سی عمر ہے' والدہ کا انتقال ہو چکا ہے' باپ کی آغوش محبت ہے وہ بھی چھوٹی' وطن چھوٹا' بھائیوں نے بے وفائی کی' آزادی کی جگہ غلامی نصیب ہوئی مگر ان باتوں کے باوجود نہ شور وشیون ہے نہ واویلا' نہ جزع وفزع ہے نہ الحاح وزاری' قسمت پر شاکر' مصائب پر صابر' خدا کے فیصلہ پر راضی برضا۔

زندگی ایک ایسا کٹھن سفر ہے جس کو طے کرنے کے لئے انسان کو سینکڑوں نشیب وفراز سے گزرنا پڑتا ہے' کبھی سکھ ہے تو کبھی دکھ' کبھی خوشی ہے تو کبھی غمی' کبھی راحت ہے تو کبھی الم' کبھی آسانی ہے تو کبھی تنگی' کبھی صحت ہے تو کبھی بیماری' کبھی امیری ہے تو کبھی غریبی' خوش بخت ہیں وہ لوگ جو مولائے حقیقی کی خوشنودی کے لئے صابر وشاکر رہتے ہیں۔ اگر برادران کو پیارے یوسفؑ کی معرفت ہوتی تو کبھی بھی اس ماہِ کنعانی کو فروخت نہ کرتے۔

قیمت اٹھارہ درہم

سالارِ قافلہ نے کہا کہ اے صاحبو: مجھے بیع نامہ لکھ دو کہ ہم نے یہ غلام اٹھارہ درہموں میں فروخت کر دیا ہے۔ جس پر بھائیوں نے تحریر لکھ دی۔

یُوْسُفُ فِیْ مِصْرَ

پیارے یوسفؑ مصر کے بازار میں فروخت ہونے جارہے ہیں۔ سالار قافلہ نے چشمۂ مصفا میں پیارے یوسفؑ کو غسل کرایا تاکہ راستے کے گردوغبار سے چہرۂ انور صاف ہوجائے۔ غبار مسافت کے دور ہونے سے ایسا معلوم ہوا جیسے ابر سے چودھویں کا چاند نکل آیا ہو۔ سالار قافلہ نے ایک زرّیں تاج پیارے یوسفؑ کے سر انور پر رکھا۔ اور مصر میں منادی کرادی۔ مخلوق خدا جمع ہوگئی اور اپنی اپنی بساط کے مطابق جو کچھ بھی جس کے پاس تھا لے کر حاضر ہوگیا۔

ہک مائی ہتھ سوتر اٹی رولا کھلی مچاوے
لے لو سوتر تے دے دیو یوسفؑ مالک نوں بتلاوے

جو عورت مُل حضرت کارن اٹی سوٹ لیائی
اس دے گھر اس اٹی باجھوں چیز نہ ہیسی کائی

یوسفؑ بازار مصر میں

مصر کے بازار میں پیارے یوسفؑ فروخت ہورہے ہیں۔ سالار قافلہ نے صدا لگائی۔

"مَنْ یَّشْتَرِیْ ھٰذَا لْغُلَامَ الْحَبِیْبَ"

کون ہے جو اس اعلیٰ حسب ونسب والے غلام کو خریدے گا۔

یہ سن کر پیارے یوسفؑ نے فرمایا بہتر ہوگا کہ یہ الفاظ ادا کریں۔

"مَنْ یَّشْتَرِیْ ھٰذَا الْغُلَامَ الْغَرِیْبَ"

کون ہے جو اس غریب الوطن مسافر کو خریدے گا۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

یوسفؑ ''عزیز مصر'' کے گھر میں

عزیز مصر نے زر و جواہر اور بے انتہا مال و دولت دے کر پیارے یوسفؑ کو خرید لیا۔ سیّدنا یوسفؑ نے سالار قافلہ سے کہا کہ میرے برادران نے فروخت کرتے وقت جو بیع نامہ دیا تھا وہ مجھے دے دو۔ سالار قافلہ نے وہ تحریر پیارے یوسفؑ کے سپرد کر دی۔

یُوْسُفُ مَعَ اِمْرَءَةِ الْعَزِیْزِ

عزیز مصر سیّدنا یوسفؑ کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ محل میں لے گیا۔ اور اپنی بیوی سے کہا:

"اَکْرِمِیْ مَثْوٰهُ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ط" ﴿سورۃ یوسف۔۲۱﴾

دیکھو اسے عزت و اکرام سے رکھو۔ کچھ عجب نہیں کہ یہ ہم کو فائدہ بخشے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ط وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَO ﴿سورۃ یوسف۔۲۱﴾

اور اس طرح ہم نے یوسفؑ کو مصر میں جگہ دی اس لیے کہ ہم اسے خوابوں کی تعبیر سکھا دیں' باتوں کا نتیجہ بتا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حُسن یوسفؑ

سیّدنا یوسفؑ نے کس یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی اس کے متعلق قرآن عزیز جواب دیتا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ط وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَO ﴿سورۃ یوسف۔۲۲﴾

اور جب یوسفؑ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو فیصلہ کی قوت اور علم عطا کیے اور ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

جمال ورعنائی

غلامی میں آقائی اسی کو کہتے ہیں کنعان کی بدوی زندگی سے نکال کر اللہ تعالیٰ نے مصر کے بہت بڑے گھرانے میں پہنچا دیا اور امیر کبیر گھر کا مالک بنا دیا۔
حسن خوب روئی کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جو سیدنا حضرت یوسفؑ کے اندر نہ ہو۔

"اَنَّ یُوْسُفَ کَانَ فِیْ غَایَۃِ الْجَمَالِ وَالْحُسْنِ" ﴿تفسیر کبیر رازی﴾

جمال ورعنائی کا پیکر مجسم، رُخ روشن، شمس وقمر کی طرح منور۔

ابو سعیدؓ کہے جو حضرت پیغمبرؐ فرمایا

شبِ معراج میں یوسفؑ ڈٹھا چن بدر جیوں پایا

گلیاں وچہ جاں پھردا یوسفؑ شعلے مکھ ابھارے

کندھاں اوپر چہرے اُس دیوں نور دیوے چمکارے

﴿تفسیر محمدی حافظ محمد لکھو کے مرحوم﴾

زلیخا حسن کی تابانیوں میں کھوگئی

عزیز مصر کی بیوی (زلیخا)!

"اِسْمُ تِلْكَ الْمَرْءَۃِ زَلِیْخَا" ﴿تفسیر کبیر رازی﴾

دل پر قابو نہ پاسکی اور حسن کی تابانیوں میں کھوگئی۔ یوسفؑ خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ تھے۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ معصیت الٰہی میں مبتلا ہوں اور عزیز مصر کی بیوی کے بُرے ارادے پورے کرے۔

"وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ" ﴿سورۃ یوسف۔ ۲۳﴾

زلیخا نے مکان دلربا تیار کرایا، یہ مکان معصوم یوسفؑ کے لئے آزمائش گاہ

تھا۔ بے قابو ہو کر مکان کے خاص کمرے میں لے گئی اور تمام دروازے بند کر دیئے اور اصرار کرنے لگی کہ میری تمنا پوری کریں۔

شاہی خاندان کی نوجوان عورت' شعلہ حسن سے لالہ رو' گرفت کا خوف نہ ڈر ما لکہ خود ذمہ دار' سیّدنا یوسفؑ نے محکم دلائل سے مصری عورت کو سمجھایا کہ کیا میں اس کی نافرمانی کروں جس کا اسمِ جلالت ''اللہ'' ہے اور وہ تمام کائنات کا مالک ہے اور کیا میں ''عزیز مصر'' کی امانت میں خیانت کروں جس نے یہ عزت عطا کی ہے۔ اگر میں ایسا کروں تو ظالم ٹھہروں گا۔ سیّدنا یوسفؑ نے براہین رب کے پیش نظر صاف انکار کر دیا۔

زلیخا کا بُت سے شرمانا

امام فخر الدین رازیؒ رقمطراز ہیں۔

اِنَّ الْمَرْأَۃَ قَامَتْ اِلٰی صَنَمٍ مُکَلَّلٍ بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ فِیْ زَاوِیَۃِ الْبَیْتِ فَسَتَرَتْہُ بِثَوْبٍ فَقَالَ یُوْسُفُ لِمَ فَعَلْتِ ذَالِکَ؟ قَالَتْ أَسْتَحْیِیْ مِنْ اِلٰھِیْ ھٰذَا اَنْ یَّرَانِیْ عَلٰی مَعْصِیَۃٍ فَقَالَ یُوْسُفُ اَتَسْتَحْیِیْنَ مِنْ صَنَمٍ ۔ لَا یَعْقِلُ وَلَا یَسْمَعُ وَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ اِلٰھِیِ الْقَائِمِ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ فَوَاللّٰہِ لَا اَفْعَلُ ذَالِکَ اَبَدًا۔

﴿تفسیر کبیر رازی﴾

زلیخا نے اس مکان میں رکھے ہوئے موتیوں اور یاقوت سے مرصع بُت پر پردہ ڈال دیا یوسفؑ نے پوچھا یہ کس شئی پر پردہ کیا جا رہا ہے۔ جواب دیا یہ میرا رب ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میرا بُت جسے میں پوجتی ہوں مجھے دیکھے۔ آپ نے فرمایا تو نے اپنے بُت کا خیال کیا مگر میرا معبود جو قائم ہے۔ ہر جگہ میرے ساتھ ہے اور مجھے

دیکھ رہا ہے میں اس سے نہ شرم کروں۔

تو در روئے سنگی شدی شرمسار ○ مرا شرم نیاید ز پروردگار

باپ کی صورت نظر آئی

سیّدنا یوسفؑ نے مکانِ دلربا میں اوپر کو دیکھا تو باپ حضرت یعقوبؑ کی صورت نظر آئی۔ اپنے دانتوں میں انگلی لئے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

"أَتَعْمَلُ عَمَلَ الْفُجَّارِ وَأَنْتَ مَكْتُوبٌ فِيْ زُمْرَةِ الْأَنْبِيَاءِ فَاسْتَحْيِيْ مِنْهُ" ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

کیا آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے؟ دریں حال کہ آپ انبیاءؑ کے گروہ میں لکھے جا چکے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے حیا کیجئے۔

امام رازیؒ نے لکھا ہے سیّدنا یوسفؑ نے مکان کی چھت کی طرف دیکھا۔

"رَأَى مَكْتُوْبًا فِيْ سَقْفِ الْبَيْتِ" ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

مکان کی دیواروں پر آیات لکھی نظر آئیں۔

وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ ﴿سورۃ الانفطار۔۱۰تا۱۲﴾

ہم نے تمہارے اوپر دو (۲) نگہبان مقرر کر دیئے ہیں اور وہ تمہارے افعال کو دیکھتے ہیں۔

زلیخا نے پیارے یوسفؑ کو دعوت گناہ دیتے ہوئے کہا۔

"قَالَتْ هَيْتَ لَكَ" ﴿سورۃ یوسف۔۲۳﴾

اے یوسفؑ! میری طرف دیکھ یہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔

یوسفؑ کا تقویٰ

تفسیر مظہری میں معصوم سیّدنا یوسفؑ اور زلیخا کی گفتگو نقل ہے۔

☆ فَقَالَتْ! یَا یُوْسُفُ مَا اَحْسَنَ شَعْرُکَ؟

قَالَ! ھُوَ اَوَّلُ مَا یَنْتَثِرُ مِنْ جَسَدِیْ'

☆ قَالَتْ مَا اَحْسَنَ عَیْنُکَ؟

قَالَ! ھُمَا اَوَّلُ مَا یَسِیْلُ عَلٰی وَجْھِیْ'

☆ قَالَتْ! مَااَحْسَنَ وَجْھُکَ؟

قَالَ! ھُوَ لِلتُّرَابِ'

☆ قَالَتْ! اِنَّ فِرَاشَ الْحَرِیْرِ مَبْسُوْطٌ فَقُمْ فَاقْضِ حَاجَتِیْ'

قَالَ! اِذًا: یَّذْھَبُ نَصِیْبِیْ مِنَ الْجَنَّۃِ

پس اس نے کہا (زلیخا) اے یوسفؑ! تیرے بال کتنے خوبصورت ہیں۔

آپ نے جواب دیا یہ میرے جسم سے سب سے پہلے جھڑ جائیں گے۔

اس نے کہا: اے یوسفؑ! تیری آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ سب سے پہلے میرے جسم کے اندر دھنس جائیں گی۔

پس اس نے کہا: اے یوسفؑ! تیرا چہرہ کتنا خوبصورت ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ مٹی میں جانے کے لئے ہے۔

اس نے کہا: اے یوسفؑ! بیشک ریشم کا بستر بچھا ہوا ہے۔ پس اُٹھیئے اور میری آرزو کو پورا کیجئے۔ آپ نے جواب دیا: تب تو جنت سے میرا حصہ ختم ہو جائے گا۔

زہے خجلت کہ در روز قیامت ○ چوں افتد بر زنا کاراں غرامت

جزائے آں جفا کیشاں نویسند ○ مرا سر دفتر ایشاں نویسند

جب روز قیامت رسوائی ہو گی اور زنا کاروں پر شامت پڑے گی اور ظالموں کے ظلم کا بدلہ لکھیں گے تو میرا نام ان کے سرفہرست ہو گا۔ ''اللہ کی پناہ''

تفسیر مظہری والے نے یوسفؑ اور زلیخا کی جو گفتگو رقم کی ہے۔

مصنف ''قَصَصُ الْمُحْسِنِیْنَ'' نے اس سے ملتے جلتے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے:۔

ہردن سوہنے دلبر کارن ناز نیاز وکھاوے
پلنگ نہالی زینت والی نال پیار بچھاوے

کہیا زلیخا کھیڈن کارن باغ مکان تساں نوں
یوسفؑ آکھیا اس تھیں سوہنے بخشے رب اساں نوں

کہیا زلیخا عاجز ہو کر سانوں پیار تساڈا
یوسفؑ کہیا زلیخا تائیں سانوں پیار خدا دا

کہیا زلیخا یوسفؑ میاں نین عجائب تیرے
یوسفؑ آکھیا خاک ہو جان کیا تیرے کیا میرے

کہیا زلیخا یوسفؑ میاں حسن تیرا من بھانا
یوسفؑ آکھیا کی وڈیائی جے قبراں وچہ جانا

کہیا زلیخا یوسفؑ تیرے دند چنبیلی کلیاں
یوسفؑ کہیا ہزاراں کلیاں جا مٹی وچہ رلیاں

کہیا زلیخا حسن تساڈے رحمت جھڑیاں لائیاں
یوسفؑ کہیا ہزاراں سوہنے دے گئے نے داغ جدائیاں

کہیا زلیخا مکھ تساڈا حسن نزاکت والا
حضرت آکھیا ایسے مکھ نوں مل سی اجل پیالہ

کہیا زلیخا یوسف میاں دیہو زیارت مینوں
یوسفؑ آکھیا نظر خدا دل کیوں کر ویکھاں تینوں
کہیا زلیخا بردہ کر کے مل لیاندا تینوں
کیوں توں نافرمانی کردا دس حقیقت مینوں
یوسفؑ آکھیا جے کر بھائی ویچ نہ جاندے مینوں
لینا مل یعقوبؑ نبی تھیں کیا توفیق تسانوں
خوف کراں میں جد وچہ قبر دے رات اساں نوں آوے
قبر میری وچہ اس دا بدلہ اگ وچھائی جاوے
نال فریب لیائیں ایں مینوں اندر وار زلیخا
چھوڑ پلہ میں باہر جانواں نہ کر خوار زلیخا
جد پیغمبر آپ پیغمبر باپ پیغمبر میرا
حق میرے وچہ ٹھیک زلیخا ایہہ نہیں ارادہ تیرا

اشعار مذکور شاعرانہ تخیل نہیں۔ خلوت خانہ میں بدی کی طالب عورت اور معصوم پیغمبر کے درمیان ایسی ہی گفتگو ہوسکتی تھی جسے صاحب فراست شاعر نے منظوم شکل میں پیش کیا ہے۔

سیّدنا یوسفؑ نے فرمایا۔

مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴿سورۃ یوسف۔۲۳﴾

"گفت: من می پناہم بخدا!"

اللہ کی پناہ! کہ میں عزیز مصر کے گھر میں خیانت کروں۔ اللہ نے مجھے عزت سے رکھا ہے ظالم لوگ فلاح نہیں پایا کرتے۔ سیّدنا یوسفؑ نے دوڑنا چاہا لیکن

دروازے بند تھے۔ آواز آئی یوسفؑ! دوڑنا تو شروع کر دے مقفل دروازے میں کھول دوں گا۔ میرے یوسفؑ دوڑنا تیرا کام دروازوں کو توڑنا میرا کام۔ فوراً دوڑے اور آپ بے داغ وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

زلیخا کی انتہائی کوشش

عزیز مصر کی بیوی آپ کے پیچھے دوڑی تاکہ کسی طرح بھی یوسفؑ جانے نہ پائے۔ آخری دروازے پر کُرتے کو پیچھے سے کھینچا اور وہ پھٹ گیا۔ ''زلیخا نے سیّدنا یوسفؑ کے کُرتے کو غلط ارادے سے پکڑا۔ اللہ تعالیٰ نے کُرتے کا وہ حصہ ہی الگ کر دیا۔'' باہر آئے تو عزیز مصر کو دروازے پر کھڑا پایا۔ دونوں کو اس کیفیت میں دیکھ کر ابھی عزیز مصر سوچ ہی رہا تھا کہ زلیخا اصل حقیقت چھپانے کے لیے غیظ و غضب میں آ کر جلدی سے بولی۔

معصوم یوسفؑ پر الزام

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ ﴿سورۃ یوسف۔۲۵﴾

کہنے لگی اس شخص کی کیا سزا ہے جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟ اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے۔

سیّدنا یوسفؑ نے جواب دیا۔

''قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ'' ﴿سورۃ یوسف۔۲۶﴾

''یہی مجھے پھانسنے اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔''

شیر خوار بچے کی گواہی

اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر سے ہی ایک وکیل صفائی پیش کر دیا جس نے دلائل کے ساتھ آپ کی بریّت ثابت کردی۔ یہ شہادت پیش کرنے والا چار ماہ کا شیر خوار بچہ تھا جو وہاں پنگھوڑے میں لیٹا ہوا تھا اور خدا نے اسے قوتِ گویائی عطا کر کے اس سے یہ شہادت دلوائی۔

تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ اَرْبَعَةُ صِغَارٍ:
شَاهِدُ يُوْسُفَ، وَ ابْنُ مَاشِطَةَ بِنْتِ فِرْعَوْنَ،
وَ عِيْسٰى بِنْ مَرْيَمَ، وَ صَاحِبُ جُرَيْجِ نِ الرَّاهِبِ۔ ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

صرف چار (۴) شیر خوار بچوں نے حسب ضرورت گفتگو کی۔

☆ یوسفؑ کے بارے میں گواہی دینے والا۔ ☆ فرعون کی بیٹی کی خدمت گزار مائی ماشطہ کا بیٹا۔ ☆ عیسیٰ بن مریمؑ۔ ☆ جریج ولی کی صفائی دینے والا۔

یوسفؑ صادق القول

بچے نے کہا۔ یوسفؑ کا پیراہن دیکھنا چاہئے اگر وہ سامنے سے چاک ہے تو عورت راست باز ہے۔ اگر وہ پیچھے سے چاک ہے تو یوسفؑ صادق القول ہے۔ دیکھا تو کُرتہ پیچھے سے چاک تھا۔ عزیز مصر نے اصل حالت کو بھانپ لیا مگر اپنی عزت کی خاطر معاملہ کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ اے یوسفؑ! سچے تم ہی ہو اور اس عورت کے معاملہ سے درگزر کرو اور اپنی بیوی سے کہا:

اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ ﴿سورۃ یوسف۔ ۲۸﴾

''یہ سب تیرا مکر و فریب ہے۔ اور تم عورتوں کا مکر و فریب بہت ہی بڑا ہے۔''

لہٰذا تو اپنی اس حرکت پر استغفار کر اور معافی مانگ۔

چوتھا خطبہ

شُیُوْعُ الْخَبْرِ فِی الْمَدِیْنَۃِ

لیکن بات پوشیدہ نہ رہ سکی اور شاہی خاندان کی عورتوں کے درمیان پھیل گئی کہ عزیز مصر کی بیوی کو دیکھو کہ اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئی۔ عورتوں نے زلیخا کو طعن و تشنیع شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ یہ خبر زلیخا تک پہنچ گئی۔ اب اس نے چاہا کہ اس کا انتقام لے۔ چنانچہ شاہی خاندان اور عمائدین شہر کی عورتوں کو دعوت طعام دی۔ کھانے کے لئے سب عورتوں نے چھریاں ہاتھوں میں پکڑ لیں اور پھل وغیرہ کاٹنے لگیں تو زلیخا نے یوسفؑ سے کہا کہ وہ باہر آئیں۔ جب یوسفؑ مالکہ کے حکم سے باہر نکلے تو تمام عورتیں ''جمال یوسفؑ'' کو دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

زِخلوت خانہ آں گنج نہفتہ ○ بروں آمد چوں گلزار شگفتہ

''جب خلوت خانہ سے پوشیدہ خزانہ باہر آیا تو ایسے معلوم ہوا جیسے گلزار کھلا ہوا ہو۔''

عورتوں نے ہاتھ کاٹ لئے

رخ انور کی تابانی کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنے آپ کی بھی خبر نہ رہی اور میوے کاٹنے کے بجائے چھری سے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ پکار اٹھیں۔

مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ○ ﴿سورۃ یوسف۔۳۲﴾

''کون کہتا ہے یہ انسان ہے۔ بخدا یہ تو بزرگ فرشتہ ہے'' ایسا حسن و جمال ہم نے کسی بشر میں دیکھا ہی نہیں ہے۔

''نیست ایں شخص مگر فرشتہ گرامی''

اک جھلک نے ہم کو دیوانہ کیا ○ حال دل کیا کچھ ہمارا ہو گیا

آفریں تجھ پر زلیخا آفریں ○ صبر تیرا' ضبط تیرا' آفریں

"چہ جمال بدیں زیبائی' وکمال بدیں رعنائی' وعصمت دریں مرتبہ' جز از خواص ملکیت نیست"

اب زلیخا نے عورتوں سے کہا۔

"قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ" ﴿سورۃ یوسف۔۳۲﴾

"یہی تو وہ غلام ہے جس کے بارے میں تم نے مجھ کو مطعون کر رکھا ہے۔"

اب بتاؤ میرا اسے پسند کرنا بے جا ہے یا بجا ہے۔اور تمہاری ملامت بے محل ہے یا برمحل؟

بَرو ایں دام بر مُرغ دِگر نِہ ○ کہ عُنقارا بلند است آشیانہ

جاؤ یہ جال کسی اور جانور پر پھینکو کیونکہ عنقا کا آشیانہ تمہاری فضا سے بہت اونچا ہے۔

آقا نے تعریف فرمائی

ایک روایت میں ہے صاحب امین واسریٰ' بدرُ العلیٰ' شمس الضحیٰ' حضرت محمد ﷺ سفر معراج میں تھے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِیُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَام فِی السَّمَآءِ الثَّالِثَۃِ! قَالَ فَاِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ۔ ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

"بے شک نبی اکرمؐ جب تیسرے آسمان پر یوسفؑ کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا گویا وہ کل حُسن کا نصف دیئے گئے ہیں۔"

دوسری روایت میں ہے۔

"مَرَرْتُ بِیُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَام لَیْلَۃَ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَقُلْتُ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَام مَنْ ھٰذَا؟ فَقَالَ ھٰذَا یُوْسُفَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

کَیْفَ رَأَیْتَهٗ؟ قَالَ: کَالْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ۔" ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

"آپؐ نے فرمایا کہ جس رات مجھے آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا تو میں نے سیّد ملائکہ جبرائیل امینؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ جواب دیا: کہ یہ یوسفؑ ہیں۔"

تیسری روایت میں ہے۔

"فَضْلُ یُوْسُفَ عَلَی النَّاسِ فِی الْفَضْلِ وَ الْحُسْنِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ" ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

"یوسفؑ کی انسانوں پر بزرگی اور خوبصورتی میں اتنی ہی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر۔"

چوتھی روایت میں ہے۔

"کَانَ یُوْسُفُ اِذَا سَارَ فِیْ أَزِقَّةِ مِصْرَ یُرٰی تَلَأْ لُؤُ وَجْهِهٖ عَلَی الْجُدْرَانِ کَمَا یُرٰی نُوْرُالشَّمْسِ مِنَ السَّمَآءِ عَلَیْهَا۔" ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

"سیّدنا یوسفؑ جب مصر کے بازار میں چلتے تو دیواروں پر آپ کے چہرے کا حسن چمکتا دکھائی دیتا گویا کہ آسمان سے سورج کی روشنی ان پر دیکھی جاتی۔"

عائشہؓ کہے کنعانی یوسفؑ مصر زناں ول آیا
سبھناں نے ہتھ کپّے اپنے تے اپنا حال ونجایا
میرا یوسفؑ اوس مکانے جیکر حاضر تھیندا
مکھ دیداروں مصری عورتاں ہر ہر جگہ کپیندا
تھوڑا جہیا تبسم کر کے ہسیا نبیؐ حقانی
ساری رات حویلی اندر چانن رہیا نورانی

زلیخا نے پیارے یوسفؑ کے بارے میں عورتوں سے کہا کہ اگر اس نے میری بات نہ مانی تو قید کیا جائے گا اور بے عزتی میں پڑے گا۔ عورتوں نے پیارے یوسفؑ کو مشورہ دیا کہ ''بی بی'' کا کہا مان لے ورنہ تجھے قید کرا دے گی۔

حکم اوہدے وچہ تابع رہ کے رہ تو خوشیاں کردا
یوسفؑ کہندا خوشیاں کولوں ہن میرا دل ڈردا
قید چنگی لکھ واری مینوں تے ایہہ ہے درد مندیرا
کر میرا وچہ زنداں ڈیرہ مڑ کراں نہ پھیرا

یُوسُفُ فِی السِّجْنِ

سیدنا یوسفؑ اللہ تعالیٰ کے حضور روتے ہوئے دست بدعا ہوئے۔

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۳۳﴾

"اے میرے پروردگار: مجھے قید منظور ہے بہ نسبت اس کے کہ میں وہ کام کروں جو یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں اور اگر تو نے ان کی چالوں کو مجھ سے رفع نہ کیا تو میں ان کے دام میں پھنس جاؤں گا اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔"

اے میرے رب میں ایک کمزور انسان ہوں۔ مجھ میں اتنی ہمت کہاں ہے کہ میں ان عورتوں کی بے پناہ ترغیبات کا مقابلہ کروں۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے قدم پھسل نہ جائیں۔

یہ قفس بھی مجھ کو عزیز ہے ○ کچھ جی تو لوں گا قرار سے
چمن میں مجھے نہ لے چلو ○ میں تو ڈر گیا ہوں بہار سے

خدا نے یوسفؑ کی دعا کو قبول کر لیا۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۳۴﴾

"پس قبول کرد دعائے او را پروردگار"

"پس اس کے رب نے اس کی دعا کو قبول کیا اور ان عورتوں کی چالیں اس سے دفع کر دیں، بے شک وہی ہے جو سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔"

یوسفؑ کی اخلاقی فتح

مشیت الٰہی نے جیل کا دروازہ ان کے لئے کھول دیا یہ حضرت یوسفؑ کی اخلاقی فتح اور حکام بالا کی اخلاقی شکست تھی۔

دعاؤں کے فائدے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ۔ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ، وَ اِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ، وَ اِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَھَا۔ قَالُوْا اِذًا نُکْثِرُ۔ قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ۔ ﴿رواہ احمد﴾

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے دعا کی برکت سے تین چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ ایک ضرور دیتا ہے۔

(۱) یا تو جلدی سے دعا قبول ہو جاتی ہے اور منہ مانگی مراد مل جاتی ہے۔
(۲) یا پھر اس دعا کو ذخیرۂ آخرت بنا دیا جاتا ہے۔ (۳) یا پھر اس کے برابر کوئی مصیبت آنے والی دور ہو جاتی ہے۔

ظالم حکمرانوں کی عادت

عزیز مصر نے یوسفؑ کی صداقتوں کی تمام نشانیاں دیکھنے کے باوجود طے کر لیا کہ پیارے یوسفؑ کو ایک مدت کے لئے زنداں میں بند کر دیا جائے تا کہ بیوی کی رسوائی کے چرچے بند ہو جائیں۔ مصر کے بازاروں میں منادی کی گئی کہ یوسفؑ نے اپنی مالکہ کو ورغلانے کی کوشش کی اب اسے یہ سزا دی جا رہی ہے۔

پانچواں خطبہ

تَاوِیلُ یُوْسُفَ لِرُؤْیَا صَاحِبَیْہ

حسنِ اتفاق: کہ پیارے یوسفؑ کے ساتھ دو نوجوان اور بھی جیل میں داخل ہوئے ان میں سے ایک ساقی تھا اور دوسرا شاہی باورچی خانے کا داروغہ' تمام قیدی یوسفؑ کی مجلس میں بیٹھتے' آپ کی گفتگو سنتے اور آپ کے فیضان سے فیض یاب ہوتے۔ آپ جیل میں دن کو روزہ رکھتے اور رات شب بیداری میں گزارتے' اگر کوئی قیدی بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی کرتے اگر کوئی تنگدست ہوتا تو اس کی امداد فرماتے اگر کسی کو کوئی خواب آتا تو تعبیر بیان کرتے۔

قیدیوں کا اعتراف

قیدیوں نے قید خانہ میں اعتراف کیا۔

"یَا فَتٰی بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْكَ مَا اَحْسَنَ وَجْهَكَ وَاَحْسَنَ خَلْقَكَ وَخُلُقَكَ" ﴿روح المعانی﴾

"اے نوجوان۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے کس قدر آپ کا خوبصورت چہرہ ہے اور کس قدر آپ کی احسن تخلیق ہے اور کس قدر عمدہ عادات ہیں۔"

پیارے یوسفؑ اپنے فضل و کمال' اخلاق جلیلہ' مناقب و فضائل' حسنِ سیرت' کثرت عبادت' جود و سخا' ہمدردی و عالی ظرفی کی بناء پر قیدیوں کی نظر میں محبوب' معظم' اور محترم ٹھہرے جو آج کے قیدیوں کے لئے باعث نمونہ ہیں۔

کرن روایت قید یوسفؑ نوں جتنی مدت ہوئی
دو کاراں وچہ شامل رہندا تیجا کم نہ کوئی
خبر بیماران، مدد ضعیفاں جتنی مدت ہووے
نہیں تاں دردوں رب ول ہووے، نیت نماز کھلووے
جان اکیلی یار نہ بیلی، عیش آرام نہ کوئی
اس غم اندر یوسفؑ کولوں قضا نماز نہ ہوئی
نو سو علم یوسفؑ نے پایا رحمت فضل حقانی
جیونکر عربی علم یونانی، علم پورا سریانی

دوساتھیوں کا خواب

ایک دن سیّدنا حضرت یوسفؑ کے وہ دونوں ساتھی جو آپ کے ساتھ قید ہوئے تھے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ساقی نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے کھا رہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں خوابوں کی تعبیر تمہارے کھانا کھانے سے پہلے بتاؤں گا مگر میں تم کو پہلے اللہ تعالیٰ کا تعارف کروانا چاہتا ہوں۔

یوسفؑ داعی الی اللہ

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ۝ ﴿سورۃ یوسف۔۳۹﴾

اے زنداں کے ساتھیو، تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟

O, two companions of the prison! (I ask you), are many different gods better or Allah the One the Irresistable?

سیّدنا حضرت یوسفؑ نے بڑی ہمدردی سے انہیں ان کے غلط مذہب کے بارے میں بتایا کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت یا اس سے مدد مانگنا شرک ہے اور شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔ شرک کے مقابلے میں سچا دین، توحید پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر توحید ہی کی دعوت لے کر آئے۔

تبلیغ اور حکمت

''اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر تبلیغ حق کی دھن سمائی ہوئی ہو اور وہ حکمت بھی رکھتا ہو تو کیسی خوبصورتی کے ساتھ وہ گفتگو کا رخ اپنی دعوت کی طرف پھیر سکتا ہے اور جسے دعوت کی دھن لگی ہوئی نہیں ہوتی اس کے سامنے تو مواقع پر مواقع آتے رہیں لیکن وہ کبھی محسوس ہی نہیں کرتا کہ یہ موقع ہے اپنی بات کہنے کا۔''

بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی ○ جگر جس سے شق ہو وہ تحریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی ○ مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں ○ اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں ○ شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل ان کے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

نادان مبلّغ، بھونڈی تبلیغ

''بہت فرق ہے حکیم کی موقع شناسی میں اور نادان مبلّغ کی بھونڈی تبلیغ میں۔''

جو موقع ومحل کا لحاظ کیے بغیر لوگوں کے کانوں میں زبردستی اپنی دعوت ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر لیچڑپن سے الٹا اسے متنفر کر کے چھوڑتا ہے۔ ایسے ہی واعظین کے متعلق شاعر مشرق علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

زِمَن برصوفی و مُلّاں سلامے ○ کہ پیغامِ خدا گفتند مارا
وَلے تاویلِ شاں درحیرت انداخت ○ خدا وَ جبرائیلؑ و مصطفیٰؐ را

پولیس گارڈ اور نماز کی ادائیگی

یہ بات بڑی شرمناک ہے کہ بھارت میں تو نمازیوں کو کوئی خطرہ نہ ہو لیکن پاکستان جیسے اسلامی ملک میں پولیس گارڈ کے بغیر نماز بھی ادا نہ کی جا سکے۔ اسلام کی علمبردار دینی جماعتوں کو اس بات کا نوٹس لینا چاہئے اور فرقوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو ''امت واحدہ'' بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کاش کوئی جماعت فرقہ بندی کے ناسور کو ختم کرنے کے لئے میدان میں آتی لیکن علماء کے نزدیک یہ کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں؟ علماء کو چاہئے کہ وہ بھونڈی تبلیغ سے بچیں اور اسلامیان پاکستان کے کردار و اخلاق کی تشکیل کے لئے کام کریں اور دین کو معاش وعیش وعشرت اور حصول اقتدار کا ذریعہ نہ بنائیں۔

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام

تعبیر

اس کے بعد سیّدنا حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ ساقی کو (وَهُوَ صَاحِبُ الشَّرَابِ) بادشاہ معاف کر دے گا اور وہ دوبارہ اپنے مالک کو شراب پلائے گا۔

یَرُدُّهٗ اِلٰی مَنْزِلَتِهِ الَّتِیْ کَانَ عَلَیْهَا ﴿تفسیر مظہری﴾

اور شاہی باورچی کو بتایا کہ تین دن بعد (بَعْدَ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ) اسے موت کی سزا ہوگی۔ اور پرندے اس کے سر سے گوشت نوچ کر کھائیں گے۔

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ رقمطراز ہیں کہ اب باورچی کھڑا ہو گیا اور شور مچا کر کہا کہ حضور میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا بلکہ میں نے مسخرے پن میں ایک جھوٹا خواب بیان کر دیا ہے۔

"مَا رَأَیْنَا شَیْئًا اِنَّمَا کُنَّا نَلْعَبُ" ﴿تفسیر مظہری﴾

سیّدنا یوسفؑ نے جواب میں فرمایا:

قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۴۱﴾

اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے اور اب ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ آپ کی بتائی ہوئی تعبیر سچ ثابت ہوئی۔ باورچی کو پھانسی دی گئی اور ساقی کو رہا کر دیا گیا۔ ساقی جب جیل سے رہا ہونے لگا تو اس نے یوسفؑ سے وعدہ کیا کہ وہ شرک سے بچے گا۔ اور نیک زندگی بسر کرے گا۔ سیّدنا یوسفؑ نے ساقی کے حق میں دعا کی اور اسے کہا اے میرے جیل کے ساتھی:

اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۴۲﴾

اپنے رب (شاہ مصر) سے میرا ذکر کرنا مگر شیطان نے اسے ایسا غفلت

میں ڈالا کہ وہ اس کا ذکر کرنا بھول گیا اور یوسفؑ بارہ (۱۲) سال تک قید خانے میں پڑے رہے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا ○ سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

سیّدنا یوسفؑ چاہتے تھے کہ ان کا مقدمہ بادشاہ کے سامنے پیش ہو تا کہ انہیں انصاف ملے لیکن ساقی سارے وعدے بھول گیا۔

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے حروف بارہ (۱۲) ہیں۔ اور یوسفؑ نے بارہ (۱۲) سال تک جیل میں اسلام کی تبلیغ جاری رکھی۔

اللہ تعالیٰ جس ہستی کو معاشرے کا سب سے بہترین شخص سمجھ کر نبوت سے سرفراز رہا ہے دنیا انہیں گناہگار سمجھ کر جیل میں رکھے ہوئے تھی۔

جبرائیلؑ خدمت یوسفؑ میں

ایک دن حضرت جبرائیل امینؑ جیل میں سیّدنا یوسفؑ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا کہ اے جبرئیل! میرے والدمحترم کیسے ہیں؟ جواب دیا۔

وچہ وچھوڑے تیرے یوسفؑ اُس دیاں اکھیاں گیاں
نور نہ رہیا چشماں اندر' تیریاں وچہ قضیاں
سن یوسفؑ احوال پدر دا' رویا زارو زاری
پیغمبر وچہ میریاں درداں' بہت جھلی دشواری

•••••••

تَاْوِیلُ یُوْسُفْ رُؤیَا مَلِکْ مِصْر

انہی دنوں مصر کا بادشاہ ''ریان'' عجیب وغریب خواب دیکھتا ہے۔ کہ سات موٹی تازی' گائیوں کو سات دُبلی' کمزور گائیں نگل رہی ہیں۔ سات گندم کی بھری اور پکی بالیوں کو سات خشک اور کمزور بالیاں کھا رہی ہیں۔ نجومیوں' درباریوں' جادوگروں' عقلائے ملک' اور مدبّرین نے بادشاہ کا خواب سنا تو بولے۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ۝

﴿سورۃ یوسف۔۴۴﴾

''یہ تو پریشان خیالات کی باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کا مطلب نہیں جانتے۔''

ان دو (۲) قیدیوں میں سے جو بچ گیا تھا اسے مدت دراز کے بعد اب بات یاد آئی۔ اس نے کہا کہ میں اس کی تاویل بتاتا ہوں۔ مجھے ذرا قید خانے میں یوسفؑ کے پاس بھیج دیجئے۔ جو خوابوں کی صحیح تعبیر کا علم رکھتا ہے۔

نیک مسافر' نرم طبیعت' قیدی اک نمانا
اہل عبادت' اہل سخاوت' صاحب علم سیانا
شاہ فرمایا اتنی خوبی جس دے اندر آئی
اوہ کس پایا بندی خانے ساقی عرض سنائی
عمل زنا دی اس دے اوپر کسے شکایت کیتی
ناحق قید ہویا پردیسی سخت مصیبت بیتی

بادشاہ نے ساقی کو یوسفؑ کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ ساقی

جیل میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ○ ﴿سورۃ یوسف۔۴۶﴾

''اے یوسفؑ اے سراپا راستی' مجھے اس خواب کا مطلب بتا کہ سات موٹی گائیاں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں جن کو سات سوکھی بالیں کھا رہی ہیں۔ شاید کہ میں ان لوگوں کے پاس واپس جاؤں تا کہ وہ جان لیں۔''

میں بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے آیا ہوں۔ پورے ملک میں کوئی نہیں جو اس خواب کی تعبیر بتا سکے۔

بادشاہ کے خواب کی تعبیر اور تدبیر

سیّدنا حضرت یوسفؑ نے جواب میں نہ شکوہ کیا نہ گلہ' اور خواب کی تعبیر کر دی۔ فرمایا سات برس تک لگا تار تم لوگ کھیتی باڑی کرتے رہو گے۔ اس دوران میں جو فصلیں تم کاٹو گے ان میں سے بس تھوڑا سا حصہ' جو تمہاری خوراک کے کام آئے' نکالو اور باقی کو اس کی بالیوں میں ہی رہنے دو۔ پھر سات برس بہت سخت اور شدید قحط کے آئیں گے۔ اس زمانے میں وہ غلہ سب کھا لیا جائے گا جو تم اس وقت کے لئے جمع کیا تھا۔ اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا جس میں باران رحمت سے لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی۔ اور وہ رس نچوڑیں گے۔ ساقی کو خواب کی تعبیر اس قدر اچھی لگی کہ وہ جھوم اٹھا۔ سیّدنا یوسفؑ سے اجازت چاہی اور فوراً بادشاہ کے سامنے پیش ہو کر تعبیر کہہ سنائی۔ بادشاہ اس تعبیر سے بہت خوش ہوا۔ لیکن بادشاہ بہت حیران ہوا کہ

اس قدر قابل اور شریف آدمی جیل میں کیوں بند ہے؟

بادشاہ کے کہنے پر ساقی واپس پلٹا اور یوسفؑ سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو آنے کی دعوت دی ہے۔ رہائی کی خبر سن کر سیّدنا یوسفؑ نے فرمایا۔

رہائی بعد میں، تحقیق پہلے

اِرۡجِعۡ اِلٰی رَبِّکَ فَسۡئَلۡہُ مَا بَالُ النِّسۡوَۃِ الّٰتِیۡ قَطَّعۡنَ اَیۡدِیَھُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ بِکَیۡدِھِنَّ عَلِیۡمٌ ۝ ﴿سورۃ یوسف۔ ۵۰﴾

اپنے رب (عزیز مصر) کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے میرا رب تو ان کی مکاری سے واقف ہی ہے۔ میں اس قید خانہ سے باہر اس وقت تک قدم نہیں نکالوں گا جب تک میرے مقدمے کی تحقیق نہ کی جائے۔

انسانی فطرت کا تقاضا تھا کہ آپ قید خانہ سے فوراً باہر تشریف لے آتے لیکن آپ اللہ کے نبی تھے' سچے تھے' انتہائی بااصول اور باوقار تھے۔

آپ نے فرمایا۔ اگر میں بے قصور ثابت ہوا تو میں رہائی کو قبول کروں گا ورنہ میں نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر کسی لالچ میں آ کر نہیں بتائی۔ ساقی حیرت سے یوسفؑ کو دیکھنے لگا بھلا اس جیسا بلند کردار انسان' دل نے گواہی دی کہ یوسفؑ کی بات بالکل درست ہے۔ ساقی نے آپ کا پیغام بادشاہ تک پہنچایا۔

جب عزیز مصر کو معلوم ہوا کہ یوسفؑ نے جیل سے باہر آنے سے انکار کر دیا ہے اور یہ مطالبہ کیا ہے کہ زلیخا کے واقعے اور عورتوں کے ہاتھ کاٹنے کے معاملے کی تفتیش کی جائے تو وہ بھی حیران رہ گیا۔

محسنِ انسانیتؐ نے تعریف فرمائی

اس مقام پر ساقی کوثر، شافع محشر، طاہر و اطہر، بہتر و برتر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے اور سیدنا حضرت یوسفؑ کے صبر و ضبط کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اور اپنے لئے کسر نفسی کا اظہار فرمایا ہے۔

وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَا جَبْتُ الدَّاعِيَ

﴿اخرجہ البخاری عن ابی ھریرۃؓ﴾

اور اگر میں یوسفؑ جیسی طویل مدت جیل میں رہتا تو قاصد کی دعوت قبول کر لیتا۔

The Prophet ﷺ describes Joseph as a very perseverant person, for he refused to leave prison unless his opponents would declare his innocence. He stayed many years inprison till he was declared innocent. What the Prophet ﷺ makes such a supposition, he only wants to emphasise the fact that Joseph was a patient man, but surely, he does not mean that he is less patient than Joseph.

عزیز مصر نے جیل کے افسر سے یوسفؑ کے قید میں رہنے کی وجہ پوچھی۔ معلوم ہوا کہ زلیخا اور اس کی بعض سہیلیوں کے الزامات کی وجہ سے آپ کو جیل میں رکھا گیا ہے۔ بادشاہ نے فوراً زلیخا سمیت تمام عورتوں کو طلب کر لیا۔ ہاتھ کاٹنے والی عورتوں نے اسی وقت مان لیا اور گواہی دی۔

”اللہ کی قسم! ہم نے اس نیک دل انسان میں برائی کی کوئی بات نہیں پائی تھی۔“

جب زلیخا کو معلوم ہوا کہ سچائی کھل کر سامنے آ گئی ہے تو اس نے بھی اپنے جرم کا اقرار کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔ بولی

جرم کا اعتراف

اَلْـئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ○ ﴿سورۃ یوسفؑ۔۵۱﴾

اب حق کھل چکا ہے وہ میں ہی تھی جس نے اس کو پھسلانے کی کوشش کی تھی بے شک وہ بالکل سچا ہے۔

سچ حقیقت بول زلیخا خود اقراری ہوئی
جو کچھ ہویا میتھیں ہویا یوسفؑ دوس نہ کوئی

بے خطا، بے جرم ہے وہ نیک خو ○ ٹھیک ہے یہ عورتوں کی گفتگو
فی الحقیقت ہے یہ ظلمِ ناروا ○ قید خانے میں گیا وہ بے خطا

سیّدنا یوسفؑ نے کہا اس سے میری غرض یہ تھی کہ عزیز مصر جان لے کہ میں نے در پردہ اس کی خیانت نہیں کی تھی اور یہ کہ جو خیانت کرتے ہیں ان کی چالوں کو اللہ تعالیٰ کامیابی کی راہ پر نہیں لگاتا۔

سچ حقیقت بول زلیخا خود اقراری ہوئی
جو کچھ ہویا میتھیں ہویا یوسفؑ دوس نہ کوئی

عزیز مصر کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ یوسفؑ کن ہستیوں کے بیٹے ہیں وہ تو انہیں کنعان کے علاقے کا ایک دیہاتی نوجوان سمجھ رہے تھے۔ ان کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ یہ خوبصورت اور بلند کردار غلام نہیں، بلکہ وہ تو اپنے بھائیوں کے حسد کا شکار ہے۔

عزیز مصر نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ تا کہ میں ان کو اپنے لئے مخصوص کرلوں۔ شاہی فرمان حضرت یوسفؑ کو ملا تو آپ نے فرمایا جب تک اس قید خانہ

کے تمام قیدیوں کو رہائی کا حکم نہ ملے گا میں اس وقت تک قید خانہ سے باہر نہ آؤنگا۔

ساتھوں اول قیدی سارے قید خلاصی پاون
تابعدار رسولاں ہو کر کیویں سزائیں پاون
جلدی نال داروغے تائیں حکم ہویا سرکاروں
دیہو خلاصی اوگنہاراں حضرت یوسفؑ پاروں
حضرت کعبؓ کہیا جس ویلے یوسفؑ باہر آیا
وقت جدائی بندی خانے رو کر شو مچایا
کرے آوازہ بندی خانہ یا محبوب الٰہی
تے تھیں پچھے نازل ہوسی میں وچہ رات سیاہی

قیدیوں کے لئے دعا

سیّدنا یوسفؑ نے غسل فرما کر لباس تبدیل کیا اور قیدیوں کے لئے خدا کے حضور عجز و نیاز سے دعا فرمائی۔

وَدَعَا لِأَهْلِ السِّجْنِ اَللّٰهُمَّ عَطِّفْ عَلَيْهِمْ قُلُوْبَ الْأَخْيَارِ وَلَا تَعْمِ عَلَيْهِمُ الْأَخْبَارَ۔ فَهُمْ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْأَخْبَارِ فِيْ كُلِّ بَلَدٍ

اے میرے اللہ ان قیدیوں پر نیک لوگوں کے دلوں کو مہربان کردے اور ان پر خبریں پوشیدہ نہ رکھ۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

جیل کی زندگی کا نچوڑ

علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی مرحوم فرماتے ہیں۔ سیدنا یوسفؑ نے جیل کے دروازے پر قید خانہ کی زندگی کا نچوڑ چار جملوں میں بیان کیا۔

☆ هٰذِهٖ مَنَازِلُ الْبَلْوٰى ☆ وَقُبُوْرُ الْأَحْيَاءِ

☆ وَشَمَاتَةُ الْأَعْدَآءِ ☆ وَتَجْرِبَةُ الْأَصْدِقَآءِ۔ ﴿تفسیر روح المعانی﴾

یہ قید خانہ غموں کا گھر ہے، زندوں کا قبرستان ہے، دشمنوں کی خوشی کا مقام ہے، اور دوستوں کی تجربہ گاہ ہے۔

•◆•◆•◆•

يُوسُفُ وَقَدْ تَوَلّٰى زِمَامَ الْأَمْرِ فِى مِصْرَ

سیّدنا یوسفؑ شاہی گھوڑے پر شاہی قاصد کی معیت میں شاہی دربار پہنچے تو بادشاہ نے آپ کو تختِ شاہی پر اپنے پاس بٹھایا۔

ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَاهٰذَا اللِّسَانُ؟ فَقَالَ: لِسَانُ عَمِّى اِسْمَاعِيلُ، ثُمَّ دَعَالَهُ بِالْعِبْرَانِيَّةِ فَقَالَ لَهُ: وَمَا هٰذَا اللِّسَانُ أَيْضًا؟ فَقَالَ: هٰذَا لِسَانُ اٰبَآءِ یْ، وَكَانَ الْمَلِكُ يَعْرِفُ سَبْعِيْنَ لِسَانًا فَكَلَّمَهُ بِهَا فَأَجَابَهُ بِجَمِيْعِهَا فَتَعَجَّبَ مِنْهُ۔

﴿تفسیر روح المعانی﴾

"سیّدنا یوسفؑ نے عزیزِ مصر کو عربی میں سلام کیا اس نے کہا اے یوسفؑ یہ کون سی زبان ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ میرے عم حضرت اسماعیلؑ کی زبان ہے۔ پھر آپ نے عبرانی زبان میں اسے دعا دی۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کونسی زبان ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ میرے والدِ محترم کی زبان ہے بادشاہ ستر (۷۰) زبانوں پر عبور رکھتا تھا۔ بادشاہ نے جس زبان میں یوسفؑ سے گفتگو کی آپ نے اسی زبان میں اسے جواب دیا۔ اس پر بادشاہ کو تعجب ہوا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ سیّدنا یوسفؑ نو (۹) سو علوم جانتے تھے۔ سبحان اللہ!

آج پھر ہے مصر میں اک دھوم دھام ○ آج پھر بے چین ہے عالم تمام
آ گئے یوسفؑ پیارے آ گئے ○ آ گئے آنکھوں کے تارے آ گئے

"فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى الْمَلِكِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ غَيْرِهٖ" ﴿تفسیر روح المعانی﴾

اے اللہ میں اس بادشاہ کی خیر کی بجائے تیری خیر کا طالب ہوں اور اس کے اور دوسروں کے شر سے تیری پناہ پکڑتا ہوں۔

وزارت خزانہ

بادشاہ نے سیّدنا یوسفؑ سے کہا کہ آپ ہماری راہنمائی فرمائیں۔ یوسفؑ نے بڑے اعتماد سے کہا۔

قَالَ اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ○
﴿سورۃ یوسف۔۵۵﴾

آپ اپنی مملکت کے خزانے میرے حوالے کر دیجئے۔ میں امانت کی حفاظت کرنا بھی خوب جانتا ہوں۔ اور میرے پاس میرے رب کا دیا ہوا علم بھی ہے جو میری راہنمائی کرے گا۔

تاجدار مصر

حضرت یوسفؑ ایک سال تک وزیر خزانہ رہے۔ بادشاہ مصر نے آپ کے اخلاق و عادات کا بذاتِ خود مشاہدہ کر لیا بادشاہ نے تمام امور مملکت حضرت یوسفؑ کے سپرد کر دیئے اور تاج پوشی کی بے مثال تقریب منعقد ہوئی۔

دَعَاهُ الْمَلِكُ فَتَوَّجَهٗ وَرَدَّاهُ بِسَيْفِهٖ وَ وُضِعَ لَهُ السَّرِيْرَ مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلًا بِالدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ وَ ضُرِبَ عَلَيْهِ كُلَّةً مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔ وَ

طُوْلَ السَّرِیْرِ ثَلَاثُوْنَ ذِرَاعًا، وَعِرْضُہٗ عَشْرَۃَ اَذْرُعٍ، عَلَیْہِ ثَلَاثُوْنَ فِرَاشًا، وَسِتُّوْنَ مُقْرِمَۃً، ثُمَّ اَمَرَہٗ اَنْ یَّخْرُجَ فَخَرَجَ مُتَوَّجًا لَوْنُہٗ کَالثَّلْجِ، وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ، ﴿تفسیر مظہری﴾

بادشاہ نے سیّدنا حضرت یوسفؑ کو بلا کر تاج پہنایا' شاہی تلوار باندھی' اور جواہرات سے جڑا ہوا تخت آپ کے لئے بچھوایا اور تخت کے گرد ریشمی کپڑا لٹکا دیا۔ تخت تیس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا تھا اس پر دس بستر بچھے ہوئے تھے اور ساٹھ باریک پردے تھے۔ پھر یوسفؑ کو تاج پہنا کر تشریف لانے کو کہا گیا آپ سر پر تاج رکھے برآمد ہوئے۔ آپ کا رنگ برف کی طرح گورا اور چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔

دنیا کا لالچ نہیں

علامہ زمخشریؒ نے اپنی تفسیر ''کشاف'' میں لکھا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے (اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ) جو فرمایا ہے تو اس سے ان کی غرض صرف یہ تھی کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کرنے' حق قائم کرنے' عدل پھیلانے کا موقع مل جائے۔ وہ اس کام کو انجام دینے کی طاقت حاصل کرلیں جس کے لئے انبیاء بھیجے جاتے ہیں۔ انہوں نے بادشاہی کی محبت اور دنیا کے لالچ میں یہ مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ جانتے ہوئے کیا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اُن کے سوا ایسا نہیں ہے جو اس عظیم کام کو انجام دے سکے۔

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ یَتَبَوَّاُ مِنْھَا حَیْثُ یَشَآءُ ط نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

﴿سورۃ یوسف۔ ۵۶﴾

اور اسی طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسفؑ کے لئے اقتدار کی راہ ہموار کی۔ وہ مختار تھا کہ اس میں جہاں چاہے جگہ بنائی۔ ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں۔ ہم نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

حضرت یوسفؑ کو کہاں سے اٹھایا' اور کہاں پہنچایا' کنویں کی تاریکی سے نکالا' ذروں کو اٹھانا اور ان کو رشک خورشید بنانا صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اس وقت سیّدنا حضرت یوسفؑ کی عمر تیس (۳۰) برس تھی۔

جس دم دوست نبی اللہ دا' آوڑیا سرکارے

ادہوں شاہ سلامی ہویا ہور اکابر سارے

تریہہ (۳۰) گز تخت سنہری سوہنا زینت حد نہ کوئی

فرش عجیبہ موتیاں جڑیا خبر کتابوں ہوئی

پایا اس پر قدم مبارک یوسفؑ ماہ کنعانی

نور جمالوں چانن ہویا چمکے چن نورانی

یوسفؑ ملک بھر کے دورے پر

سیّدنا یوسفؑ نے پورے مصر کا دورہ کیا۔ آپ نے کسانوں کو اپنی کاشت پر بھرپور توجہ دینے پر زور دیا سات برسوں میں آپ نے دن رات کی توجہ سے بھرپور پیداوار حاصل کی اور گندم کے خوشے بالیاں الگ کرالیں۔ سات برس گزر گئے تو قحط شروع ہوگیا۔ سبزہ زمین سے غائب ہوگیا۔ یہی موقع تھا جس کی تیاری سیّدنا حضرت یوسفؑ نے کر رکھی تھی۔ آپ نے پورے مصر میں اعلان کرادیا کہ جن لوگوں کے پاس غلہ نہیں ہے وہ بھی غلہ لے جاسکتے ہیں۔ آپ نے انتظامیہ پر کڑی نگرانی رکھی۔ کہ کہیں بھی مملکت میں کوئی رعایا پر زیادتی نہ کرے۔

تے یوسفؑ نے رجھ نہ کھادا برساں ست کدائیں ○ تھوڑا قدر کفایت کھاوے جان بچاون تائیں

کہیا غلاماں نے حضرت یوسفؑ مال غلہ سب تیرا ○ حضرت یوسفؑ رجھ نہ کھاویں تے جھلیں درد گھیرا

کہیا یوسفؑ نے جے رجھ کھویاں بھکے یاد نہ آون ○ کیا جواب دیاں گا بھلکے جدوں اللہ پکڑ منگاون

''اے کاش! آج کے حکمران بھی رعایا کے ہمدرد' مونس' غم خوار بنیں'' آمین۔

چھٹا خطبہ

یَعقُوبُ یُوصی اَبْنَاءَہُ الذَّاھِبِیْنَ اِلیٰ مِصرَ

سیّدنا یوسفؑ کے دس بھائی بھی غلہ لینے کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ پہنچنے پر یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا۔ البتہ وہ آپ کو نہ پہچان سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یوسفؑ کو انہوں نے خاصی چھوٹی عمر میں کنویں میں پھینکا تھا پھر آپ کے بھائی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس کو انہوں نے اپنے راستے کا کانٹا سمجھ کر اپنے خاندان سے دور کر دیا تھا وہ آج مصر کا حکمران بن گیا ہے۔ غلہ خریدنے کے بعد جب برادران جانے لگے تو آپ نے انہیں روک لیا اور پوچھا کہ وہ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ تم نے بتایا ہے کہ ہم بارہ بھائی ہیں تو غلہ خریدنے دس کیوں آئے ہیں باقی دو کہاں ہیں؟

انہوں ے جواب دیا کہ ہمارا گیارھواں بھائی صحرا میں گم ہو گیا تھا جبکہ بارھواں بھائی گھر پر ہے اسے ہمارے والد محترم نے ہمارے ساتھ آنے کی اجازت نہیں دی۔

چھوٹے بھائی کی طلب

سیّدنا یوسفؑ نے فرمایا آئندہ اپنے سوتیلے بھائی کو میری پاس ضرور لانا۔ اگر تم اسے نہ لائے تو میرے پاس تمہارے لئے کوئی غلہ نہیں ہے۔ اس پر بھائیوں نے کہا کہ ہم کوشش کریں گے۔

سیّدنا یوسفؑ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا کہ ان لوگوں نے غلے کے عوض جو مال دیا ہے۔ وہ چپکے سے ان کے سامان میں ڈال دو۔ بھائی خوشی خوشی کنعان پہنچے۔ جانوروں سے غلہ اتارا قیمت دیکھی تو اور بھی خوش ہوئے۔ بیٹوں نے سیّدنا حضرت یعقوبؑ کو عزیز مصر کی سخاوت اور دریا دلی تفصیل سے بتائی۔ آپ نے فرمایا۔

ایہہ خصائل باجھ پیغمبر مشکل نظریں آون

والی مصر پیغمبر ہوسیٔ صفتاں ایہہ بتاون

ویکھو شہر مصر دے والیٔ کیا احسان کمایا

دانے دے کر مال اساڈا بوری اندر پایا

بیٹوں نے عرض کی اے ابا حضور۔ انہوں نے بنیامین کو بھی بلایا ہے اور عزیز مصر نہائت ہی مہربان انسان ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے بنیامین کو بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔ لیکن بھوک اور فاقوں کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو گئے اور فرمایا کہ تم اللہ کے نام پر مجھ سے وعدہ کرو کہ بنیامین کی ہر طرح سے حفاظت کرو گے۔ بیٹوں نے وعدہ کیا کہ ہم بنیامین کی حفاظت کریں گے۔

بنیامین

آپ نے انہیں نصیحت کی کہ میرے بچو! مصر کے دارلسلطنت میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا۔ یہ مشورہ سیاسی اسباب کی بنا پر تھا۔ حضرت یعقوبؑ کو اندیشہ ہوا کہ اس قحط کے زمانے میں اگر یہ لوگ ایک جتھا بنے ہوئے وہاں داخل ہونگے تو شاید انہیں مشتبہ سمجھا جائے اور یہ گمان کیا جائے کہ یہاں لوٹ مار کی غرض سے آئے ہیں۔ دوسرا یہ بھی کہ میرے بیٹوں کو نظر نہ لگ جائے۔ وہ اپنے باپ کی ہدایت کے مطابق شہر کے متفرق دروازوں سے داخل ہوئے اور سیّدنا

حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان لیا۔

بنیامین اور یوسفؑ کی ملاقات

روایات میں ہے کہ بنیامین کے جسم پر ایک خوبصورت چادر تھی جس پر یوسفؑ 'یوسفؑ' لکھا تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟

بنیامین کہیا کہ آہا' میرا یوسفؑ بھائی
ہویا شہید جنگل وچہ باہر دے گیا جام جدائی
برقعے تھیں جس ویلے یوسفؑ باہر ہتھ لیاندا
بنیامین رُنّا بھر آہیں راوی ذکر سناندا
بنیامین کہیا اج دتی یوسفؑ فیر وکھالی
ہک نشانی نظریں آئی یار پیارے والی

سیّدنا یوسفؑ نے فرمایا۔

اِنِّیٓ اَنَا اَخُوۡکَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ○ ﴿سورۃ یوسف۔۶۹﴾

میں تیرا ہی بھائی ہوں جو کھویا گیا تھا۔ اب تو ان باتوں کا غم نہ کر جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں۔

چوری اور تلاشی

سیّدنا یوسفؑ جب سامان لدھوانے لگے تو اس نے اپنے بھائی بنیامین کے سامان میں پیمائش کا پیالہ (کٹورا) رکھدیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا۔ اے قافلے والو! تم لوگ چور ہو۔ انہوں نے پلٹ کر پوچھا کہ تمہاری کیا چیز کھوئی ہے؟

سرکاری ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا پیمانہ۔

بھائیوں نے کہا۔ خدا کی قسم ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے۔ ہم

چوریاں کرنے والے نہیں ہیں۔ ملازموں نے کہا کہ اگر تمہاری بات جھوٹی نکلی تو چور کی کیا سزا ہے؟

انہوں نے کہا کہ اس کی سزا جس کے سامان میں سے پیمانہ نکلے وہ آپ ہی اپنی سزا میں رکھ لیا جائے۔ ہمارے ہاں شریعت ابراہیمیؑ میں ایسے ظالموں کو سزا دینے کا یہی طریقہ ہے۔ کارندوں نے یوسفؑ کے سامنے بوریوں کی تلاشی لی۔ پیمانہ بنیامین کے سامان سے نکل آیا۔ یہ دیکھ کر ایک بھائی بولا یہ چوری کرے تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے اس کا بھائی یوسفؑ بھی چوری کر چکا ہے۔ سیّدنا یوسفؑ ان کی یہ بات سن کر ضبط سے کام لیتے ہیں اور حقیقت اُن پر نہ کھولی۔ بس اتنا کہا کہ تم لوگ بڑے ہی برے ہو۔

بھائیوں نے کہا۔

یَآ اَیُّھَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ج اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ ﴿سورۃ یوسف۔۷۸﴾

اے سردار ذی اقتدار! بنیامین کا باپ بہت ہی بوڑھا آدمی ہے اس کی جگہ آپ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے۔ ہم آپ کو بڑا ہی نیک نفس انسان پاتے ہیں۔

یوسفؑ نے فرمایا ''مُعَاذَ اللّٰهِ'' ''پناہ خدا'' دوسرے کسی شخص کو ہم کیسے رکھ سکتے ہیں۔ اب وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کریں؟ ان میں سے جو سب سے بڑا تھا۔ وہ بولا۔ تم جانتے نہیں ہو کہ تمہارے والد تم سے خدا کے نام پر کیا عہد و پیمان لے چکے ہیں اور اس سے پہلے یوسفؑ کے معاملہ میں جو زیادتی تم کر چکے ہو وہ بھی تم کو معلوم ہے اب تو میں ہرگز یہاں نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ میرے والد مجھے اجازت نہ دے دیں یا پھر اللہ ہی میرے حق میں فیصلہ فرما دے اس نے کہا کہ تم جاؤ اور والد گرامی سے عرض کرو۔

تیرے بیٹے نے چوری کی ہے

یٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَکَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ۝

﴿سورۃ یوسف۔۸۱﴾

اے ابا جان: تیرے بیٹے نے چوری کی ہے۔ہم نے اسے چوری کرتے ہوئے نہیں دیکھا جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے بس وہی ہم بیان کررہے ہیں۔اور ہم غیب کی نگہبانی نہیں کرسکتے۔

بیٹے کے لئے باپ کی صفائی

سیّدنا حضرت یعقوبؑ کے ذہن میں ان کا وہ جھوٹ تازہ ہوگیا جوانہوں نے یوسفؑ کے بارے میں گھڑا تھا۔بولے! بنیامین ہرگز چوری نہیں کرسکتا یہ محض جھوٹ ہے۔

عرضاں سن یعقوبؑ پیغمبر ایہہ فرمان سناوے
بنیامینے پاسوں ایسا عمل نہ کیتا جاوے
دائم روزہ عادت اس دی کدی نہ غافل ہووے
نیئں تاں دردوں رب ول ہووے نیت نماز کھلووے

لیکن میں صبر ہی کو اپنا طریقہ بناتا ہوں۔مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دونوں بیٹوں کو ایک دن ضرور ملائے گا۔اور فرمایا۔

یوسفؑ کے غم میں آنکھیں سفید

یٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ۝

﴿سورۃ یوسف۔۸۴﴾

ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولے ہائے یوسفؑ۔ وہ دل ہی دل میں غم سے گھٹے جارہے تھے اور آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں۔

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگ دا تیرا
جے اِک قطرہ مینوں دیویں کم بن جاوے میرا

بیٹوں نے کہا اے ابا جان! خدارا آپ تو بس یوسفؑ ہی کو یاد کیے جاتے ہیں اور نوبت یہ آ گئی ہے کہ غم میں آپ اپنے آپ کو گھلا دیں گے یا اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔ یعقوبؑ نے فرمایا۔

دعائے یعقوبؑ

اِنَّمَآ اَشْكُوا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۝ ﴿سورۃ یوسف۔۸۶﴾

میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ سے جیسا میں واقف ہوں تم نہیں ہو۔

رحم کر یعقوبؑ پر پروردگار ۝ فضل کر اپنا الٰہیٰ آشکار
روتے روتے میری بینائی گئی ۝ اس الم کی اب نہیں طاقت رہی

دربعض تفاسیر ہست' کہ چوں یعقوبؑ گفت'

"اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ"

حق سبحانہ و تعالیٰ وحی فرستاد کہ اے یعقوبؑ بعزت و جلال من' کہ اگر یوسفؑ و بنیامین مردہ بودندے بایں نالہ کہ تو کردی من ایشاں را زندہ ساختہ بتو باز رسانید مے۔

"بعض تفاسیر میں ہے کہ جب سیّدنا حضرت یعقوبؑ نے دعا مانگی۔

"اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ"

تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ اے یعقوبؑ مجھے اپنے جلال اور عزت کی قسم ہے اگر تیرے دونوں بیٹے یوسفؑ اور بنیامین مر بھی گئے ہوتے تیری اس فریاد اور دعا کے بعد میں ان کو دوبارہ زندہ کر کے تیرے سپرد کر دیتا۔

میرے بچو! جاؤ۔ یوسفؑ کو اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

برادران تیسری مرتبہ غلہ لینے کے لئے پھر مصر پہنچے اور بنیامین کو قیدیوں کی بجائے معزز اور باوقار طریقے سے یوسفؑ کے ساتھ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور عرض کی۔

یٰۤاَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَھْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَۃٍ مُّزْجٰۃٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا ط اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ○

﴿سورۃ یوسف۔ ۸۸﴾

"اے سردارِ با اقتدار، ہم اور ہمارے اہل و عیال سخت مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہم کچھ حقیری پونجی لے کر آئے ہیں۔ آپ ہمیں بھرپور غلہ عنایت فرمائیں اور ہم کو صدقہ بھی دیں۔ اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔"

دردناک مکتوب

انہوں نے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کا ایک دردناک تفصیلی خط بھی شاہ مصر کو پیش کیا۔ حضرت یوسفؑ باپ کا خط پڑھ کر زار و قطار رونے لگے۔

لَمَّا قَرَءَ کِتَابَ اَبِیْہِ یَعْقُوْبَ اِرْتَعَدَتْ مُفَاصِلُہٗ وَاقْشَعَرَّ جِلْدُہٗ وَلَانَ قَلْبُہٗ وَ کَثُرَ بُکَاؤُہٗ۔ ﴿تفسیر کبیر رازی﴾

''جب یوسفؑ نے اپنے باپ یعقوبؑ کا خط پڑھا تو آپ کا جوڑ جوڑ کانپنے لگا اور آپ کے جسم پر لرزہ طاری ہوا اور آپ کا دل نرم ہوا اور آپ کثرت سے رونے لگے۔

میں فرزند اسحاقؑ نبی دا جس نوں شان اچیری
ابراہیمؑ خلیل ربانا جد مبارک میری
پڑھ بسم اللہ اوس تھیں پچھے لکھاں سلام تساں نوں
اے شاہ ملک مصر دے والی تیرا یاد نہ نام اساں نوں
اول یوسفؑ دلبر سوہنا اکھاں دی روشنائی
کھیڈن گیا نہ مڑ کر آیا خبر نہ لگی کائی
جنگل وچہ بگھیاڑاں کھادا سوہنا دلبر جانی
کرتا اس دا لہو دا بھریا ساڈے کول نشانی
جو کجھ اس دی بوری وچوں نکلیا مال تساڈا
اوہ کم بنیامین نہ کیتا ایہہ یقین اساڈا

یوسفؑ کا خط کو پڑھنا

سیّدنا یعقوبؑ کے مکتوب نے ''رقیق القلب'' بیٹے کے دل کو ہلا دیا۔ حضرت یوسفؑ یہ خط پڑھ کر کانپ اٹھے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو راز ظاہر کرنے کی اجازت دے دی۔ یوسفؑ نے فرمایا۔

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ○

﴿سورۃ یوسف۔۸۹﴾

''تمہیں کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جبکہ تم نادان تھے؟''

انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جو شخص تخت پر بیٹھا ہے وہ یوسفؑ ہی ہے۔ دہشت اور حیرت سے برادران پوچھنے لگے۔

قَالُوْآ ءَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ ط قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَھٰذَآ اَخِیْ

﴿سورۃ یوسف۔۹۰﴾

انتظار ختم، راز کھول دیا

کیا تم یوسفؑ ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی تقویٰ وصبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا جاتا۔ انبیاءؑ کی یہ قوتیں کچھ ان کی ذاتی نہ تھیں بلکہ اللہ کی بخشش سے ان کو ملی تھیں۔

برادران یوسفؑ کو جب پوری طرح یقین ہو گیا کہ جس بھائی کو ہم نے کنویں میں پھینکا، پتھر مارے، ظلم کیا، آج وہی مصر کا تاجدار ہے تو سر جھکا کر بیک زبان بولے۔

قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ٥

﴿سورۃ یوسف۔۹۱﴾

”بخدا کہ تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی اور واقعی ہم خطا کار تھے۔“

یوسفؑ نے معافی دے دی

سیّدنا حضرت یوسفؑ نے جب دیکھا کہ برادران غلطی کا اعتراف کر کے معافی کے طلبگار ہیں تو طبع کریم میں جوش آیا اور حلم و کرم سے فرمایا۔

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ط یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ٥

﴿سورۃ یوسف۔۹۲﴾

آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ اللہ تمہیں معاف فرمائے وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

دیکھو رب نے اپنے فضلوں کیا احسان کمایا

بردہ عاجز میں پردیسی صاحب تخت بنایا

"یہی وہ شانِ کریمی، عالی ظرفی، عفو و درگزر ہے جس کا نام "یوسف" ہے"

آقاؑ نے بھی معاف کر دیا

فتح مکہ کے دن نبی اکرمؐ کے سامنے آپ کے دشمن سر جھکائے خوف زدہ کھڑے تھے۔ آپؐ نے فرمایا! اے مکہ والو! آج میں تمہیں وہی جواب دیتا ہوں جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیا تھا۔ بیشک تم میرے بھائی ہو۔

اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءَ ﴿زاد المعاد لامام ابن قیم الجوزیؒ﴾

جاؤ تم آزاد ہو، آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے اور نہ کوئی ملامت ہے۔

سیّدنا یوسفؑ نے فرمایا اے میرے بھائیو!

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَأْتِ بَصِيْرًاۚ وَأْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿سورۃ یوسف۔۹۳﴾

جاؤ میرا یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے منہ پر ڈال دو ان کی بینائی پلٹ آئے گی، اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ۔

•••••••

ساتواں خطبہ

یَعْقُوْبُ وَ رِیْحُ یُوْسُف

دوسری طرف یعقوبؑ اپنے خاندان کے لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پیغمبر بھی تھے۔ پیغمبر کے والد بھی تھے۔ پیغمبر کے بیٹے بھی۔ اور پیغمبر کے پوتے بھی۔ آپ کی سونگھنے کی قوت کا کون اندازہ کرسکتا تھا؟

خوشبوئے یوسفؑ

جب قافلہ مصر سے قمیص لے کر چلا تو وہ بول پڑے۔

اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ○

﴿سورۃ یوسف۔۹۴﴾

بیشک میں یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ تم لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگو کہ میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں۔

اے اولاد کہے پیغمبر اج بُو یوسفؑ دی آوے
جے نہ آکھو ہوش ٹکانے بڈّھا وہم الاوے

اہل خاندان نے کہا کہ اے یعقوبؑ اب کہاں "ریح یوسف" "خوشبوئے یوسفؑ" آپ یوسفؑ کے معاملے کو کب دل سے نکالیں گے ضرور آپ کی عقل کو کچھ ہو گیا ہے۔ حضرت یعقوبؑ دل ہی دل میں مسکرا دیئے اور مصر سے لوٹنے والے قافلے کا انتظار کرنے لگے۔

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے نبیوں کو دور کی خبر دیتا ہے اور جب خدا نہیں چاہتا تو قریب سے قریب بھی بعید ہو جاتا ہے۔

شیخ سعدی شیرازیؒ رقمطراز ہیں۔

یکے پُرسید ازاں گم کردہ فرزند ○ کہ اے روشن گہر پیر خردمند

زمصرش بوئے پیراہن شمیدی ○ چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی

بگفت احوال ما برق جہاں است ○ دمے پیدا و دیگر دم نہاں است

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ○ گہے بر پُشت پائے خود نہ بینم

حضرت یعقوبؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ اے عقل مند روشن دِل بوڑھے تو نے اپنے صاحبزادے پیارے یوسفؑ کی خوشبو مصر سے سونگھ لی۔ مگر کنعان کے کنویں میں جو صرف نو (۹) میل کے فاصلہ پر تھا اسے نہ دیکھ سکا۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ ہمارے حالات تو چمکنے والی بجلی کے سے ہیں جو یک دم ظاہر ہوتی ہے پھر فوراً پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کبھی تو ہم بلند بالا خانے میں بیٹھے ہوتے ہیں اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت بھی ہمیں نظر نہیں آتی۔

بینائی لوٹ آئی

برادران جب کنعان واپس پہنچے تو انہوں نے شرمسار نگاہوں سے سارا واقعہ باپ کو کہہ سنایا۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے تمہاری بخشش کی دعا کروں گا۔ بھائیوں نے سیّدنا حضرت یوسفؑ کی دی ہوئی قمیص حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آپ کی بینائی لوٹ آئی۔

مولانا سیّد احمد حسن دہلویؒ ''احسن التفاسیر'' میں رقمطراز ہیں کہ آنکھوں کا اچھا ہو جانا یہ ''کرتۂ یوسفؑ'' کی برکت اور حضرت یوسفؑ کا معجزہ ہے۔

یعقوبؑ کی مصر کو روانگی

بیٹوں نے یہ پیغام بھی دیا ہے کہ یوسفؑ نے سارے خاندان کو مصر بلایا

ہے۔ سیّدنا حضرت یعقوبؑ ایک قافلہ کی صورت میں مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جیسے ہی قافلہ مصر کے قریب پہنچا پہرے داروں نے سیّدنا یوسفؑ کو خبر پہنچا دی۔ آپ خود اپنے والد محترم اور خاندان والوں کے استقبال کے لئے شہر سے باہر پہنچ گئے۔ وہ دن جشن کا تھا۔ سارے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

باپ بیٹے دی کرن زیارت نوری فوجاں آئیاں
نال محبت چاروں طرفیں ادبوں صفاں بنائیاں
سوہنا گھوڑا تے سوہنا یوسفؑ سوہنا حسن سہاوے
جتوں نظر مبارک پاوے طبق زمین ہلاوے

باپ بیٹے کی ملاقات

اٹھارہ (۱۸) سال بعد جب غم زدہ یعقوبؑ کے ساتھ سیّدنا یوسفؑ ملے تو وہ ایک عجیب منظر تھا۔ دونوں باپ بیٹے نے جدائی کے غموں کو آنسوؤں سے دھو ڈالا۔ یہ آنسو خوشی کے بھی تھے اور شکر کے بھی۔

تَاْوِیْلُ رُؤْیَا یُوْسُفَ مِنْ قَبْلُ

سیّدنا حضرت یوسفؑ اپنے خاندان کو شاہی محل میں لائے۔ دربار لگا۔ آپ نے اپنے والد محترم کو اور اپنی سوتیلی ماں کو اپنی شاہی کرسی کے پاس خاص جگہ دی۔ جب سیّدنا حضرت یوسفؑ تخت پر بیٹھے تو بھائیوں سمیت تمام لوگوں نے یوسفؑ کی جھک کر تعظیم کی۔ اور سجدہ کیا۔ اس طرح اس خواب کی تعبیر حقیقت میں ڈھل گئی جو انہوں نے لڑکپن میں دیکھا تھا۔

خواب حقیقت بن گیا

سیّدنا حضرت یوسفؑ نے اس موقع پر والد سے عرض کی۔

یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ٘ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ط

﴿سورۃ یوسف۔۱۰۰﴾

اے ابا جان، یہ تعبیر ہے میری اس خواب کی جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ میرے رب نے اسے حقیقت بنا دیا ہے۔

"O my father! This is the interpretation of my vision of old. My Lord has made it come true!"

اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لا کر مجھ سے ملایا۔ حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال چکا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا رب غیر محسوس تدبیروں سے اپنی مشیت پوری کرتا ہے۔ بے شک وہ علیم اور حکیم ہے۔

اللہ کا شکر

اس موقع پر سیّدنا یوسفؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے دعا فرمائی۔

رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَ عَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۟ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ○ ﴿سورۃ یوسف۔۱۰۱﴾

اے میرے رب' تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھایا۔ زمین و آسمان کے بنانے والے' تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

"My Lord! You have indeed destowed on me (something) of Sovereignty, and taught me (something) of the interpretation of dreams and other things Creator of the Heavens and the Earth, You are my Protector in this world and in the Here-after. Take You my soul (at death) as one submitting to Your Will (as a Muslim) and join me with the righteous."

یوسفؑ کہے خدا وند میرا لائق حمد ثنائیں
قیدوں بخش خلاصی سانوں تخت دتا رب سائیں
شام کنعانوں رخصت کر کے دوست ماں پیو بھائی
پاس میرے وچ مصر لیاندے دل دی آس پہنچائی
کھوہ والا کجھ حال یوسفؑ نے کوئی نہ ذکر سنایا
مت شرمندہ ہوون بھائی حلموں پردہ پایا

سیّدنا حضرت یوسفؑ کا خاندان مصر میں ایک علیحدہ بستی میں آباد ہو گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت یعقوبؑ نہیں چاہتے تھے کہ مصر کی شہری زندگی کی کثافتیں

انہیں دیہاتی زندگی کی پاکیزگی سے محروم کر دیں۔

یعقوبؑ کی وفات

تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ سیّدنا یعقوبؑ کی وفات ایک سو پینتالیس (۱۴۵) برس کی عمر میں مصر میں ہوئی۔ اور سرزمین شام میں سیّدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیّدنا حضرت اسحاقؑ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سیّدنا حضرت یوسفؑ نے تقریباً ایک سو دس (۱۱۰) برس کی عمر میں مصر میں وفات پائی۔

یوسفؑ کا انتقال

حضرت یوسفؑ کے انتقال کی خبر فوری طور پر پورے مصر میں پھیل گئی۔ اہل مصر پیغمبر کے دیدار کے لئے در یوسفی پر جمع ہو گئے اور آپ کے غسل و کفن کی تیاری ہوئی۔ حضرت یوسفؑ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے خاندان والوں سے عہد لیا تھا کہ وہ آپ کو مصر میں عارضی دفن کریں گے۔ جب بنی اسرائیل فلسطین میں دوبارہ واپس جائیں تو آپ کا جسم وہیں لے جا کر سپرد خاک کریں۔ چنانچہ آپ کے جسم مقدس کو عارضی طور پر دریائے نیل کے قریب دفن کیا گیا۔

آہ یوسفؑ ہو گئے حق کی رضا ○ جن پہ جاری ہو گیا حکم خدا
موت نے ان کو بھی بس چھوڑا نہیں ○ ان کو بھی پہنچا دیا زیر زمین
بادشاہ مصر تھے اور تھے نبی ○ موت نے اس کی بھی کچھ پروا نہ کی

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو چار سو (۴۰۰) سال بعد جب ساتھ لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو حضرت یوسفؑ کے تابوت کو یہاں سے لے کر نکلے اور آپ کے خاندان کے قریب ملک شام فلسطین میں ''بلاطہ'' گاؤں میں دفن کر دیا گیا۔

واقعہ سے عبرتیں

☆ ماہِ کنعانی سیّدنا حضرت یوسفؑ کی مقدس سیرت کا ہر ہر پہلو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

☆ یہ واقعہ "حُسنِ یوسفؑ" ہمیں ابتلاؤں میں صابر وشاکر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

☆ حاسد بھائیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا درس دیتا ہے۔

☆ ہر مصیبت کے بعد راحت ملتی ہے۔

☆ یہ "احسن القصص" جواہر و بصائر سے لبریز ہے۔ جو ہمارے سامنے ایک سچے مومن کی سیرت کا عجیب ودلکش نقشہ پیش کرتا ہے۔

☆ کہ اگر ایک مردِ مومن بھی خالص اسلامی اخلاق' اور ایمانی فراست وحکمت کا حامل ہو تو وہ تن تنہا' اپنے اخلاق اور اپنی حکمت کے زور سے اسلامی انقلاب برپا کرسکتا ہے۔

☆ اور مومن کی اخلاقی طاقت' فوج' اسلحہ اور سروسامان کے بغیر بھی ملک فتح کرسکتی ہے۔

☆ دعائے یوسفؑ "تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ٥"

کے الفاظ امت مسلمہ کے لئے درس عبرت ہیں۔ کہ دنیا کی بڑی سلطنت مصر پر فرماں روائی کرنے والا آخر میں خدا سے مانگتا ہے تو یہ' کہ دنیا میں جب تک زندہ رہوں تیری بندگی وغلامی پر ثابت قدم رہوں اور جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دیا جائے۔

"کس قدر بلند اور کتنا پاکیزہ ہے یہ نمونۂ سیرت!"

ستارۂ امتیاز

اہل علم اور دردمندوں سے درخواست ہے کہ وہ اس عاجز بندے

خادم القرآن والحدیث پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری

ماجستیر فی اللغۃ العربیۃ' جامعہ بنجاب' (پنجاب یونیورسٹی)

و ماجستیر فی العلوم الاسلامیۃ' جامعہ بھاولبور' (بہاولپور یونیورسٹی)

بانی المرکز الاسلامی الجامعۃ الابراھیمیۃ کنگن پور ضلع قصور (پاکستان)

صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔ اور یہ مقالہ "حُسنِ یوسفؑ" جو "مِسکُ الْمَدِیْنَۃِ" کی زینت ہے۔ میرے دیگر مقالات "سِرَاجًا مُّنِیْرًا"، شان ابوبکر صدیقؓ، مقام فاروق اعظمؓ، شان عثمان غنیؓ، فضائل حضرت علیؓ کی طرح "شباب المسلمین" کی اصلاح کا سبب بنے اور وہ قدر شناس ہوں۔ اور یہ کہ اہل نظر اس سعی جمیل کو بنظر استحسان دیکھیں۔ ایک دن آئے گا یہاں نہ کوئی بلندی ہوگی نہ پستی' نہ کوئی شہر ہوگا نہ بستی' نہ کوئی وجود ہوگا نہ کوئی ہستی' نہ خم ہوگا نہ مستی' نہ سوز ہوگا نہ ساز' نہ ناز ہوگا نہ نیاز' نہ تاج ہوگا نہ تخت' اس دن فقط مالک الملک کی بادشاہی ہوگی یہ کاوش میرے اور میرے والدین و خاندان کی نجات کا ذریعہ بنے اور قارئین کے لئے باعث موعظت ہو۔ آمین

دعائے خیر

مزید دعا ہے کہ خدا کی زمین پر انقلاب اسلامی کی مکمل راہ ہموار ہو۔ آمین اور مستقبل میں میرا یہ مقالہ میرے لئے ملک وقوم کی طرف سے "ستارہ امتیاز" کا موجب بن کر

"کہ از بوئے دل آویزے تو مستم"

کا مصداق ہو۔ ع۔ "گر قبول افتد زہے عز وشرف" آمین یارب العالمین ○

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

باب سوم

پروانے کو چراغ ، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے، خدا کا رسولؐ بس

مقام
حضرت ابوبکر صدیقؓ

تألیف

خادم القرآن والحدیث
علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور
ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی ○ ایم اے اسلامیات بہاولپور یونیورسٹی

ترتیب وتزئین

صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری۔ فاضل علوم شرقیہ ووفاق المدارس

شعبہ تصنیف و تبلیغ الجامعہ الابراہیمیہ
بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)

فہرست مضامین

باب سوم

پہلا خطبہ

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۝ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۝

اَمَّا بَعْد :

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝

﴿الزمر۔۳۳﴾

اور جو شخص سچائی لیکر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ مانا وہی عذاب سے بچنے والے (متقی) ہیں۔

''وآنانکہ آورد دین راست را، وآنانکہ باور داشت آں را آن جماعت ایشانند متقیاں''

برادرانِ اسلام: تحمید وتکبیر اور ان گنت درود وسلام کے بعد۔ آج کے مقالہ میں میری حاضری کا مرکزی ہدف، عنوان، خلیفۂ اوّل، امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذاتِ اقدس ہے جو متفق علیہ۔ جس میں عوام الناس کے لئے بصائر، موعظت اور عبرتوں کا عظیم مخزن ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے۔

گردان

سرورِ کائناتؐ، فخرِ موجوداتؐ، پیرِ کاروانِ حیاتؐ، آئینہ رمزِ آیتؐ،

معیارِ تکمیل کتابؐ، روح روان یوم حسابؐ، مشعل راہِ ہدایتؐ، راہبر راہِ طریقتؐ، زینت بزمِ رسالتؐ، نازش انسانیتؐ، نگہبان آدمیتؐ، منبع بحر شریعتؐ، چارہ ساز درد ملتؐ، قاسم انوار وسنتؐ۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک صحابیہ عورت حاضر ہوئی اور کسی مسئلے کے بارے میں استفسار کیا۔ آپؐ نے فرمایا دوبارہ آنا اور سوال کرنا۔

ابوبکرؓ کے پاس آنا

"فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ، قَالَ ﷺ: إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ"

﴿بخاری شریف﴾

اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر میں دوبارہ آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں یعنی آپؐ وفات پا چکے ہوں تو پھر کیا حکم ہے؟ اور کس سے مسئلہ پوچھوں۔

آپ نے کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی مقدس و مطہر زبان سے ارشاد فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آنا۔

Narrated Jubair bin Mut'im ﷺ: A woman came to the Prophet ﷺ who ordered her to return to him again. She said, "What if I came and did not find you?" as if she wanted to say, "If I found you dead?" The Prophet ﷺ said, "If you should not find me, go to Abu Bakr ؓ."

سبحان اللہ! کیا مقام ہے اس عظیم ہستی کا جس کی کنیت ابوبکرؓ تھی۔ جس کا کا نام قبل از اسلام "عبد الكعبة" تھا قبول اسلام کے بعد حضرت محمد ﷺ نے آپؓ کا نام عبداللہ رکھا لقب "صدیقؓ" ملا۔

تفسیر مجمع البیان میں علامہ طبرسی نے رقم کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ٥

﴿الزمر۔۳۳﴾

اور جو شخص سچائی لیکر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ مانا وہی عذاب سے بچنے والے (متقی) ہیں۔

تو ابوبکرؓ کا لقب ''صدیقؓ'' ہوگیا۔ آپ کا لقب ''عتیقؓ'' بھی ہے جس کے معنی آزاد کے ہیں۔

ام المؤمنین، صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی اکرمؐ کے پاس ابوبکر صدیقؓ آئے۔ آپؐ نے فرمایا جو کوئی جہنم کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا پسند کرے وہ حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ لے۔

''اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ'' یہ دوزخ سے آزاد ہے۔ ﴿ترمذی شریف﴾

آپؓ مکہ مکرمہ کے رئیس سرداروں میں سے ایک تھے۔ بڑے مہمان نواز، بردبار، سلیم الطبع، اور حق پسند تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

نبوت کی مقدس ومطہر زبان سے آپؓ کو یہ تمغہ ملا۔

''اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ''

میری امت میں سب سے زیادہ رحیم وکریم ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

ایمانِ ابوبکرؓ

ایمان ابوبکرؓ کا تذکرہ خود سردارِ دو جہاںؐ نے ان الفاظ میں فرمایا:

''مَادَعَوْتُ اَحَدًا اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ فِیْہِ عِنْدَہٗ کَبْوَۃٌ

وَنَظَرٌ وَ تَرَدُّدٌ اِلَّامَا کَانَ مِنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ"

﴿سیرت ابن ہشام﴾

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے علاوہ میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے پس و پیش کیا۔ مگر صدیق اکبرؓ نے دعوت اسلام کو سنتے ہی سر تسلیم خم کیا۔

اول ہے جو تصدیق رسالتؐ کے شرف میں
دنیا میں وہی پہلا مسلمان ہے صدیقؓ

معراج کی تصدیق میں بھی سب سے مقدم
اسلام کی منہ بولتی برہان ہے صدیقؓ

ہجرت کا سفر جنگ احد، غار کی خلوت
سرکارؐ کے ہمراہ ہر آن ہے صدیقؓ

مرقد میں بھی پابوسی کا اعزاز ہے قائم
قدموں میں رسالتؐ کے ہر آن ہے صدیقؓ

قرآن نے جسے "ثَانِیَ اثْنَیْنِ" کہا ہے
ہاں قرب پیغمبرؐ کا وہ فرمان ہے صدیقؓ

ممنون جس کا ہر اک، قاریٔ قرآن
لاریب کہ وہ "جامعِ قرآن" ہے صدیقؓ

گردان

یہ تو وہ ابو بکر صدیقؓ ہے جس کو "جانوروں کی آواز میں، ہر اک سوز و ساز میں، چڑیوں کی چہک میں، پھولوں کی مہک میں، جواہرات کی دمک میں، سبزے کی لہک میں، سورج کی چمک میں، سماؤسمک میں، درختوں کے رنگ میں، شیشہ و سنگ

میں، آہنگ رباب و چنگ میں، زمزمِ و کنگ میں، زمین کی نرمی میں، آتش کی گرمی میں، کواکب آسمانی میں، دریا کی روانی میں، پہاڑ کے ابھار میں، بیابان و مرغزار میں، خزان و بہار میں، ہواؤں کے چلنے میں، دریاؤں کے بہنے میں، فصلوں کے لہلہانے میں، آفتاب کے حسن میں، ماہتاب کی شعاؤں میں، آبشاروں کہکشاروں میں، سمندر کے قطرات میں، ریت کے ذرات میں" یا تو خدا کی وحدانیت نظر آئے گی یا پھر گیسوئے مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو نظر آئے گی۔

"مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ صدیقؓ کی سنگت رب کو بہت پسند آئی"

گردان

وہ صدیق اکبرؓ جو سفر کا ساتھی ہے، جو حضر کا ساتھی ہے، جو غار ثور کا ساتھی ہے، جو "المكة المكرمة" اور "المدينة المنورة" کا ساتھی ہے، جو بدر کا ساتھی ہے، جو احد کا ساتھی ہے، جو مزار کا ساتھی ہے، جو حوض کوثر کا ساتھی ہے، جو جنت الفردوس کا ساتھی ہے۔

جو احسان اساڈے کارن کیتا کسے پیارے
ادا کیتا اساں ہر دا بدلہ آکھیا نبیؐ سوہارے

ابوبکرؓ نے ساڈے اوپر جو احسان کمایا
اس نوں بدلہ اللہ دیسی پاک نبیؐ فرمایا

ستاروں کے برابر نیکیاں

ام المؤمنین بی بی صدیقہؓ، آقا کی رفیقہ، ازواج میں لئیقہ، کائنات میں باسلیقہ، شان میں عجیبہ، نہایت خوش نصیبہ، محبوب خدا کی حبیبہ، حضرت مائی عائشہؓ

فرماتی ہیں کہ میں روشن رات میں سردار دو جہاں ﷺ کے پاس تھی کواکب آسمانی کا منظر دیدنی تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ

”هَلْ يَكُوْنُ لِاَ حَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ“

کیا آسمان کے ستاروں کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں، اماں جی کا خیال تھا کہ نبی اکرمؐ میرے ابا جان حضرت ابوبکرؓ کا نام لیں گے۔ مگر سرکارِ مدینہؐ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی نیکیاں اتنی ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ

فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍؓ؟ میرے باپ ابوبکرؓ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟

صدیقؓ کی ایک رات

آپؐ نے فرمایا عمر فاروقؓ کی ساری عمر کی نیکیاں ایک طرف، تیرے باپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صرف ایک ہجرت والی رات کی نیکی ایک طرف۔ پھر بھی صدیق اکبرؓ کا پلڑا بھاری ہوگا۔ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

کہیڑے پاسے دل نوں توں لے گئیں ایں عائشہؓ

تے کناں خیالاں چے پے گئیں ایں عائشہؓ

تیرے ابا جی نے جو کھٹّی ہے کھٹّی

میرے نال وچہ غار جو رات کٹّی

عمرؓ دیاں نیکیاں سُن کے نہ گھابر

اوہ ساریاں اک رات دے نے برابر

وہ رات ہجرت والی تھی جب آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ ”المکۃ المکرمۃ“ سے ”المدینۃ المنورۃ“ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔

نوٹ: (ہجرت کے ایمان افروز واقعہ کو ہم اپنے مقالہ ''سِراجًا مُنیرًا'' میں تفصیل سے لائے ہیں۔)

معراج کی تصدیق

جملہ صحابہ کرامؓ میں کسی صحابی کو یہ مقام عُلیا نصیب نہ ہوا جو صدیق اکبرؓ کو ہوا۔ واقعۂ معراج جب سرکار دو جہاںؐ نے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو سن کر حیرت میں پڑ گئے حضرت صدیق اکبرؓ ہی تھے جنہوں نے تصدیق کی۔ اور دربار رسالتؐ سے ''صدیقؓ'' کا تمغہ حاصل کیا۔

ابوجہل نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کیا تم اس واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کے لئے تیار ہو؟ جواب دیا میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب باتوں پر ایمان لایا ہوں۔ ہمارے پیغمبرؐ کے پاس دن رات سیّد ملائکہ حضرت جبرائیلؑ رب العالمین کی طرف سے وحی لے کر آتے ہیں، میں اس کو تسلیم کرتا ہوں تو آپؐ کے معراج کے سفر کو لے جانے میں شک وشبہ کیسے کر سکتا ہوں۔

حضرت عمرو بن عاصؓ عرض کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرمؐ سے پوچھا۔ آپؐ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپؐ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے۔ عرض کیا یا رسول اللہ اُن کے بعد کون زیادہ محبوب ہیں؟ فرمایا حضرت ابوبکرؓ۔

نبی اکرم ﷺ نے صدیقؓ کو اپنے سے کبھی جدا نہیں کیا۔

جنت کے آٹھوں دروازے

حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں قیامت کے دن جنت کے آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے گا۔ ﴿بخاری شریف﴾

جس دروازیوں جنت جاؤ ہر طرفے منظوری
وچہ دربار نورانی کرسی، درجہ قرب حضوری

نبوت کے بعد "صدیقیت" کا مرتبہ ہے۔ ابوبکر صدیقؓ کو تمام احوال میں نبی اکرم ﷺ سے کمال مشابہت تھی۔ ظاہری رنگ میں بھی رنگے ہوئے اور باطنی نسبت میں بھی نبی اکرم ﷺ کے اتنا قریب تھے جیسے کوئی ذہین شاگرد اپنے کامل واکمل استاد کے قریب ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ انبیاء کرامؑ کے بعد سب سے افضل ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب ابوبکر صدیقؓ پر اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے بلا تأمل وتردد آپؐ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ" ﴿بخاری شریف﴾

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سب کی طرف مبعوث کیا ہے تم نے مجھے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے لیکن صدیق اکبرؓ ہی تھے جنہوں نے کہا کہ آپؐ سچ بولتے ہیں اور اپنے جان اور مال سے صدیقؓ نے میری مدد کی۔

صدیق اکبرؓ بلا فصل نبی اکرم ﷺ کے نائب تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کا طریقہ عمل وہی تھا جو نبی اکرم ﷺ کا تھا۔ اسی لئے آج ہمیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ اوّل بلا فصل ماننے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے۔

صدیقؓ پر شریروں کا حملہ

کعبۃ اللہ میں ایک روز سیّد الانبیاء ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن معیط

نے اپنی چادر سے حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک کو بھینچنا شروع کر دیا اسی دوران صدیق اکبرؓ تشریف لائے اور فرمایا:

"اَتقتُلُونَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ"

کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو فقط یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ کلمات سن کر چند شریر صدیق اکبرؓ پر ٹوٹ پڑے اور بہت زدوکوب کیا۔

﴿بخاری شریف﴾

میرے پیارے نبیؐ میرے پیارے نبیؐ سوہنے پیار دیاں کیا باتاں نے
رب امتی آکھے ہر ویلے غم خوار دیاں کیا باتاں نے
صدیقؓ پیر سوراخ تو چایا نہ ستا یار رھیا تے جگایا نہ
جس جھولی وچہ غم خوار ستا اس یار دیاں کیا باتاں نے
سوہنے چندے دا اعلان کیتا سارا پیش صدیقؓ سامان کیتا
چھڈی سوئی نہ جس نے گھر اندر ایثار دیاں کیا باتاں نے
میرے پیارے نبیؐ میرے پیارے نبیؐ سوہنے پیار دیاں کیا باتاں نے

چاروں خوبیاں صدیقؓ میں

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے پوچھا:

☆ "مَنْ اَصْبَحَ مِنکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا"

آج تم میں سے کون روزے دار ہے؟ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی حضور ﷺ میں نے روزہ رکھا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

☆ "فَمَنْ تَبِعَ مِنکُمُ الْیَوْمَ جنَازَۃً"

آج تم میں سے کون ہے جو جنازہ میں شامل ہوا ہے؟ صدیق اکبرؓ نے عرض کی آقاؐ میں نے جنازہ پڑھا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

☆ "فَمَنۡ اَطۡعَمَ مِنۡکُمُ الۡیَوۡمَ مِسۡکِیۡنًا"

تم میں سے کون ہے جس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ صدیق اکبرؓ نے عرض کی حضور میں نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

☆ "فَمَنۡ عَادَ مِنۡکُمُ الۡیَوۡمَ مَرِیۡضًا"

تم میں سے کون ہے جس نے آج مریض کی عیادت کی ہے۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے ہی بیمار کی عیادت کی ہے۔

"فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ مَا اجۡتَمَعۡنَ فِیۡ اِمۡرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الۡجَنَّۃَ" ﴿مسلم شریف﴾

آپؐ نے فرمایا سن لو جس میں یہ سب خوبیاں جمع ہو جائیں بلاشبہ وہ جنتی ہے۔

شمع رسالتؐ دا پروانہ ٥ جاندا جس نوں کل زمانہ

نام صدیقؓ رفیق نبیؐ دا ٥ خادم بنیا غاراں دا

بن یار نبیؐ دیاں یاراں دا

صدیقؓ کی تمنا

اوصاف عظیمہ کے حامل ہونے کے باوجود حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خشیت اور خوف الٰہی کا یہ عالم تھا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

کاش میں درخت ہوتا جس کو کاٹ لیا جاتا۔ اور عدالت خداوندی میں

حساب نہ دینا پڑتا۔

ایک دن فرمانے لگے اے کاش میں چڑیا ہوتا۔

ان فرامین سے صدیق اکبرؓ کی علوشان کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ہاں! یہ تو وہ صدیق اکبرؓ ہے جس نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب کو اپنے نزدیک تک نہ آنے دیا۔

دوسرا خطبہ

صدیقؓ کا سارا مال خدمت اقدسﷺ میں

صدیقؓ کے احسانات

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ میں نے ہر ایک کے احسانات کا بدلہ دے دیا ہے مگر ابوبکر صدیقؓ کے ہم پر اتنے احسانات ہیں جن کا بدلہ قیامت کے دن خدائے رب العالمین ہی عطا فرمائیں گے۔

﴿ترمذی شریف﴾

بہت احسان کیتے سر میرے ابو قحافہ جائے
ابوبکر صدیقؓ پیارے صفت نہ کیتی جائے

مزید آپﷺ نے فرمایا:

"مَانَفَعَنِی مَالُ اَحَدٍ قَطُّ"

کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جس قدر ابوبکر صدیقؓ کے مال نے نفع دیا ہے۔ ﴿ترمذی شریف﴾

فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت میرے پاس وافر مال موجود تھا۔

میں نے ارادہ کرلیا "اَلْیَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَکْرٍ" کہ آج میں ابو بکر صدیقؓ سے نیکیوں میں بڑھ جاؤں گا۔

فاروقؓ گھر کے کل سامان میں سے نصف مال لے آئے اور خدمت اقدس ﷺ میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے پوچھا اے عمرؓ۔ باقی گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ "مِثْلَهٗ" نصف مال گھر چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے گھر کا کل سامان لا کر رسول کریم ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

آپؐ نے پوچھا۔ ابو بکرؓ گھر کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ

"تَرَکْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" ﴿ترمذی شریف﴾

گھر میں تو اللہ اور اللہ کے رسول کا نام ہی چھوڑ آیا ہوں۔

عمر فاروقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج میں نے یقین کرلیا ہے کہ "لَا اَسْبِقُهٗ اَبَدًا" کہ میں صدیق اکبرؓ سے نیکیوں میں کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرتؒ آکھیا ابو بکرؓ نوں جس دن مائی جایا
خوش فرمان خداوند عالم جنت نوں فرمایا

اے جنت ایہہ لڑکا پیارا ایسا دوست مینوں
جو کوئی اس دا دوست ہوسی او ہوای ملسی تینوں

ہجرت کے وقت گھر میں جتنا مال تھا ساتھ لے لیا۔ آپؓ کے والد ابو قحافہ اپنی پوتی حضرت اسماءؓ (ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ) سے پوچھتے ہیں۔

ابو بکر صدیقؓ تمہارے لئے کچھ چھوڑ کر گیا ہے یا سب کچھ ساتھ لے گیا ہے؟ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے اس جگہ پتھر رکھ دیئے جہاں صدیق اکبرؓ رقم رکھا کرتے تھے اور کپڑا ڈال کر دادا سے عرض کی۔

"ضَعْ یَدَکَ یَا جَدِّیْ فَاِنَّہٗ قَدْ تَرَکَ لَنَا اَبُوْبَکْرٍ"

دادا اس مال پر ہاتھ رکھئے یہ مال ابوبکر صدیقؓ ہمارے لئے ہی چھوڑ کر گئے ہیں۔

عظیم باپ کی عظیم بیٹی پر ہزار بار آفریں ہے اپنے دادا کو کس طرح اطمینان دلا رہی ہے۔ سبحان اللہ۔

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

صدیقؓ سب سے زیادہ علم والے

حضرت ابوبکر صدیقؓ علم میں بحر بیکراں تھے۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَ بَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ ذٰلِکَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَبَکیٰ اَبُوْبَکْرٍ" ﴿بخاری شریف﴾

کہ اللہ پاک نے اپنے ایک بندے کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ دنیا میں ٹھہرنا چاہتے ہیں یا خدا کے ہاں جانا چاہتے ہیں تو اس بندے نے خدا کے پاس جانے کو پسند کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابوبکر صدیقؓ کے رونے پر بڑا تعجب کیا کہ اللہ پاک نے کسی بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ خدا کو پسند کرے یا دنیا کو تو وہ اللہ کو پسند کرتا ہے مگر صدیق اکبرؓ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟

مگر تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ ہمیں پتہ چل گیا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ اور آپؐ کا اس طرح فرمانا ہی ہمارے لئے آپؐ کی وفات کی اطلاع تھی۔ ہمیں پھر اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ ہم میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ ﴿بخاری و مسلم شریف﴾

نابینا بڑھیا کی خدمت

ابن عساکرؒ لکھتے ہیں کہ ۲۰ لاکھ مربع میل پر صدیق اکبرؓ کی خلافت و حکومت تھی مگر خدمت خلق، خداترسی، انکساری کا یہ حال تھا کہ آپؓ اپنے دور خلافت میں مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک نابینا بڑھیا کے لئے پانی اور ضروری سامان رات کی تاریکی میں خود مہیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کا حاکم لیکن تواضع کا یہ عالم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز دعا گو ہوں کہ آج امت محمدیہؐ میں کوئی صدیق اکبرؓ کے نقش قدم پر چلنے والا حکمران پیدا ہو آمین۔

نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کے لئے ہی فرمایا تھا۔

"اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ" ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

اے ابوبکرؓ تم میرے غار کے ساتھی ہو۔ حوض کوثر کے بھی ساتھی بنو گے۔

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی ٥ فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی ٥ شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی

جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

صدیقؓ کا نظم و نسق

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مدت خلافت صرف دو برس، تین ماہ، گیارہ دن تھی۔ یہ مدت بھی اسلامی مملکت کے داخلی اور خارجی معاملات کو سلجھانے، فتنوں کا سر کچلنے میں گزری۔ لیکن اس کے باوجود نظم و نسق پر خاص نگاہ رکھتے تھے۔ آپؓ نے مختلف علاقوں کے لئے علیحدہ علیحدہ حاکم مقرر فرمائے تھے۔

المکۃ المکرمۃ، طائف، صنعاء، حضرموت، خولان، زبید درمع، جند، بحرین، نجران، دولتہ الجندل، عراق، جرش، حمص، اردن، دمشق، فلسطین میں علیحدہ علیحدہ سربراہ تھے۔ مدینہ منورہ خود اپنی نگرانی میں تھا۔

امیر المومنین حضرت ابوبکرؓ جن علاقوں میں کسی کو حاکم مقرر فرماتے۔ ان پر بہت بھاری ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہوتی تھی کہ حاکم وقت از خود مسجد میں جا کر جمعتہ المبارک کا خطبہ دے گا اور امامت کے فرائض سرانجام دے گا۔

صدیقؓ کی مشاورتی کونسل

چونکہ اسلامی حکومت کی بنیاد قرآن وسنت پر تھی اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب بھی کوئی مشکل معاملہ پیش آتا تو سب سے پہلے اس کا حکم قرآن مجید میں تلاش کرتے۔ اور اگر وہاں نہ ملتا تو حدیث مصطفیؐ کی طرف رجوع کیا جاتا۔

دو انعام خداوند کیتے اوپر اہل ایماناں
اک قرآن محمدؐ دوجا جھدیاں نے اُچیاں شاناں

اگر قرآن وحدیث میں حل نہ ملتا تو مسلمانوں کا اجلاس طلب فرماتے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی کو کوئی حدیث یاد ہوتی تو وہ پڑھ کر سنا دیتا۔ صدیق اکبرؓ اس پر خدا کا شکر ادا کرتے اور اگر کسی سے حدیث مصطفیٰ ﷺ بھی نہ ملتی تو پھر اہل الرائے کا مشورہ لیتے۔

آپؓ کی مجلس مشاورت کے خاص اراکین یہ تھے۔

عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ۔

حضرت صدیق اکبرؓ ہی تھے جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی وفات پر

نازک حالات میں لوگوں کو سنبھالا دیا۔ فضا کو درست کیا اور سرور کائنات ﷺ کی تجہیز و تکفین کا سارا انتظام کیا اور ''بعدہ'' خلافت کی کشتی کو حوادث کے جھکڑوں اور طوفانوں کے تھپیڑوں سے بچا کر سلامتی کے ساتھ کنارے پر لگایا۔

صدیقؓ کا خطبہ

وفات رسول اللہ ﷺ پر تمام صحابہ کرامؓ حیران و پریشان اور دم بخود تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی حالت بھی دگرگوں تھی۔ اور تلوار پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''لَا اَسْمَعُ اَحَدًا یَذْکُرُاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قُبِضَ اِلَّا ضَرَبْتُہٗ بِسَیْفِیْ ھٰذَا''

جو کوئی یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔

صحابہ کرامؓ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ مارے غم کے عقلیں جواب دے گئیں تھیں۔ آوازیں بند ہو گئی تھیں۔ حضرت عثمان غنیؓ میں چلنے پھرنے کی قوت نہ رہی۔ حضرت علیؓ پر سکتے کی سی حالت طاری ہو گئی۔

شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حجرہ شریف کے اندر گئے اور آپؐ کے چہرۂ اقدس سے کپڑا اٹھایا اور پھر آپؐ پر جھکے اور پھر حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور یہ آیت پڑھی۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ۝ ﴿الزمر۔ ۳۰﴾

(اے نبیؐ) بیشک تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔

پھر صدیق اکبرؓ حجرے سے باہر آئے۔

حضور ﷺ کی علالت کے دوران حضورؐ کے مصلیٰ پر (۱۷) نمازیں پڑھانے والا ابوبکرؓ۔

"لَا یَنۡبَغِیۡ لِقَوۡمٍ اَنۡ یَّکُوۡنَ فِیۡھِمۡ اَبُوۡبَکۡرٍ اَنۡ یَّؤُمَّھُمۡ غَیۡرَہٗ"

ابوبکرؓ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا محمد ﷺ کے مصلیٰ پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

"مُرُوۡا اَبَابَکۡرٍ فَلۡیُصَلِّ بِالنَّاسِ"

کا اعزاز پانے والا ابوبکرؓ۔ کھڑے ہو کر لوگوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

"مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ یَعۡبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّہٗ قَدۡمَاتَ وَ مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ یَعۡبُدُ اللّٰہَ فَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوۡتُ"

جو کوئی تم میں سے محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو کوئی تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی۔ آپؐ وفات پا چکے ہیں اور آپؐ پر خدا دو موتیں نازل نہیں کرے گا۔

جدوں وفات نبیؐ دی ہوئی زاوی ذکر سنایا
حضرت ابوبکرؓ اس ویلے ایہہ فرمان سنایا

حضرتؐ دے ول قرضہ جس دا میں ول حاضر ہووے
یا کسے نال نبیؐ دے وعدے سب میں تھیں لے جاوے

اس کے بعد صدیق اکبرؓ نے یہ آیت پڑھی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّنۡقَلِبۡ عَلٰی عَقِبَیۡہِ فَلَنۡ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیۡئًا ؕ وَ سَیَجۡزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیۡنَ ○

(آل عمران۔ ۱۴۴)

محمد ﷺ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں۔ پھر کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا۔

صحابہ کرامؓ کو صدیق اکبرؓ نے جب یہ آیت پڑھ کر سنائی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اس آیت کو جانتا ہی نہیں تھا۔ آیت سن کر یقین آ گیا کہ حضور ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

تذکرہ بلالؓ

حضرت بلالؓ کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسجد نبویؐ میں اذان دینا موقوف کر دی۔ یہ مداح رسولؐ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری بڑے درد سے رقمطراز ہے۔

بعد وفات بانگ آکھی بلالؓ نے
کلمہ شہادت پڑھ کے آیا اُبال نے

رو رو صحابی سارے ہوندے بے حال نے
کسے آرام آوے نائیں

بُڈھڑی جہی مائی کول عائشہؓ دے آوندی
کھول دروازہ قبر نبیؐ تے جاوندی

رو رو کے اوتھے اپنی جان گواندی
چھوڑ گئی دنیا فانی تائیں

نبیؐ دی ڈاچی عضبا نام سداوندی
نبیؐ تھیں پچھے نہ کچھ پیندی نہ کھاوندی
گلیاں دے وچہ پھرے اینویں اڑاوندی
اوہ میرا اسوار دسے نائیں
بُھگھی تربائی کدی مسجد ول آوندی
نبیؐ نہ دسے پھیر گھر ول جاوندی
ویکھ آسمان ول ہنجو وہاوندی
مر گئی اور پندرہ روز تائیں،

قرآن حکیم اور شانِ صدیقؓ

قرآن مجید کے گہرے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مقام پر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نمبر صحابہ کرامؓ میں پہلا ہے۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

اس سلسلے میں کلامِ ربانی کی چند آیات سے اپنے ایمان کو تروتازہ کریں۔ آنکھوں کو طراوت اور دل کو حلاوت اور روح کو بالیدگی نصیب ہوگی۔ (انشاءاللہ)

اگر آیات کا شانِ نزول اور اسرار و رموز لکھوں تو یہ مقالہ طویل ہو جائے گا۔ بنابریں صرف اشارات پر ہی اکتفا کیا ہے۔

☆ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ﴿النساء ۶۹﴾

جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

یہاں پر نبیوں کے بعد صدیقین کا تذکرہ ہے اور اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

درمعالم فرموده که مراد "از نَبِیِّیْنَ "حضرت پیغمبرؐ ما است،

"وَ الصِّدِّیْقِیْنَ" اشارت بابی بکرؓ است،

"وَالشُّهَدَآءِ" عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اند،

"وَ الصَّالِحِیْنَ" سائر صحابہؓ

"وملخص آیت آں است که هر که امروز کسے را دوست مے دارد، فردا باو خواهد بود"

تفسیر "مَعَالِمُ التَّنْزِیْل" میں ہے کہ "نَبِیِّیْن" سے مراد ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہیں اور "صِدِّیْقِیْن" سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف اشارہ ہے۔ اور شہداء سے مراد حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ ہیں اور صالحین سے تمام صحابہ کرامؓ مراد ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جو کوئی آج جس کسی کو دوست رکھے گا کل کو قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

"اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"

ہم چو بلبل۔ دوستی گل گزیں ○ تاشوی با خرمن گل ہم نشیں

زاغ چوں مردار را شد ہم نفس ○ یار او مردار خواہد بود و بس

بلبل کی طرح پھول سے دوستی رکھ تا کہ تو پھولوں کے خرمن کا ہم نشیں بن

سکے۔ "کوّا" جب مردار کا ساتھی بنا تو اس کا ساتھی مردار ہی بنے گا۔

☆ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝

﴿الزمر۔۳۳﴾

اور جو شخص سچائی لیکر آیا اور جنہوں نے اس کو سچ مانا وہی عذاب سے بچنے والے (متقی) ہیں۔

"صَدَّقَ بِہٖ" سے مراد

یہاں پر "جَآءَ بِالصِّدْقِ" سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں اور "صَدَّقَ بِہٖ" سے مراد یارِ غار ہیں۔

☆ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی ط وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۝

﴿التوبۃ۔۴۰﴾

تم نے اگر نبی اکرم ﷺ کی مدد نہ کی تو کچھ پرواہ نہیں، اللہ اس کی مدد کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ "غم نہ کر" اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور کافروں کا بول نیچا کر دیا۔ اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور دانا بینا ہے۔

یہاں پر بھی ایک ایک لفظ میں ابوبکرؓ دوسرے نمبر پر ہیں اور کلام حکیم میں

ایسا انداز اپنایا گیا ہے جس سے صدیقؓ کو مصطفیٰ ﷺ سے جدا ہی نہیں کیا جا سکتا۔
اس آیت میں صدیق اکبرؓ کو نبی اکرم ﷺ کا ''صاحب'' کہا گیا ہے۔

☆ حضرت بلالؓ امیہ بن خلف کافر کی غلامی میں تھے حضرت بلالؓ کو سخت ایذائیں دی گئیں۔ گردن میں رسہ ڈال کر مکہ کی گلیوں میں پھرایا جاتا اور برہنہ بدن گرم ریت پر لٹایا جاتا۔ سینے پر وزنی پتھر رکھا جاتا مگر ''اِستِقَامَتُ فِی الدِّیْنِ'' کا یہ عظیم مظاہرہ تھا کہ زبان پر اَحَد، اَحَد، اَحَد کا وظیفہ جاری ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے جنہوں نے حضرت بلال حبشیؓ کو غلامی سے آزاد کرایا صرف اس لئے کہ خدا راضی ہو جائے۔ اس موقعہ پر شان صدیقؓ میں ان آیات کا نزول ہوا۔

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَیO الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰیO وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰیO اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی O وَلَسَوْفَ یَرْضٰیO ﴿اللیل ۱۷ تا ۲۱﴾

اور اس سے دور رکھا جائے گا وہ نہایت پرہیزگار جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے۔ جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے یہ کام کرتا ہے اور ضرور وہ اس سے خوش ہوگا۔

کالا رنگ بھی عظمت والا

کالے دل والے ہسدے نے کالیاں نوں اوہ نئیں جاندے نے شان کمال کالا
جنت وچہ ہر اک پئی حور آکھے یا رب بخش دے مینوں بلالؓ کالا
بھلا مائی اوہ چم دی چٹ دی نئیں جس مائی دا ہووے کوئی بال کالا
دسو رب پھر کس طرحاں فرق پاوے مخلوق اوہدی اے گورا تے لال کالا

قرآن سوہنے دی شان وچہ ہویا نازل لکھیا کالی سیاہی دے نال کالا
لکھاں حسیناں وچوں خادم قصوری اک بہتر کالی کملی والے دا اک وال کالا

☆ حضرت مسطحؓ نہایت ہی غریب تھے اور صدیق اکبرؓ ان کو اخراجات کے لئے وظیفہ دیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین مائی عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والوں میں یہ بھی شامل تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کے بارے میں علم ہوا تو مدد نہ کرنے کی قسم کھائی اسی وقت صدیق اکبرؓ کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

﴿النور۔۲۲﴾

تم میں سے جو لوگ صاحب فضل ہیں اور صاحب قدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار۔ مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ کی مدد نہ کریں۔ انہیں معاف کر دینا چاہئے۔ اور درگزر کرنا چاہئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟ اور اللہ تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے جب یہ فرمان سنا تو فوراً ہی قسم کو واپس لیا اور معافی دی اور وظیفہ بھی بحال کر دیا۔

بیواؤں کی خدمت سے جسے عار نہیں ہے
وہ صاحب دولت وہ سلطان ہے صدیقؓ

ہاں بعد رسولانِ خدا سچ تو یہی ہے
تاریخ کا سب سے بڑا انسان ہے صدیقؓ

☆ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ ﴿آل عمران۔۱۸۱﴾

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قول سنا جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

اس آیت کا شان نزول امام رازیؒ کی "تفسیر کبیر" اور "تفسیر ابن کثیر" میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور شان ابوبکر صدیقؓ سے اپنے دلوں کو منور فرمائیں جس میں فخاص نامی یہودی عالم کا تذکرہ ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے تبھی تو ہم سے قرضے مانگتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب یہ بیہودہ گفتگو سنی تو ایمان نے جوش مارا اور اجتماع عام میں یہودی کے منہ پر بڑے زور سے طمانچہ مارا

"فَضَرَبَہٗ ضَرْبًا شَدِیْدًا"

اور پھر خدا نے صدیق اکبرؓ کی موافقت میں فیصلہ صادر فرما کر رسول کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع فرمایا۔

تیسرا خطبہ

نبیؐ کی دعا اور صدیقؓ کی حالت

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ"

کہ اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھنا اور مسکین بنا کر موت دینا اور قیامت کو مسکینوں کے ساتھ ہی اٹھانا۔

ہوتے ہیں مساجد میں صف آراء تو غریب
زحمت روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب
پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب
امراء نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہیں ملت بیضاء غرباء کے دم سے

آپؐ کی اس دعا کو صدیق اکبرؓ نے سنا تو کہنے لگے: ابوبکرؓ! تیرا نبیؐ تو مسکینوں والی زندگی پسند کرتا ہے۔ اور تو مسکین نہیں ہے کیونکہ مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس کبھی کھانے کو نہ ہو تیرے پاس تو اس وقت کافی

دولت موجود ہے کہیں ایسا نہ ہو تیرا نبیؐ سے رشتہ ٹوٹ جائے یہ سوچ کر گھر آئے اس وقت گھر میں چالیس (۴۰) ہزار روپیہ موجود تھا۔ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ رات کو، کچھ دن کو، علانیہ، کچھ پوشیدہ خرچ کر دیا۔ دامن خالی کر کے کہنے لگے یا اللہ مجھے بھی اب اپنے نبیؐ کی دعا میں شریک کر لینا۔ ابو بکر صدیقؓ کا اس طرح صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ وحی نازل فرمائی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ٥

﴿البقرۃ۔۲۷۴﴾

جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا مقام نہیں ہے۔

وفات صدیقؓ

۲۲ر جمادی الثانی ۱۳ھ کو مغرب اور عشاء کے مابین تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر پا کر صدیق اکبرؓ نے انتقال فرمایا۔ بیس لاکھ مربع میل کی حکومت کے مالک ہیں۔ دو ہفتے شدید بیمار رہے۔ وفات کے وقت آپؓ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے۔

"تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ"

ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ صدیق اکبرؓ نے آخری لمحات میں پوچھا آج کون سا دن ہے۔ بتایا گیا کہ آج سوموار ہے۔ (یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ) صدیق اکبرؓ کی زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے کہ سیدِ کائنات نے بھی اسی دن رحلت فرمائی تھی میری بھی یہی خواہش ہے کہ اسی دن مولائے حقیقی سے جا ملوں۔ صدیق اکبرؓ "فَنَا فِی الرَّسُوْلِ" کے اس عظیم منصب پر فائز تھے جو انہی کا حصہ تھا۔

فرمایا۔اے بیٹی عائشہؓ! مجھے انہی پرانے تین کپڑوں میں کفن دینا اور نئے کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی کہ ہم اتنے غریب نہیں ہیں کہ آپ کو نیا کفن بھی نہ دے سکیں۔فرمایا: نئے کپڑے کسی غریب کو دے دینا۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیے گئے۔فاروق اعظمؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔حضرت علیؓ نے وفات صدیقؓ پر مفصل تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اے ابوبکرؓ خدا آپؓ پر رحم فرمائے۔خدا کی قسم آپؓ تمام امت میں سب سے پہلے ایمان لائے۔سب سے بڑھ کر کامل الیقین تھے۔سب سے زیادہ غنی تھے۔سب سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والے تھے۔سب سے زیادہ اسلام کے خدمت گزار تھے۔سیرت میں آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نسبت تھی۔رب العالمین آپ کو اسلام کی خدمت پر جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔

گردان

صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ ابوبکرؓ، مَحْبُوْبٌ فِی الثَّقَلَیْنِ ابوبکرؓ، صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ ابوبکرؓ، نبوت کا رازدان ابوبکرؓ، خَلِیْفَةُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ، جَامِعُ الْقُرْآن ابوبکرؓ، نَائِبُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ، جَبِیْنِ مُصْطَفٰی ؐ کو بوسہ دینے والا ابوبکرؓ، صِدِّیْقُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ، بلال حبشیؓ کو آزاد کرنے والا ابوبکرؓ، ثَانِیَ اثْنَیْنِ ابوبکرؓ، معراج کی تصدیق کرنے والا ابوبکرؓ، غار کے اندر محبوبؐ کو سلانے والا ابوبکرؓ، ہجرت کے سفر میں سواری پیش کرنے والا ابوبکرؓ، ہجرت کے سفر میں سواری بن جانے والا ابوبکرؓ، مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ابوبکرؓ۔

واہ! صدیق اکبرؓ تیری عظمت، مودت، الفت، عقیدت کے قربان جاؤں۔

صدیقؓ کی تین باتیں

ایک دن عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے دنیا میں صرف تین چیزوں سے پیار ہے۔آقائے نامدار ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے پوچھا اے میرے صدیقؓ وہ تین چیزیں کون کون سی ہیں۔عرض کی

☆ "اِنۡفَاقُ مَالِیۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ"

میرا سارا مال اللہ کے راستے میں قربان ہو جائے۔

☆ "اَنۡ یَّکُوۡنَ اِبۡنَتِیۡ تَحۡتَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ"

میری بیٹی عائشہؓ آپؐ کی بیوی بن جائے۔

☆ "اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجۡہِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ" ﴿المنبهات لابن حجر﴾

نگاہ میری ہو اور چہرہ مبارک آپؐ کا ہو اور دیدار مصطفیٰ ﷺ ہی میں لگا رہوں۔

یوں تو حسن یوسفؑ کا چرچا ہے زمانے میں
محمدؐ سا حسین پیکر نہیں آیا نہ آئے گا

خلیل اللہ بھی آئے ذبیح اللہ بھی لیکن
محمدؐ پاک سا مظہر نہیں آیا نہ آئے گا

گردان

صدیقؓ اِمَامُ الۡمُتَّقِیۡن ہے، صدیقؓ اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡن ہے، صدیقؓ اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡن ہے، صدیقؓ فدائے رسول مبین ہے، صدیقؓ گنبد خضریٰ کا دوسرا مکین ہے، صدیقؓ مُبَشَّرٌ فِی الۡجَنَّۃ ہے، صدیقؓ سَیِّدُ کُھُوۡلِ اَھۡلِ الۡجَنَّۃ ہے، صدیقؓ وزیر رسولؐ ہے، صدیقؓ مشیر رسولؐ ہے، صدیقؓ صعر

رسولؐ ہے، صدیق وزیر رسولؐ ہے، صدیقؓ فصاحت کا غازہ ہے، صدیقؓ تواضع کا لباس ہے، صدیقؓ خلافت کا تاجدار ہے، صدیقؓ شرافت کا جھومر ہے، صدیقؓ شجاعت کی بے نیام تلوار ہے، صدیقؓ فکر کا محور ہے، صدیقؓ صبر کا پیکر ہے، صدیقؓ منبع عرفان ہے، صدیقؓ عظمت کا نشان ہے۔

Narrated Ibn Abbas ﷺ: The Prophet ﷺ said, "If I were to take a Khalil I would have taken Abu Bakr ﷺ, but he is my brother and my companion (in Islam)."

کالا تل

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ میں ملک یمن میں گیا۔ وہاں مجھے ایک راہب ملا جس کی عمر (۳۹۰) سال تھی۔ اس راہب نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ کر کہا۔ تمہارا نام ابوبکر صدیقؓ ہے اور تم مکہ سے آئے ہو؟ حضرت نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا میں توریت، انجیل اور زبور کا حافظ ہوں۔ میں نے ان کتابوں میں ایک شخص کے حلیے اور صفات کے متعلق پڑھا ہے۔ اس حلیے اور صفات کا شخص میں نے تمہیں پایا اور یہ بھی بتایا کہ تمہارے شہر مکہ میں محمد ﷺ نامی ایک شخص ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں انہی کا غلام اور ساتھی ہوں۔ راہب نے کہا اپنے پیٹ سے کپڑا تو اٹھاؤ، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ آخری نبی ﷺ کا جو پہلا خلیفہ ہوگا اس کی ناف کے قریب کالا تل ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں میں نے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ واقعی میرے پیٹ پر ناف کے قریب کالا تل ہے، راہب نے کہا ابوبکرؓ تمہیں مبارک ہو تم آخری نبیؐ کے پہلے خلیفہ بنو گے۔

گردان

قیامت کے دن کوئی عبادت لے کر آئے گا۔
کوئی ریاضت لے کر آئے گا۔
کوئی سخاوت لے کر آئے گا۔
کوئی شجاعت لے کر آئے گا۔
کوئی شہادت لے کر آئے گا۔
کوئی تلاوت لے کر آئے گا۔
مگر میرا صدیقؓ محبوب ﷺ کی رفاقت ابدی لے کر آئے گا۔
لوگ جنت کو تلاش کرتے ہیں مگر جنت میرے ابوبکر صدیقؓ کو تلاش کرتی ہے۔

گردان

سب سے پہلے ایمان لانے والا۔صدیقؓ، سب سے پہلے حرم کعبہ میں توحید کی خاطر ماریں کھانے والا۔صدیقؓ، سب سے پہلے اسلام کا خطبہ دینے والا۔صدیقؓ، سفرِحج کا پہلا امیر بننے والا۔صدیقؓ،سب سے پہلے قرآن کریم کو جمع کرنے والا۔صدیقؓ، سب سے پہلے معراج کی تصدیق کرنے والا۔ صدیقؓ، سب سے پہلے سب مال ومتاع نچھاور کرنے والا۔ صدیقؓ، جنگ بدر میں پہرہ دینے والا۔ صدیقؓ، بلال حبشیؓ کو آزاد کرنے والا۔صدیقؓ، رسولؐ کے مصلیٰ پر (۱۷) نمازیں پڑھانے والا۔ صدیقؓ، شبِ ہجرت میں رفاقت ادا کرنے والا۔ صدیقؓ،محمدؐ کی نبوت کا بوجھ کندھوں پر اٹھانے والا۔ صدیقؓ، غارِ ثور کو صاف کرنے والا۔ صدیقؓ، کالے ناگ کا ڈنگ سہنے والا۔ صدیقؓ، نبوت پر بے شمار احسانات کرنے والا۔ صدیقؓ ''عَشَرَہ مُبَشَّرَہ'' میں پانچ کو مسلمان بنانے

والا۔ صدیقؓ، وفات مصطفیٰؐ پر بے مثال خطبہ دینے والا۔ صدیقؓ، مسجد نبویؐ کے لئے جگہ خریدنے والا۔ صدیقؓ، جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جانے والا۔ صدیقؓ، نبیؐ کو باکرہ (کنواری) بیٹی کا نکاح دینے والا۔ صدیقؓ، روضۂ نبویؐ میں دفن ہونے والا۔ صدیقؓ، خَلِیفَۃُ بِلَا فَصْل۔ صدیقؓ، عَتِیقٌ مِّنَ النَّار۔ صدیقؓ۔

حسانؓ کا خراجِ تحسین

مستدرک حاکم میں ہے ایک دن شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابتؓ کو آپؐ نے فرمایا:

"هَلْ قُلْتَ فِی اَبِیْ بَکْرٍ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ قُلْ وَاَنَا اَسْمَعُ فَقَالَ"

کیا تو نے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کچھ فرمایا ہے۔ عرض کی جی ہاں! آپؐ نے فرمایا مجھے سنایئے تو انہوں نے یہ اشعار سنائے۔

وَثَانِی اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ الْمُنِیفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّبِهٖ اِذْصَعِدَ الْجَبَلَا

وَکَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

دو میں دوسرا تھا جب بلند غار میں پہنچے۔ دشمنوں نے بہت چکر لگائے جب وہ پہاڑی پر چڑھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب ہے تمام دنیا کو معلوم ہے کہ اس کا ہمسر کوئی نہیں ہوسکا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ یہ سن کر اس قدر ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک نمایاں ہوگئے اور فرمایا اے حسان بن ثابتؓ تو نے سچ کہا وہ ابوبکرؓ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تو نے بیان کیا ہے۔

گردان

☆ جب غسیلُ المَلا ئِکۃ بنانے کی باری آئی تو حضرت حنظلہؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب مدائن کا گورنر بنانے کی باری آئی تو سلمان فارسیؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب مصر کو فتح کرنے کی باری آئی تو عمرو بن عاصؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب سُلطانُ الحدیث بنانے کی باری آئی تو ابوہریرہؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب جنگِ صفین میں شہادت کی باری آئی تو عمار بن یاسرؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب سَیفُ اللّٰہ بنانے کی باری آئی تو خالد بن ولیدؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب سَیِّدُ الشُّھَدَاء بنانے کی باری آئی تو امیر حمزہؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب کسی صحابی کے گھر کو مرکز اسلام بنانے کی باری آئی تو ارقمؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب غلامی کی باری آئی تو انس بن مالکؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب قادسیہ میں شہادت کی باری آئی تو عبداللہ بن ام مکتومؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب میزبانی کی باری آئی تو ابوطلحہؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب ''اَمِینُ الاُمَّت'' بنانے کی باری آئی تو ابوعبیدہؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب قاریٔ قرآن بنانے کی باری آئی تو جعفر طیارؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب اونٹنی کو بٹھانے کی باری آئی تو ابوایوب انصاریؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب جنت میں سرداری کی باری آئی تو حسنؓ و حسینؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب شجاعت کی باری آئی تو علیؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب حیا کی باری آئی تو ذی النورینؓ کا انتخاب کیا۔
☆ جب عدالت کی باری آئی تو فاروق اعظمؓ کا انتخاب کیا۔
☆ اور اللہ کی قسم جب خلیفہ اول بنانے کی باری آئی تو ابوبکر صدیقؓ کا انتخاب کیا۔

از ۔ پروفیسر خادم قادری

ہر چمن چمن، ہر گلی گلی ○ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ

اک میرے نبیؐ دا ہمسفر ○ سوہنا عائشہؓ دا بابا ابوبکرؓ

جہڑا پھر گیا نبیؐ نال گلی گلی ○ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ

اک میرے نبیؐ دا یار پیارا ○ نام سن کے ڈردا کفر سی سارا

سوہنا عمرؓ بہادر نالے رب دا ولی ○ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ

اک شرم و حیا والا نصب العین ○ عثمانؓ پیارا ذی النورین

بیعت کیتی اے جس دی حضرت علیؓ ○ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ

سوہنا علیؓ بہادر شیرِ خدا ○ لقب ہے جس دا اسد اللہ

حق دا ولی نالے شیر جلی ○ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ

ہر چمن چمن، ہر گلی گلی ○ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ

دعائے خیر

"متعلّمین و معلّمین" اور طالبان حق سے استدعا ہے کہ وہ اپنی
خلوتوں وجلوتوں میں شرح صدر سے دعا فرمائیں کہ مجھ فقیر
خادم القرآن والحدیث پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری
ماجستیر فی العلوم العربیۃ جامعۃ بنجاب (پنجاب یونیورسٹی)
ماجستیر فی العلوم الاسلامیۃ جامعۃ بھاولبور (بہاولپور یونیورسٹی)
صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ)

کی یہ مساعی مقبول بندگان خدا ہو اور فلاح دارین کا سبب بنے۔ اور ہمارا یہ مقالہ "مقامِ ابوبکر صدیق ؓ" اسی طرح مبرور ہو جس طرح "سِرَاجًا مُّنِیْرًا" حسن یوسفؑ، عظمت فاروق اعظمؓ۔ شانِ عثمانؓ ذی النورینؓ، فضائل حضرت علیؓ مقبول ہوئے۔ یقیناً یہ بات میرے لئے کسی بھی "ستارۂ امتیاز" سے کم نہ ہوگی۔

مزید دعا ہے کہ میرے معاون خاندان میں علمی و روحانی فیض دائما جاری رہے تاکہ کتاب سنت کے عظیم تبلیغی مشن کے یہ صحیح وارث بنیں جس قافلے کا ایک ادنیٰ مسافر یہ بندہ بھی ہے۔ آمین۔ یا رب العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؁

باب چہارم

عمرؓ جس نے کہا گر ایک کتا بھی رہا بھوکا
میرے دورِ خلافت میں تو مجھ سے پوچھا جائے گا

عظمت فاروق اعظمؓ

تالیف

خادم القرآن والحدیث

علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور

ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی ○ ایم اے اسلامیات بہاولپور یونیورسٹی

ترتیب وتزئین

صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری۔ فاضل علوم شرقیہ ووفاق المدارس

شعبہ تصنیف و تبلیغ الجامعہ الابراھیمیہ

بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)

فہرست مضامین

باب چہارم

پہلا خطبہ

عظمتِ فاروق اعظمؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗO

اَمَّا بَعْد

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاO

﴿النسآء۔٦٥﴾

اے محمدؐ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سربسر تسلیم کر لیں۔

"پس قسم پروردگار تو کہ ایشاں مسلمان نہ باشند تا آنکہ حاکم کنند ترا در اختلافے کہ واقع شد میان ایشاں باز نیابند در دل خویش تنگی ازاں چہ حکم فرمودی و قبول کنند بانقیاد"

تحمید و تقدیس اور لاتعداد درود و سلام کے بعد آج میرے مقالے کا مرکز و محور، بنیادی ہدف، عنوانِ ذی شان اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن، خَلِیْفَةُ الْمُسْلِمِیْن، فاتح قیصر و کسریٰ، حضرت عمر فاروقؓ کی ذات گرامی ہے۔

یہ وہ فاروق اعظمؓ ہیں جو صدیق اکبرؓ کے بعد "اَفْضَلُ الْاُمَّت" ہیں۔

گردان

وہ عمرؓ جو خاصۂ خاصانِ مؤمنینِ کرام ہے، جو فنا فِی القُرآن ہے، جو ندائے ابراھیمؑ ہے، جو عصائے کلیمؑ ہے، جو ادائے سلیمانؑ ہے، جو ناطقِ وحی ہے، جو ضیائے حقیقت ہے، جو اذان محبت ہے، جو نوید ظفر ہے، جو عظمتِ محرابُ منبر ہے، جو صداقت کی تلوار ہے، جو اَشَدَّآءُ عَلَی الکُفَّار ہے، جو عروج وفراز ہے، جو فلک پرواز ہے، جو جری وجانباز ہے، جو حکایت شمشیر ہے، جو امام وامیر ہے، جو درویش وفقیر ہے، جو مشیر پیغمبرؐ ہے، جو سفیر پیغمبرؐ ہے، جو شہید مسجد محراب نبویؐ ہے، جو سبز گنبد کا تیسرا مکیں ہے، جو جرنیل اسلام ہے، جو مراد رسولؐ ہے، جو خلیفۂ راشد ہے، جو مجسمۂ عدل وانصاف ہے، جو مرکز مہروفا ہے، جو منبع لطف وکرم ہے، جو فاتح ایران وشام ہے، جو فاتح مصر وعراق ہے، جو صاحب جمال وکمال ہے، جو فَنَا فِی الرَّسُولؐ ہے۔

فاروقؓ کی زبان

فاروق اعظمؓ کی زبان حق وصداقت کی ترجمان ہے۔ رسالت مآبؐ نے کوثر وتسنیم میں ڈھلی ہوئی مقدس ومطہر زبان سے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ ﴿ترمذی شریف﴾

بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر فاروقؓ کی زبان اوراس کے دل پر حق وصداقت کو جاری کردیا ہے۔

شیطان کا بھاگنا

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَالَقِیَكَ الشَّیْطٰنُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ ﴿بخاری و مسلم شریف﴾

خالق کائنات کی قسم ہے کہ جس گلی سے فاروق اعظمؓ گزرتے ہیں شیطان بھاگ جاتا ہے!

"By Him in Whose Hands my life is! Never does Satan find you going on a way, but he takes another way other than yours."

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَاَ نْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ ﴿ترمذی شریف﴾

بیشک میں دیکھتا ہوں شیطانوں کو۔ چاہے وہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے۔ وہ حضرت فاروق اعظمؓ سے بھاگتے ہیں۔

نبی اکرمؐ کی دعا

ابتدائے اسلام میں کفر کا زور تھا۔ وادیٔ "اُمُّ الْقُرٰی" میں مسلمانوں کو اذیتیں دی جا رہی تھیں۔ آپؐ کو ساحر، شاعر، اور مجنوں کہا گیا۔ حرم شریف میں ادائے نماز تک کی ممانعت تھی۔ رسول کریمؐ دار ارقمؓ میں نماز ادا کرتے تھے۔ ایک دن آقائے نامدارؐ دست بدعا ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﴿ترمذی شریف﴾

اے اللہ! اس وادی کے دو سرداروں میں سے کسی ایک کو اسلام کی دولت عطا فرما دے۔ مکے میں دو عمر ہیں ایک ہشام کا بیٹا دوسرا خطاب کا بیٹا۔

کائنات کے بادشاہ نے اپنے محبوب نبیؐ کے لئے خطاب کے بیٹے فاروق اعظمؓ کو پسند فرمایا۔

''فاروق اعظمؓ کا اسلام لانا آقائے نامدارؐ کی دعا کا ثمرہ ہے۔''

تلوار ہاتھ میں

قریش کے سربرآوردہ اشخاص کا اجلاس جاری ہے۔ خطاب کا بیٹا عمرؓ بڑے غیض وغضب میں اٹھتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ میں جاتا ہوں اور محمدؐ کا سر قلم کر کے لاتا ہوں۔ اس نے ہمارے آباؤاجداد کے دین میں خرخشا برپا کر رکھا ہے۔

ابوجہل نے ایک سو اونٹ، چالیس ہزار درہم، چاندی، کئی سیر سونا، یمنی اور مصری شالیں بطور انعام دینے کا اعلان کیا۔

عمرؓ نے تلوار کو تیز کیا۔ بے نیام کر کے ہاتھ میں تھاما۔ عمامہ باندھا تلوار کندھے پر رکھی۔ قدرت کی اس کرشمہ سازی کے بھی قربان جایئے جو آج قتل کے درپے ہے وہ کل کو غلام بنے گا۔

عمرؓ کو کیا پتہ تھا کہ میں جا نہیں رہا۔ بلکہ لے جایا جا رہا ہوں۔

چلیا عمرؓ تقدیر لیائی آ ○ ستیاں آسماناں اُتے پھر گئی دُہائی آ

واہ واہ ربا تیری بے پروائی آ ○ جھلّے گا وار کہڑا ایہدی تلوار دی

جھوک مدینے والے احمدؐ سرذار دی

راستے میں ایک مرد مومن حضرت نعیمؓ سے ملاقات ہوگئی۔ فاروق اعظمؓ کے تیور دیکھ کر پوچھتا ہے

تیور بگڑے ہوئے، تیوری چڑھی ہوئی، پیشانی پہ شکنیں، اے عمرؓ کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا:

"اُرِیدُ اَنْ اَقْتُلَ مُحَمَّدًا"

میں تمہارے نبی محمدؐ کا سر قلم کرنے جا رہا ہوں۔ کہا کہ نبی اکرمؐ کا قصور کیا ہے؟ جواب دیا: وہ اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ کہا کہ اگر اسلام کی دعوت دینا اور اسلام قبول کرنا گناہ ہے تو پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تیری بہن فاطمہؓ محمد عربیؐ کے دین کو قبول کر چکی ہے۔ جواب دیا کہ اگر یہ بات سچی ہے تو دونوں کام ایک ہی دن میں نمٹ جائیں گے۔

یہ سن کر اور بھی غیض و غضب طوفان میں آئے
عمرؓ کھینچے ہوئے تلوار بہنوئی کے گھر آئے

قاریہ قرآن فاطمہؓ

بہن کے دروازے پر پہنچے اور دستک دی۔ اس وقت بہن اور بہنوئی حضرت خبابؓ سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔

"لوگوں کو کیا معلوم تھا کہ عمرؓ اتنا بڑا انسان ہے کہ خود بھی "عَشْرَہْ مُبَشَّرَہ" میں ہے اور بہنوئی بھی "عَشْرَہْ مُبَشَّرَہ" میں سے ہے"

بہن نے دروازہ کھولا بھائی نے پوچھا کہ اے بہن تم کیا کر رہی تھیں؟ جواب دیا۔ کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آئی ہوں۔ آج میرے دل سے غیر اللہ کا ڈر نکل گیا ہے۔ میرے دل میں فقط اللہ اور رسولؐ کی محبت بسی ہوئی ہے۔

بھائی نے تلوار اٹھائی اور بہنوئی سعید بن جبیرؓ کو مارنے لگے تو بہن سے برداشت نہ ہو سکا۔ شیرنی کی طرح بہن جھپٹ کر آگے بڑھی اور کہا کہ بہنوئی پر وار کرنے سے پہلے بہن کی گردن کاٹو۔ تلوار پھسلتی ہوئی بہن کی پیشانی پر لگی اور شدید

مارا ”فَوَطِئَہُ وَطَاءً شَدِیۡدًا“ بہن کی پیشانی سے بہتے ہوئے خون کو دیکھا تو دل دہل گیا۔

سوچا کہ ساری زندگی جو بہن سامنے بولنے کی جرأت نہ کر سکی کون سی قوت ہے جس نے اس کو میرے سامنے کھڑا کر دیا۔

استقامت

استقامت اور عزم و یقین کا منظر دیدنی تھا۔ تلوار جھک گئی۔ کہنے لگے اے بہن تجھے اتنی جرأت کس نے عطا کی؟ بولی محمد رسول اللہ ﷺ پر اترے ہوئے قرآن نے عطا کی۔ کہا کہ وہ قرآن مجھے بھی پڑھ کر سنا سکتی ہو۔ بولی غسل کیجئے۔

”اِنَّکَ رِجۡسٌ وَاِنَّہٗ لَایَمَسُّہٗ اِلَّا الۡمُطَھَّرُوۡنَ، فَقُمۡ فَتَوَضَّاءۡ“

بیشک تو ناپاک ہے اور قرآن کو پاکیزہ لوگ چھو سکتے ہیں تو کھڑا ہو اور وضو کر۔ جلدی سے غسل کر لیا۔ اور ہمشیرہ کی خدمت میں دو زانو ہو کر باادب بیٹھ گیا۔

بہن بولی عمرؓ ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے، یا بوٹیاں کتوں سے نچوا لے
مگر ہم دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے، گر نہیں سکتے
کہا اچھا دکھاؤ مجھ کو وہ آیات قرآنی
جنہیں سمجھا ہوا ہے تم نے ارشادات ربانی
بہن بولی بغیر غسل اس کو چھو نہیں سکتے
یہ سن کر اور حیرت چھا گئی منہ رہ گئے تکتے

اعجاز قرآن

فاطمہؓ بہن نے نہایت ہی دلسوزی، تڑپ، رقت کے ساتھ کلام الٰہی سے ''سورۃ طٰہٰ'' کی ابتدائی آیات سنائیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. طٰہٰo مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤیo اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰیo تَنۡزِیۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰیo اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰیo لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰیo

﴿سورۃ طٰہٰ ۱ تا ۶﴾

طٰہٰ، ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا ہے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہ تو ایک یاددہانی ہے ہر اس شخص کے لئے جو ڈرے۔ نازل کیا گیا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا ہے زمین کو اور بلند آسمانوں کو اور جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں۔ اور جو مٹی کے نیچے ہیں۔

طٰہٰ دیاں آیتاں اجے پہلیاں ای آیاں سی
عمرؓ نوں فاطمہؓ جاں پڑھ کے سنائیاں سی
چھم چھم روے پیا دیندا دوہائیاں سی
ہنجواں دے نال داڑھی بھج گئی سردار دی
جھوک مدینے والے احمدؐ سردار دی

دل سے نکلی ہوئی صدا اثر رکھتی ہے۔ زاروقطار رونے لگے اور کہا بس کرو،

''مَآ اَحۡسَنَ ھٰذَا الۡکَلَامَ وَاَکۡرَمَہٗ''

''کس قدر حسین قابل تکریم ہے یہ کلام''

میرا کلیجہ پھٹ گیا ہے۔ مجھے وہاں لے چلو جہاں آفتاب نبوت چمک رہا ہے۔ جہاں سے جنت کی ٹکٹ ملتی ہے۔ جس پر یہ قرآن نازل ہوا ہے۔ زخمی بہن نے جواب دیا۔ جانا ہے تو پھر مجرموں کی طرح چلو، تیرے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالنی پڑیں گی تاکہ دنیا دیکھ لے آج سردار نہیں بلکہ مصطفیٰؐ کا غلام جا رہا ہے۔ یہ بات سنتے ہی مزید تڑپے۔

اپنا ای صافا دیندا ویکھو دلیریاں
فاطمہؓ گھٹ کے بنھ لے مشکاں توں میریاں
عمرؓ دیاں باہیں بھین نے پچھاں نوں اُلیریاں
صافے دے نال گنڈھ گس کے مار دی
جھوک مدینے والے احمدؐ سردار دی

دوسرا خطبہ

فاروقؓ خدمت رسولؐ میں

صفا پہاڑی سے چند قدم کے فاصلے پر "بَیْتِ اَرْقَمْ" تھا نبی اکرمؐ اللہ سے لو لگائے تشریف فرما تھے۔ چند غریب صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے۔ نبی اکرمؐ کے چچا حضرت امیر حمزہؓ بھی موجود تھے۔ جو چند دن قبل رسالت مآبؐ پر ایمان لائے تھے۔ فاروق اعظمؓ اپنی بہن کے ہمراہ خانہ ارقم میں پہنچے دروازہ بند تھا۔ ایک صحابی نے اوٹ سے جھانک کر دیکھا تو کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ عمرؓ آیا ہے۔ حضرت کے لبوں پر میٹھا میٹھا تبسم آیا اور فرمایا۔ وہ خود نہیں آیا بھیجنے والے نے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کر لیا ہے۔

امیر حمزہؓ کا اعلان

سید الشہداء حضرت حمزہؓ نے للکارتے ہوئے اعلان کیا۔ اسے اندر بلاؤ۔ خوف نہ کرو۔

اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کے چھاتی پہ رکھ دوں گا
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھا دیں گے
نمونہ اس کو ہم خُلقِ محمدؐ کا دکھا دیں گے

سردارِ دو جہاںؐ نے عمرؓ کی آنکھوں سے آنکھیں ملائیں اور فرمایا ذرا ہوش سے آنا میں محمدؐ ہوں۔ عرض کی آقاؐ گھر سے بے ہوش چلا تھا راستے میں بہن سے قرآن مجید سنا ہوش آ گئی ہے گھر سے تو تیرے خون کا پیاسا بن کر نکلا تھا اور اب تیرے دروازے پر تیری غلامی اور چاکری کے لئے پہنچا ہوں۔ مجھے قبول فرمائیں۔

یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مرحبا گونجی
فضا میں نعرۂ اللہ اکبر کی صدا گونجی

تکبیر کا نعرہ

فَکَبَّرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَهلُ الْبَیْتِ تَکْبِیْرَةً سَمِعَتْ مِنْ اَعْلٰی مَکَّةَ ﴿اسد الغابہ﴾

نبی اکرمؐ بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور صحابہ کرامؓ نے بھی اس زور سے اللہ اکبر بلند کیا حوالیٔ مکہ میں سنا گیا اور تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

فاروق اعظمؓ نے کلمہ پڑھا۔

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہِ"

نبی اکرمؐ نے فاروق اعظمؓ کو اس طرح اپنی گود میں بٹھا لیا جس طرح باپ اپنے چھوٹے بیٹے کو بٹھا لیتا ہے۔ بٹھایا اور سینے سے لگایا۔

جگاندے پیر اٹھ کے سینے نال لا لیا
دشمن بیگانے نوں اپنا بنا لیا
گوڈے نال گوڈا لا کے کول بٹھا لیا
عمرؓ نوں چودھر مل گئی عالی دربار دی
جھوک مدینے والے احمدؐ سردار دی

آقا بیت اللہ کی طرف

فرمایا۔ اے عمرؓ میں نے رات تجھے اللہ سے مانگا تھا کہ اسلام کمزور ہے اے اللہ تو عمرؓ سے طاقتور بنا دے۔ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا آقا آج تک گھر میں چھپ پر نمازیں پڑھتے رہے اب جی چاہتا ہے کہ نکلئے۔

"وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ" اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہم آپؐ کو دارِ ارقمؓ سے باہر نکالیں گے۔ آج محمدؐ "بیت اللہ" میں مصلے پر کھڑا ہوگا صحابہ پیچھے کھڑے ہونگے۔ عمرؓ چوکیداری کر رہا ہو گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کس کو جرأت ہے ٹوکنے کی؟ اور وہ کون ہے جو عمرؓ کی تلوار کے سامنے آئے اور اپنے بچے یتیم کروائے۔

محبوبؐ نے درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اور بیت اللہ کی طرف چل دیئے۔ عمرؓ کبھی دائیں، کبھی بائیں، کبھی آگے، کبھی پیچھے، سردار دو جہاںؐ کے باڈی گارڈ بنے ہوئے ہیں۔

تمہیں یارو مبارک ہو عمر ابن خطابؓ آیا

خدا سے میں نے مانگا تھا دعاؤں کا جواب آیا

وہ کیا تھی چیز جو تجھ کو میری محفل میں لائی ہے

بتاؤ آج تبدیلی اچانک کیسے آئی ہے

سنی میں نے بہن سے وہ جو لے کر تو کتاب آیا

تمہیں یارو مبارک ہو عمر ابن خطابؓ آیا

ابو جہل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ انتظار میں تھا کہ عمرؓ آئے گا اور گردن لائے گا لیکن جب معاملہ الٹ دیکھا تو پکار اٹھا۔

ایں چہ کر دی یا عمر؟

عمرؓ یہ تو نے کیا کیا؟ اور ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ جواب دیا اے ابو جہل سن لے میں رسول خداؐ پر ایمان لے آیا ہوں اور اگر آج کسی نے میرے محبوبؐ کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو آنکھ نکال دی جائے گی۔

اسلام کی تاریخ میں پہلا دن ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کھلے بندوں کعبے کے صحن میں نماز ادا فرما رہے ہیں۔

یہ سن کر زلزلہ سا آ گیا سب اہل مکہ میں

بہت صدمہ ہوا، دل کی امیدیں رہ گئیں دل میں

جذبات فاروقؓ

اس وقت فاروق اعظمؓ کی عمر تقریباً ستائیس (۲۷) برس کی تھی۔ فاروق اعظمؓ "کعبۃ اللہ" کی طرف جاتے ہوئے یہ اشعار پڑھتے ہیں۔

قَدْ بَعَثَ اللّٰهُ لَنَا اِمَامًا ۝ مُحَمَّدًا قَدْ شَرَعَ الْاِسْلَامَا

حَقًّا وَ قَدْ یَکْسِرَ الْاَصْنَامَا ○ نَذُبُّ عَنْهُ الْخَالَ وَالْاَعْمَامَا

اللہ کریم نے ہمارے لئے ایک امام مبعوث فرمایا ہے جس کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے جس نے سچا دین ہمارے لئے جاری کیا اور وہ بتوں کو توڑ دیں گے اور ہم ان سے اپنے ماموؤں او چچاؤں کو دور ہٹا دیں گے۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا

"فَسَمَّا نِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَئِذٍ ن الْفَارُوْقَ فَرَّقَ اللّٰہُ لِیْ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ"

پس اس دن سے رسول اللہ ﷺ نے میرا لقب "فاروق" رکھ دیا۔ حق اور باطل کے درمیان تفریق کرنے والا۔

عمرؓ کی شکل میں دیکھی گئی تقویٰ کی رعنائی
وہ جس کے نُطق کی قرآن نے تصدیق فرمائی
لقب فاروق اعظمؓ کا ملا طاعت گزاری سے
صلہ تھا یہ جو الفت تھی اسے محبوب باریؐ سے
بشارت زندگی میں دی لب صادقؐ نے جنت کی
نوید دائمی پائی عمرؓ نے امن و راحت کی

حضرت عمرؓ نے اپنی حکومت کو عدل وانصاف کے جن زریں اصولوں سے متصف فرمایا اس کے باعث غیر مسلم مورخین بھی آپ کے عظیم کارناموں پر خراج تحسین پیش کیے بغیر نہ رہ سکے۔

عظیم کارنامے

وہ فاروق اعظمؓ جس کے دور میں بائیس لاکھ (۲۲) مربع میل پر اسلامی

حکومت قائم ہوئی۔ جس کے دور میں پانچ (۵) لاکھ کافر مسلمان ہوئے۔ جس کے دور میں چار (۴) ہزار مسجدیں بنیں اور جس کے دور میں قرآن مجید کے دو (۲) لاکھ قلمی نسخے تقسیم ہوئے۔

فاروق اعظمؓ کی مثال حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ جیسی تھی۔ یہ دونوں نبی جلالی طبیعت کے تھے اور فاروقؓ بھی جلالی طبیعت کے تھے۔ لیکن یہ طبیعت شریعت کے دائرہ سے باہر نہ نکلی۔ ﴿البداية و النهاية﴾

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی ٥ بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُن کی ٥ شریعت کے قبضہ میں تھی باگ اُن کی

جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

موسیٰؑ نے ہارونؑ مانگا اللہ تعالیٰ نے دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانگا اللہ نے دیا۔ سرکار مدینہؐ نے فاروق اعظمؓ مانگا اللہ نے دیا۔

جملہ صحابہ کرامؓ مرید مصطفیٰؐ تھے اور فاروق اعظمؓ مرادِ مصطفیٰؐ، دعائے مصطفیٰؐ، التجائے مصطفیٰؐ، ندائے مصطفیٰؐ تھے اور عطائے خدا تھے۔

شاناں والا عمرؓ جرار آ گیا ٥ مدنی دا منگیا ہویا یار آ گیا
آہا، اوہو دل دا قرار آ گیا ٥ مدنی دی فوج دا سالار آ گیا

آپ "عشرہ مبشرہ" میں سے تھے۔

گورنر سے حلف

امیر المومنین فاروق اعظمؓ جب کسی کو گورنر یا وزیر تعینات فرماتے تو پہلے ان سے حلف لیتے تھے۔

☆ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہونا۔ ☆ باریک کپڑا نہیں پہننا۔
☆ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھانا۔ ☆ اپنے دروازے پر دربان نہیں رکھنا۔
امیرالمومنین کی طرف سے یہ باتیں اجتماع عام میں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تاکہ حاجت مندوں کو کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

گردان

صدیقہ کائنات عائشہؓ ازواج میں لئیقہؓ شان میں عجیبہؓ کائنات میں باسلیقہؓ نہایت خوش نصیبہؓ محبوب خدا کی حبیبہؓ مخدومہ عائشہؓ معصومہ عائشہؓ پاک دامن عائشہؓ قوامہ صوامہ عائشہؓ طیّبہؓ، طاہرہ، زاہدہؓ، عابدہؓ، عائشہؓ سیّدہ ساجدہ عائشہؓ مقدسہ مطہرہ عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں

"رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجْرِیْ فِیْ لَیْلَةٍ ضَاحِیَةٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ" ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

نبی اکرم کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ چاندنی رات تھی کہ اچانک میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا کسی کے لئے اتنی نیکیاں بھی ہوں گی جتنے آسمان کے ستارے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اور وہ حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔

ام المؤمنین حضرت زینبؓ فرماتی ہیں۔

"وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ فِیْ بُیُوْتِنَا" ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

کلام الٰہی اترتا ہمارے گھروں میں تھا لیکن اترتا فاروق اعظمؓ کی رائے کے مطابق تھا۔

غیر مسلم مورخ کا اعتراف

معروف غیر مسلم مورّخ نے اعتراف کیا ہے کہ اگر اسلام کی تاریخ میں ایک عمرؓ اور ہوتا تو روئے زمین پر سرکارِ مدینہؐ کے دین کے سوا کوئی دوسرا دین نہ ہوتا۔ جس نے نبی اکرمؐ کی رحلت کے بعد اسلام کو "المدینة المنورة" اور "جزیرة العرب" کی چار دیواری سے نکال کر ایران اور روم کی سرحدوں تک پہنچایا۔

منافق کی گردن اڑا دی

یہودی اور ایک نام لیوا مسلمان (منافق) کے مابین تنازع ہو گیا۔ یہودی نے کہا کہ ہم فیصلہ عدالت محمدیؐ "سپریم کورٹ" سے کرا لیتے ہیں مگر منافق راضی نہ ہوا اور وہ اسے یہودیوں کے عالم "کعب بن اشرف" کے پاس جانے کے لئے اصرار کرنے لگا۔ یہودی نے کہا کہ مجھے کامل یقین ہے کہ صحیح فیصلہ تو عدالت مصطفویؐ سے ہی ہو گا۔ چنانچہ دونوں خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا۔ نام لیوا مسلمان (منافق) کہتا ہے مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ صحیح فیصلہ تو فاروق اعظمؓ کریں گے اس طرح یہ منافق یہودی کو عدالت فاروقی میں لے آیا۔

منافق نے فاروق اعظمؓ کو بتایا کہ یہ یہودی ہے۔ یہودی نے بھی بتا دیا "کہ اے عمرؓ۔ عدالت محمدیؐ نے فیصلہ میرے حق میں کر دیا ہے۔ لیکن یہ نہیں مانتا۔ امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ اندر گئے اور تلوار اٹھا لائے اور منافق کا سر قلم کر دیا۔ گردن اڑا دی اور فرمایا۔ "هٰذَا قَضَائِیُ لِمَنْ لَّمْ یَرْضِ بِقَضَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ"۔

جو شخص آقائے نامدارؐ کے فیصلے کو چھوڑ کر فاروق اعظمؓ کے پاس آئے گا۔
عمرؓ اس کا فیصلہ زبان سے نہیں بلکہ تلوار سے کرے گا۔
جب اس قتل کی اطلاع منافق کے رشتے داروں کو ہوئی تو وہ عدالت مصطفویؐ میں پہنچے اور کہنے لگے۔ عمرؓ نے ایک کلمہ گو کو ناحق قتل کر دیا ہے لہذا ہمیں قصاص دلایئے۔ رسول کریمؐ غمگین ہوئے کہ میرا عمرؓ تو وہ ہے جس کو میں نے خدا سے مانگ کر لیا ہے۔ آپؐ نے پوچھا اے عمرؓ کیا تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے۔ عرض کی آقا۔ گردن تو اڑائی ہے مگر مسلمان کی نہیں، منافق کی، کیونکہ یہ آپؐ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کلمہ گو تھا۔ اتنا کہنا ہی تھا کہ عرش عظیم سے فاروق اعظمؓ کے لئے قرآن نازل ہوا۔

فاروقؓ کے لئے نزول قرآن

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝ ﴿النسآء۔ ۶۵﴾

اے محمدؐ، تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔

نام عمرؓ دا دل نوں بھاوے ۝ آپؐ نبی جس نال سلاوے
بیشک دین دی عظمت بنیا ۝ فاتح ملک ہزاراں دا
بن یار نبیؐ دیاں یاراں دا

اللہ تعالیٰ نے کہیں پر "تِین" کہیں پر "زَیتُون" کہیں پر "طُورِ سِینَا" کہیں

پر ''بَلَدِ الاَمِیْنَ'' کہیں پر ''ن وَالْقَلَم'' کہیں پر ''وَاللَّیْلِ وَالنَّھَار'' کہیں پر ''وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْم'' کی قسمیں کھائیں ہیں۔
غور فرمائیں فاروق اعظمؓ کے لئے کائنات کے بادشاہ نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے۔

جنت میں فاروق اعظمؓ کا محل

حضرت ابوہرہؓ سے روایت ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ مجھے جنت کی سیر میں ایک عالی شان محل دیکھایا گیا جس میں ایک عورت وضو کر رہی تھی۔
فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ، فَذَکَرْتُ غَیْرَتَہٗ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَکٰی عُمَرُ وَ قَالَ: اَعَلَیْکَ اَغَارُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ؟
میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ جواب آیا یہ محل فاروق اعظمؓ کا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ اندر جا کر محل دیکھ لوں مگر مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آ گئی۔ فاروق اعظمؓ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو رونے لگے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ کیا میں آپؐ پر غیرت کھاؤں گا؟

Narrated Abu Huraira ؓ : While we were with Allah's Apostle ﷺ he said , "While I was sleeping, I saw myself in Paradise, and suddenly I saw a woman performing ablution beside a palace. I asked, "For whom is this palace?" They replied, 'It is for Umar ؓ.' Then I remembered Umar's Ghira jealousy and went away quickly." 'Umar ؓ wept and said, O Allah's Apostle! How dare it think of my ghira (self-respect) being offended by you? ﴿بخاری شریف﴾

عمرؓ جس کو محمدؐ نے خدا سے آپ مانگا تھا
عمرؓ جو حضرت صدیق اکبرؓ کا خلیفہ تھا
عمرؓ گندم کی بوری جس نے اپنی پیٹھ پر لادی
بلا چوں و چرا جس کی اطاعت نیل نے کی تھی
عمرؓ جس نے کہا گر ایک کتا بھی رہا بھوکا
میرے دورِ خلافت میں تو مجھ سے پوچھا جائے گا

تیسرا خطبہ

حجر اسود اور فاروق اعظمؓ

فاروق اعظمؓ کی انگوٹھی

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی انگشتری (انگوٹھی) پر یہ عبارت کندہ کروائی تھی۔

"کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَا عُمَر"

اے عمرؓ: موت ہی وعظ ہے جو عبرت کے لئے کافی ہے۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَ مِیْکَائِیْلُ وَ اَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَر" ﴿ترمذی شریف﴾

میرے دو وزیر آسمان پر ہیں اور میرے دو وزیر زمین پر ہیں۔ آسمان کے وزیر جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور میرے زمین کے دو وزیر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔

حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فاروق اعظمؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اِنَّکَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ"

اے حجر اسود! بے شک تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ تکلیف دے سکتا ہے۔ اللہ کی قسم: میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ میں تجھے اس لئے بوسہ دیتا ہوں کہ تجھ پر آقائے نامدارؐ کے پیارے پیارے ہونٹ لگے ہیں۔

عمرؓ کی تین باتیں

ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے دنیا میں تین چیزیں بہت ہی محبوب ہیں۔

☆ "اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ" نیکی کا حکم کروں۔

☆ "وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ" لوگوں کو برائی سے روکوں

☆ "وَالثَّوْبُ الْخَلَقِ" ﴿المنبہات لابن حجرؒ﴾

اور پرانے کپڑے استعمال کرکے سادہ زندگی بسر کروں۔

ملا کرتے نہیں رتبے کبھی بازو کی قوت سے
یہ وہ فیضان باری ہے جو ہو جاتا ہے قسمت سے

روم کے بادشاہ کے نام چٹھی

روم کے بادشاہ نے فاروق اعظمؓ کو چٹھی لکھی کہ میرے سر میں درد رہتا ہے مجھے دوائی ارسال فرمائیں۔

"فَبَعَثَ اِلَیْہِ قَلَنْسُوَۃٌ فَکَانَ اِذَا وَضَعَھَا عَلٰی رَاْسِہٖ یَسْکُنُ صَدَاعَہٗ وَ اِذَا رَفَعَھَا عَنْ رَّاسِہٖ عَاوَدَہٗ فَتَعَجَّبَ مِنْہُ" ﴿تفسیر کبیر﴾

فاروق اعظمؓ نے جواب میں ٹوپی ارسال کی۔ روم کے بادشاہ نے جب ٹوپی کو سر پر رکھا تو درد جاتا رہا اور جب ٹوپی کو اتارا دوبارہ شروع ہو گیا۔ بڑا تعجب کیا

کہ اس میں کیا ہے؟ ''فَفَتَشَ الْقَلَنسُوَۃَ''

ٹوپی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا پایا جس میں لکھا تھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo روم کا بادشاہ ازحد زیادہ متاثر ہوا۔

بحرنیل کو چٹھی

ایسی ہی چٹھی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے بحر نیل کو لکھی تھی۔

مصر والیاں دی رسم سی پرانی o لوے نہ بحر نیل جدوں تک زنانی

اوناں چر نہ جاری ہووے اوہدا پانی o عمرؓ نے جدوں ایہہ سنی سے کہانی

غصے نال خط لکھیا دریا دے وتے o جاں خط پہنچیا پانی نے مارے اُچھلے

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ فطرتاً ذہین اور صاحب الرائے تھے۔ ان کی بہت سی آراء مذہبی احکام بن گئیں۔ جن کو ''اَولیاتِ فاروقیؓ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فاروق اعظمؓ نے بیت المال قائم کیا، عدالتیں قائم کیں، تاریخ وسن ہجری ایجاد کیا، نہریں کھدوائیں، شہر آباد کیے، مفتوحہ ممالک کو صوبوں میں تقسیم کیا، عشر کا نظام قائم کیا، راتوں کو گشت کرتے، مہمان خانے بنوائے، نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم دیا، شراب کی حد مقرر کی، اماموں، قاریوں، خطیبوں کو تنخواہیں مقرر کیں۔

﴿تاریخ ابن خلدون﴾

اذان کا طریقہ آپؓ کی رائے کے موافق ہوا۔ ازواج مطہرات کے پردے اور ''مقام ابراہیم'' کو جائے نماز بنانے کے لئے فاروق اعظمؓ نے جو رائے دی وہی رائے بذریعہ وحی مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔

نام نیکاں رفتگاں ضائع مکن o تا بماند نام نیکت برقرار

رعایا کی خبر گیری

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ؓ دن کو عظیم الشان سلطنت کے حکمران ہوتے اور شب میں بھیس بدل کر رعایا کی خبر گیری کے لئے نکل جایا کرتے تھے۔ ایک رات آپ اپنے ایک غلام کو ہمراہ لے کر ایک بستی میں نکل گئے آدھی رات کا وقت تھا۔ ایک کٹیا سے نسوانی آواز آئی۔ دودھ میں پانی ملا دے۔ بیٹی نے عرض کی ماں جی کیوں؟ اس لئے کہ گھر میں تنگی ہے۔ بیٹی نے عرض کی امی جی امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کی حکومت ہے۔ جس کے نام سے قیصر و کسریٰ کے محلات لرز اٹھتے ہیں۔ ماں جی نے کہا۔ بیٹی اس وقت عمرؓ بستر استراحت پر ہوگا۔ بیٹی پکار اٹھی امی جی اگر عمر فاروق ؓ سو رہا ہے تو خالق حقیقی جاگ رہا ہے۔ جس کی صفت ہی ''حَیٌّ قَیُّوْمٌ'' ہے۔

امیر المؤمنینؓ باہر کھڑے ماں بیٹی کے مابین ہونے والا مکالمہ سن رہے تھے خوشی سے پھولے نہ سمائے کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' دور فاروقی ؓ میں ایسی بھی بیٹیاں ہیں جو اللہ سے ڈرنے والی ہیں۔

امیر المؤمنینؓ کے حکم پر غلام نے دروازے پر چاک سے نشان لگا دیا تاکہ کل جب اس گھر کی تلاش کی جائے تو ڈھونڈنے میں دشواری نہ ہو۔ صبح ہوئی امیر المؤمنینؓ نے قاصد بھیج کر مائی کو طلب کیا۔ مائی ڈرتی ڈرتی عدالت فاروقیؓ میں حاضر ہوئی کہ کہیں رات والی بات امیر المؤمنینؓ تک پہنچ نہ گئی ہو۔ فاروق اعظم ؓ نے مائی کو دیکھ کر عرض کی۔ میری خواہش ہے کہ لڑکا میرا ہو اور بیٹی تیری ہو شادی ہو جائے۔ ماں محو حیرت ہے۔ عرض کی بادشاہ جی۔ میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی۔ کہاں میں اور کہاں آپؓ۔

ع "چہ نسبت خاک را بعالم پاک"

میری بیٹی رنگ میں ماند، ان پڑھ، اور غریب ہے۔ بائیس (۲۲) لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے والے فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ جب تو شب کی تاریکی میں اپنی بیٹی سے دودھ میں پانی ملانے کے متعلق کہہ رہی تھی تو میں باہر کھڑا تمہارا مکالمہ سن رہا تھا۔ میں نے بارِ الہا میں شکر ادا کیا کہ میری حکومت میں ایسے "قدسی صفات نفوس" بھی موجود ہیں۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ٥ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی ٥ اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس بیٹی کا نکاح فاروق اعظمؓ کے بیٹے سے ہوا۔ جس جوڑے سے اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے مسلمان حکمران کو پیدا کیا۔ جس کے سنہری دور میں شیر اور بکری ایک گھاٹ میں پانی پی لیا کرتے تھے۔

بجھ کے خود شمع محبت کو فروزاں کر دیں
تیرگی چھائی ہے عالم میں اجالا کر دیں
غنچہ گل نہ سہی خوں کے چھینٹے ہی سہی
حسب مقدور بیاباں کو گلستان کر دیں

بیت المقدس اور فاروقؓ

فتح بیت المقدس کے موقع پر فاروق اعظمؓ چابیاں لینے کے لئے جا رہے ہیں۔ گھر سے نکلے تو آپؓ سواری پر تھے اور غلام پیدل تھا جب آدھی منزل طے ہو گئی تو امیر المؤمنینؓ نے سواری کو روکنے کا حکم دیا۔ غلام نے عرض کی آقاؓ کیا سفر ختم ہو گیا ہے؟ فرمایا نہیں مگر اب تم سواری پر اور میں پیدل چلوں گا۔ غلام نے عرض کی یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا عدل فاروقیؓ کا یہی تقاضا ہے۔ میں ہی نہیں آقاؤں کا آقاؐ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ راستہ میں دلدل آئی اور پاؤں پھنس گئے اور ایک جوتی ٹوٹ گئی۔ فاروق اعظمؓ نے رومال کے ایک کونے سے جوتی کو باندھ لیا اور کندھے پر رکھ لیا۔ فتح بیت المقدس کی اس تقریب میں جہاں مسلمانوں کا ایک انبوہ کثیر تھا وہاں غیر مسلم سفراء بھی موجود تھے۔ سفر کی مشکلات کے درپیش آپؓ کو آنے میں ذرا تاخیر ہو گئی تھی۔ غیر مسلم سفراء جو فاروق اعظمؓ کے کروفر کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ کہ مسلمانوں کا امیر ''مسرت و انبساط'' کے اس عظیم موقع پر کس شان اور عظمت سے آتا ہے۔ اچانک آواز بلند ہوئی امیر المؤمنینؓ تشریف لے آئے ہیں۔ پوچھا تمہارا وہ بادشاہ ہے جو گدھے پر سوار ہے۔ جواب دیا۔ نہیں بلکہ ہمارا وہ بادشاہ ہے جو پیدل ہے۔ اور جس نے سواری کی نکیل پکڑی ہوئی ہے۔ غیر مسلم پکار اٹھے۔

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

عمرؓ ہیبت سے جس کی کفر کا دل کانپ جاتا تھا
عمرؓ پیوند جو خود آپؓ کرتے کو لگاتا تھا
عمرؓ جو خود مساوات و اخوت کا نمونہ تھا
کہ خادم تھا سوار اور آپؓ پیدل چلتا جاتا تھا

از۔ پروفیسر خادم قصوری

عمرؓ جس کا لقب فاروق ہے، فاروق اعظمؓ ہے
وہ جس کا عدل اور انصاف دنیا میں مسلم ہے
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنُ الْخَطَّاب ﴿ترمذی شریف﴾
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتا۔
سرورؐ کہیا جد ساتھیں پچھے نبی خدا کوئی کردا
بے شک عمرؓ ہوندا پیغمبر صاحب عقل فکر دا
اک دن ہس کر عمرؓ ولی نوں کہیا رسول سچاویں
بھاجڑ پوے شیطاناں تائیں توں جس طرفے جاویں

فاروق اعظمؓ کی خواہش

ایک روز عمر فاروقؓ نے درخت کے سایہ مین ایک چڑیا کو اچھلتے دیکھا! ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اس سے فرمایا۔ تو کس قدر خوش قسمت ہے، درختوں کے پھل کھاتی ہے، ٹھنڈی چھاؤں میں رہتی ہے پھر موت کے بعد تو وہاں جائے گی جہاں تجھ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ اے کاش! عمر فاروقؓ بھی اس قدر خوش نصیب ہوتا!
کبھی فرماتے اے کاش میں درخت ہوتا کاٹ لیا جاتا۔ آخری ایام مین حضرت فاروق اعظمؓ سے عرض کیا گیا ہم کسی طبیب کو بلا کر آپؓ کو دکھا دیں۔ فرمایا۔ طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ پوچھا۔ کیا کہا ہے؟ جواب دیا۔ طبیب نے کہا ہے۔
اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ؟
میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔
خدا کی قسم! مین کہتا ہون کہ اگر فاروقؓ کی خدمات کو تاریخ اسلام سے

خارج کر دیا جائے تو مسلمانوں کی تاریخ میں باقی کچھ بھی نہیں رہ جاتا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ؓ جب کسی کا ''تقررؔ نامہ'' جاری فرماتے گورنر یا کوئی اور عہدے دار تو ان پر ایک پابندی فرماتے تھے کہ وہ جمعۃ المبارک کو خطبہ دیں گے۔ نماز پڑھائیں گے اور عام لوگوں کے مسائل سنیں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ فرماتے ہیں۔

''سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٌ مِّنْ عُمَرَ'' ﴿ترمذی شریف﴾

میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ جس آدمی پر سورج چمکتا ہے یعنی جو آدمی دنیا میں پیدا ہوتا ہے عمرؓ سے بہتر کوئی نہ ہوا۔ فاروق اعظم ؓ خدا کی زمین پر محترم ترین سپوت ہیں۔ صدیق اکبر ؓ جو خیر الخلائق بعد الانبیاء ہیں انہوں نے عظمت فاروق ؓ کا سکہ بٹھا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کے دل پر حق جاری کر دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عمرؓ وہی سوچے گا جو خدا کی مرضی ہوگی عمرؓ وہی چاہے گا جو خدا کی منشاء ہوگی۔ عمرؓ کی زبان حق وصداقت کی ترجمان ہے۔ امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ دعا فرمایا کرتے تھے۔

فاروق ؓ کی دعا اور شہادت کی آرزو

''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ''

اے اللہ مجھے موت شہادت کی دینا اور مجھے موت محبوبِ خدا ﷺ کے شہر مدینہ طیبہ میں دینا۔ آسمان سے آواز آئی دونوں دعائیں قبول ہیں موت بھی شہادت کی اور نبی ؐ کے مقدس شہر'' المدینة المنورة'' میں۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن ○ نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

فیروز نامی شخص نے مدینہ منورہ میں فاروقِ اعظم ؓ سے شکایت کی کہ مغیرہؓ نے اس پر بہت زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے آپ کم کرا دیجئے پوچھا کتنا کہا روزانہ دو درہم۔ امیر المؤمنین ؓ نے پوچھا تمہارا پیشہ کیا ہے۔ فیروز نے جواب دیا نجاری، نقاشی، آہن گری۔ آپؓ نے جواب دیا کہ ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم کوئی زیادہ نہیں۔ فیروز کے لئے یہ جواب ناقابل برداشت تھا۔ چند دنوں بعد آپؓ نے اسے بلایا آپ نے کہا سنا ہے کہ تم ایسی چکی تیار کر سکتے ہو جو ہوا سے چلے اس نے کہا میں تمہارے لئے ایسی چکی تیار کروں گا کہ تم یاد کرو گے۔ فیروز کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ فیروز دوسرے دن ایک دو دھارے خنجر کے ساتھ جس کا دستہ وسط میں تھا مسجد میں منبر کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔

دشمن کا حملہ

ذی الحجہ کی ۲۷ تاریخ ۲۳ھ نماز فجر تھی۔ آپؓ غیب دان نہ تھے کہ میرا قاتل میرے قریب ہی ہے۔ عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کرامؓ موجود ہیں۔ بحالت نماز دو دھاری خنجر سے مجوسی نے چھ وار کئے۔ زخمی حالت میں آپ کو قصر امارت میں لایا گیا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے بقایا نماز مکمل کرائی۔ فاروق اعظمؓ تڑپ رہے ہیں۔ شدید تکلیف ہے۔ ہوش میں آنے پر امیر المؤمنینؓ نے پوچھا کہ مجھ پر حملہ کس نے کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے مطلع کیا کہ آپؓ پر حملہ فیروز نے کیا ہے۔ یہ سن کر چہرہ مبارک پر بشاشت ظاہر ہوئی۔ فاروق اعظمؓ نے الحمد للہ کے کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تیرا شکر ہے میرے خون سے کسی مسلمان کے ہاتھ نہیں رنگے گئے۔

اسی حالت میں انصاری برادری کا ایک آدمی آیا اور چار باتوں کی

امیر المؤمنینؓ کو بشارت سنائی۔

"مِنْ صُحْبَۃِ رَسُوْلَ اللّٰہِ، ثُمَّ خِلَافَۃً، ثُمَّ عَدَالَۃً، ثُمَّ شَہَادَۃً"

آپؓ کو رسول کریمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ پھر خلافت ملی۔ پھر عدالت و دیانت آپ کے حصہ میں آئی۔ اور اب آپ کو شہادت نصیب ہو رہی ہے۔

شہادت سے قبل آپؓ نے چھ آدمیوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی کہ ان میں سے کسی ایک کو اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب کر لینا۔ کمیٹی کے ارکان یہ تھے۔ حضرت عثمان ذی النورینؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ چنانچہ حضرت عثمان ذی النورینؓ اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہو گئے۔

شوق سے کالج میں پلو، پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو، چرخ میں جھولو
مگر اک سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

قرضے کا فکر

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے زندگی کے آخری لمحات میں اپنے بیٹے کو بلایا اور فرمایا بیٹا مجھ پر کتنا قرض ہے؟ حساب لگانے کے بعد معلوم ہوا کہ (۸۰) اسی ہزار۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قرض آل عمرؓ سے ادا کرنا اگر ادا نہ ہو سکے تو خاندان عدی سے امداد لی جائے اگر پھر بھی ادا نہ ہو تو قریش سے لیا جائے کسی اور کو تکلیف نہ دینا۔

مائی عائشہؓ کا احترام

پھر فرمایا بیٹا۔ عجلت سے ام المومنین مائی عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں جاؤ اور ماں جی سے عرض کرو کہ میرے باپ عمرؓ نے بھیجا ہے آپ کو سلام کہا ہے اور اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اگر اماں جی اجازت مرحمت فرمائیں تو میری قبر سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بن جائے۔ اور اسے دونوں رفیقوں کے پاس دفن کیا جائے۔ آپ مملکت کے حکمران تھے مگر اماں جی سے اجازت طلب فرما رہے ہیں۔ بیٹے کو چلنے سے پہلے تاکیداً نصیحت فرمائی وہاں پہنچ کر صرف میرا نام ''عمرؓ'' لینا ہے۔

''وَلَا تَقُلْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن''

امیر المومنین نہیں کہنا۔ اس لئے بیٹا جدھر جا رہے ہو وہ ام المومنین ہے اور ماں کا مقام امیر سے بڑا ہوتا ہے۔

ام المومنین مائی عائشہؓ نے ابن عمرؓ سے جب یہ باتیں سنیں تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور روتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا امیر المومنین کو بشارت سنا دو کہ ان کی قبر حجرہ عائشہؓ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بنے گی۔ بیٹا تم تو اجازت لینے کے لئے آئے ہو۔ والیٔ بطحاء نے اپنی حیات میں ہی فرما دیا تھا کہ عائشہؓ اگر تیری موجودگی میں فاروقِ اعظمؓ اللہ کو پیارے ہوں تو ان کو میری قبر سے جدا نہ کرنا جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ کی تھی مگر میں عمر فاروقؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دوں گی۔

کوئی اہل بیت سے آپ کو جو نکال دے یہ مجال کیا
کہ عمرؓ کی تربت پاک بھی تو رسول پاکؐ کے گھر میں ہے

فاروق اعظمؓ کا سفرِ آخرت

وفات سے قبل آپؓ نے فرمایا کہ میرے کفن پر بے جا صرف نہ کرنا۔ اگر میں اللہ کے ہاں بہتر ہوں تو مجھے از خود نیا لباس مل جائے گا۔ ورنہ نیا کفن بھی بے فائدہ ہوگا۔ پھر فرمایا میرے لئے لمبی چوڑی قبر نہ کھودنا۔ اگر میں اللہ کے ہاں مستحق رحمت ہوں تو از خود میری قبر وسیع ہو جائے گی۔

یکم محرم الحرام ۲۴ھ بروز ہفتہ کو آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ مناقب عمرؓ شہادت عمرؓ اور ناقدین کے فاروقِ اعظمؓ پر اعتراضات اور ان کے جوابات ابھی بہت تفصیلات ہیں۔

"یار زندہ صحبت باقی"

اللہ ہمیں فاروق اعظمؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

دعائے خیر

ربّا وجدا رہے ایہہ ناد میرا o رکھیں جگ وچہ رونا یاد میرا
انیوں عقبٰی دا کریں زاد میرا o وچہ دنیا شور مچا دے توں
سائیں وحدت ناد وجا دے توں o دِل قُدسیاں دے تڑپا دے توں

دردمندوں سے درخواست ہے کہ وہ فقیر بارگاہ صمدی خادم العلم والعلماء

خادم القرآن والحدیث **پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری**

ماجستیر فی العلوم العربیۃ جامعۃ بنجاب (پنجاب یونیورسٹی)

ماجستیر فی العلوم الاسلامیۃ جامعۃ بهاولبور (بہاولپور یونیورسٹی)

صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ)

کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور یہ کہ میری یہ کاوش اللہ کے ہاں درجہ قبولیت تک پہنچے اور یہ مقالہ "عظمتِ فاروق اعظمؓ" جو کہ میری تصنیف "مِسکُ المَدِینَۃ" کی زینت ہے۔ میرے لئے ذریعہ نجات بنے۔ آمین یارب العالمین۔

الٰہی پھر مسلمانوں میں پہلی شان پیدا کر
وہی پھر عزم پیدا کر وہی ایمان پیدا کر
مٹانے کے لئے طاغوت باطل کو زمانے سے
جناب حضرت فاروقؓ سا انسان پیدا کر

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ فَاِنَّہٗ
یُبْدٰی بِہِ الذِّکْرُ الْجَمِیْلُ وَ یُخْتَمُ

☆ ☆ ☆

وَمَا تَوْفِیْقِی اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ o

باب پنجم

شہادت ہے مطلوب مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

شانِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تألیف

خادم القرآن والحدیث
علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور
ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی ○ ایم اے اسلامیات بہاولپور یونیورسٹی

ترتیب وتزئین

صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری ۔ فاضل علوم شرقیہ ووفاق المدارس

شعبہ تصنیف و تبلیغ الجامعہ الابراھیمیہ
بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)

فہرست

باب پنجم

پہلا خطبہ

شانِ حضرت عثمان ذی النُّورَینؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ ○

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا○ ﴿الفتح ۔ ۱۸﴾

"ہر آئینہ خوشنود شد خدا از مسلمانان وقتیکہ بیعت میکردند باتو زیر درخت پس دانست آنچہ در دل ایشانست پس فرود آورد اطمنان دل بر ایشاں و ثواب داد ایشاں را فتح نزدیک"

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لئے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔

اللہ ہی کے لئے تعریف و تمجید و تقدیس کے کلمات ہیں جس نے محض اپنی خاص عنائت و کرم نوازی سے ہمیں احیائے دین کے لئے پسند فرمایا اور اس قابل بنایا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے ہم کچھ کام کر سکیں۔

لاتعداد درود و سلام محبوب رب غفور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر ہوں۔

آج میرے مختصر ترین مقالے کا عنوان ذی شان امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ کوشش کی ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کردوں۔ "خَیرُ الکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ"۔

انفرادیت

صحابہ کرامؓ میں حضرت عثمان غنیؓ کو امتیازی اور انفرادی مقام و عظمت حاصل ہے۔ یکے بعد دیگرے سردار دو جہاںؐ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ آپ کے نکاح میں آئیں۔ خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہرے داماد تھے۔

"سُسر بھی بے مثال، داماد بھی بے مثال"

حضرت آدمؑ سے لے کر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کی زوجیت میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں یہ مقام صرف اور صرف امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو ہی نصیب ہوا ہے۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ۝ ﴿الحدید۔ ۲۱﴾

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرمؐ سے سنا ہے آپؐ نے حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اے عثمانؓ

"لَوۡ اَنَّ لِیۡ اَرۡبَعِیۡنَ اِبۡنَۃً لَزَوَّجۡتُكَ وَاحِدَۃً بَعۡدَ وَاحِدَۃٍ"

﴿ابن عساکر﴾

اگر میری چالیس (۴۰) بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کا نکاح تیرے ساتھ کرتا حتّٰی کہ کوئی باقی نہ رہتی۔

ذِی النورین سوہنا عثمانؓ ○ جمع کیتا جس پاک قرآن
بیٹیاں پاک نبیؐ نے دتیاں ○ پیار ویکھو حب داراں دا
بن یار نبیؐ دیاں یاراں دا

شانِ عثمانؓ اور گردان

☆ ۳۴ سال کی عمر میں اسلام قبول کرنے والا عثمانؓ
☆ ''عَشْرَہْ مُبَشَّرَہْ'' میں شامل عثمانؓ
☆ ''اِمَامُ الْاَنْبِیَآء'' کا سفیر عثمانؓ
☆ ''اِمَامُ الْاَنْبِیَآء'' کا ہاتھ یَدُ عُثْمَانؓ
☆ جس کے لئے قرآن نازل ہوا وہ عثمانؓ
☆ فکر آخرت کا پیکر عثمانؓ
☆ سخاوت اور فیاضی والا عثمانؓ
☆ بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کو وقف کرنے والا عثمانؓ
☆ امیر المؤمنین ''ذِی النُّوْرَیْن'' عثمانؓ
☆ رسول اللہؐ کا محبوب عثمانؓ
☆ رقیہؓ اور ام کلثومؓ کا سردار عثمانؓ
☆ دو ہجرتوں والا عثمانؓ
☆ آقا کی زبان سے شہادت کی خوشخبری پانے والا عثمانؓ
☆ کبھی بھی گانا نہ سننے والا عثمانؓ

☆ جاہلیت کے دور میں بھی زنا نہ کرنے والا عثمانؓ
☆ مسجد نبویؐ کی توسیع کے لئے زمین خرید کر وقف کرنے والا عثمانؓ
☆ غزوۂ تبوک میں سب کچھ پیش کرنے والا عثمانؓ
☆ اَوَّلُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ عُثْمَانُؓ
☆ حدیبیہ کا تاجدار عثمانؓ
☆ خلیفۂ برحق عثمانؓ
☆ كَامِلُ الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَانِ عُثْمَانُؓ
☆ جَامِعُ الْقُرْآنِ عُثْمَانُؓ
☆ ہر ساتویں دن ایک غلام آزاد کرنے والا عثمانؓ
☆ پوری زندگی ''صَائِمُ النَّهَارِ'' عُثْمَانُؓ
☆ جس پر چالیس دن پانی بند ہوا وہ عثمانؓ
☆ جس کے جنازے پر پتھر برسائے گئے وہ عثمانؓ
☆ جس کو قرآن پڑھتے ہوئے شہید کیا گیا وہ عثمانؓ
☆ جس کی شہادت کی گواہی قرآن دے وہ عثمانؓ
☆ جس کو دنیا میں ''جنت البقیع'' ملی وہ عثمانؓ

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ○ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سیّد کائناتؐ نے کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی مقدس و مطہر زبان سے مسجد نبویؐ میں ارشاد فرمایا۔

''عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ'' ''عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ'' ''عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ''

کائنات نے بڑے بڑے مالدار دیکھے ہیں لیکن چشم فلک نے عثمان غنیؓ جیسا چہرہ کبھی نہیں دیکھا جس کے احسانات زندہ و پائندہ ہیں۔

غزوۂ بدر اور فضیلت عثمانؓ

معرکۂ بدر کی تیاری ہے صحابہ کرامؓ نبی اکرمؐ کی رفاقت میں نکلے حضرت عثمان غنیؓ کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ عرض کی آقاؐ میرے لئے کیا حکم ہے؟

بیوی میری ہے اور بیٹی آپؐ کی اور وہ بیمار ہے۔

عرش والے نے حضرت جبرائیل امینؑ کو بھیجا کہ میرے محبوبؐ کو پیغام دو کہ وہ حضرت عثمان غنیؓ کو حکم دیں کہ تم مدینے میں بیٹھ کر رسول اللہؐ کی بیٹی کی خبر گیری اور تیمارداری کرو اللہ تمہیں گھر بیٹھے ہی بدر کے غازیوں میں شمار کرے گا اور جو اجر بدری صحابہ لیں گے وہ تمہیں بھی ملے گا۔

سرور کائناتؐ غزوۂ بدر سے واپس آئے تو مدینہ منورہ میں غموں کے بادل تھے۔ نبی اکرمؐ کی پیاری بیٹی حضرت رقیہؓ مولائے حقیقی سے جا ملی تھیں۔

دعا کرتی ہوئی حق سے رسول اللہؐ کی بیٹی
نبیؐ کی واپسی سے بیشتر تربت میں جا لیٹی

آپؐ حضرت عثمان غنیؓ کے گھر گئے نبی اکرمؐ نے پیار و محبت سے حضرت عثمان غنیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ساری کائنات گواہ رہے کہ عثمانؓ نے مجھے اتنا راضی کیا ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کا رشتہ بھی حضرت عثمان غنیؓ کو دیتا ہوں۔

حضرت عثمانؓ کا اس سے بڑھ کا اور کیا مقام ہوگا کہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہیں لیکن آپ کو اہل بدر میں شمار کیا گیا۔

وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ۝ ﴿البقرۃ۔۱۰۵﴾

اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے چن لیتا ہے اور وہ بڑا افضل فرمانے والا ہے۔

''کسی کا رشتہ والد کرے، کسی کا رشتہ والدہ کرے، کسی کا رشتہ عزیز و اقارب کریں، میں قربان جاؤں! عثمان غنیؓ کا رشتہ خدا آپ کرے۔''

غزوۂ تبوک اور شان عثمانؓ

غزوۂ تبوک کے موقعہ پر آپؐ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی اس مشکل ترین وقت میں جہاد کے سامان کا انتظام کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ یہ سنتے ہی امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ نے ایک سو اونٹ بمع ساز و سامان پیش کیے۔ آپؐ نے دوبارہ چندہ کی اپیل کی حضرت عثمان غنیؓ نے دو سو (۲۰۰) اونٹ کی پیشکش کر دی۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ پھر اپیل کی حضرت عثمان غنیؓ اٹھے۔ عرض کی آقا۔ میں اکیلا ہی تین سو (۳۰۰) اونٹ بمع ساز و سامان دیتا ہوں۔ نبی اکرمؐ نے وفور مسرت سے اعلان کیا۔

''مَاضَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ'' ﴿ترمذی۔ مستدرک حاکم﴾

آج کے بعد اے میرے عثمانؓ اگر تو کوئی دوسرا عمل نہ بھی کرے تو یہی عمل تجھے جنت میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے غزوۂ تبوک کے لئے ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے، سامان رسد کے لئے ایک ہزار دینار خدمت اقدسؐ میں نقد پیش کیے۔

اس موقع پر آپؐ نے عثمان غنیؓ کے لئے دعا فرمائی۔

''اَللّٰهُمَّ اِنِّی قَدْ رَضِيْتُ فَارْضَ عَنْهُ''

یا اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں، تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے o جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے o نگاہ مسلمان کو تلوار کر دے

بئر رومہ اور شان عثمانؓ

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو پانی کی شدید تکلیف ہوئی، مدینے میں ایک ہی کنواں تھا۔ جو بئر رومہ کے نام سے مشہور تھا۔ اور وہ یہودی کی ملکیت تھا اور اس نے پانی کو ذریعہ معاش بنا رکھا تھا۔ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ﷺ سے مسلمانوں کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ یَحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَۃَ فَلَہُ الْجَنَّۃُ فَحَفَرَھَا عُثْمَانَ وَ قَالَ مَنْ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ فَلَہُ الْجَنَّۃُ ، فَجَھَّزَہٗ عُثْمَانُ۔

﴿بخاری شریف۔ کتاب المناقب﴾

کون ہے جو بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ نے اسے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

The Prophet ﷺ said, "He who digs the well of Ruma will have Paradise," 'Uthman ؓ dug it. He also said, "He who equips the army of Al-Usra (i.e. Ghazwa of Tabuk) will have Paradise." Uthman ؓ equipped it.

"فَاشْتَرَاھَا بِخَمْسَۃٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ اَلْفَ دِرْھَمْ"

حضرت عثمانؓ نے اسے پینتیس (۳۵) ہزار درہم میں خریدا۔ سبحان اللہ

دوسرا خطبہ

بیعت رضوان اور فضیلت عثمانؓ

مسجد کے لئے جگہ

سیّد کائناتؐ نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو زمین کا ٹکڑا خرید کر مسجد نبویؐ میں شامل کر دے اسے جنت ملے گی۔ حضرت عثمان ذی النورینؓ نے اپنی جیب سے پچیس (۲۵) ہزار درہم ادا کر کے زمین خریدی اور مسجد نبویؐ کے لئے وقف کر دی۔

﴿ترمذی شریف﴾

اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع میں تاریخی کردار ادا کیا۔

بَنٰی جِدَارَہٗ بِالۡحِجَارَۃِ الۡمَنۡقُوۡشَۃِ۔ وَ جَعَلَ عَمَدَہٗ مِنۡ حِجَارَۃٍ مَّنۡقُوۡشَۃٍ وَ سَقۡفَہٗ بِالسَّاجِ

﴿بخاری شریف۔ کتاب الصلوٰۃ﴾

حضرت عثمان غنیؓ نے دیواریں اور ستون منقش پتھروں سے بنوائے اور ہاتھی کے دانت کی چھت بنوائی۔

"محبوب خداؐ کی مسجد کو حضرت عثمان غنیؓ نے چار چاند لگا دیئے"

حضور اکرمؐ کو ایک رؤیائے صادقہ میں بیت اللہ آنے کا اشارہ ہوا۔ آپؐ ۶ھ ذی قعدہ میں چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرامؓ کی قدسی جماعت اور قربانی کے ستر (۷۰) اونٹ ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ حضور اکرمؐ کو راستہ میں ہی علم ہو گیا تھا کہ قریش مزاحمت کریں گے۔ آپؐ نے حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا۔

قبیلہ خزاعہ کے سردار چند اہم ساتھیوں کے ہمراہ حضور اکرمؐ سے ملے۔ آپؐ نے فرمایا ہم صرف بیت اللہ الحرام کی زیارت اور عمرہ کے لئے آئے ہیں۔ ہمارا مقصود جنگ نہیں ہے۔ انہوں نے واپس جا کر قریش سے گفتگو کی اور کہا کہ ہمیں حرم کے زائرین کو روکنا نہیں چاہیئے۔ قریش مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو نمائندہ بنا کر بھیجا۔ عروہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ اگر آپ نے اپنی ہی قوم کو تباہ کر دیا تو یہ کونسا اچھا کارنامہ ہو گا۔ عروہ گفتگو کے دوران اپنا ہاتھ حضور اکرمؐ کی داڑھی تک بڑھاتا ہے۔ ہر بار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ تلوار کی نوک سے اس کا ہاتھ ہٹا دیتے ہیں۔ نبی اکرمؐ نے عروہ کے سامنے اپنا موقف رکھ دیا۔

عروہ ثقفی کا اعتراف حقیقت

عروہ ثقفی نے جو سماں دیکھا اس سے وہ بے حد متاثر ہوا اور سارا کا سارا حال "مکۃ المکرمۃ" میں آ کر بیان کر دیا۔ اور کہا کہ جو محبت اور اطاعت کے مناظر میری نگاہوں سے گزرے ہیں وہ تو بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں بھی نہیں پائے جاتے۔ سرور کائناتؐ کے ساتھی ان پر جان چھڑکتے ہیں اور ان کے اشارے پر کٹ مرنے کو تیار ہیں۔

کہے عروہ ثقفی قریشاں نوں جا کے
میں شاہاں دی شاہی درباراں نوں ڈٹھا
زمانے وچہ ایسی مثال ای نئیں ملدی
جویں میں محمدؐ دے یاراں نوں ڈٹھا
وضو قطرے گردے اوہ بھج بھج کے پکڑن
محبت نال ملدے رخساراں نوں ڈٹھا

گرے تھک دی اک چھٹ نہ زمین اتے

میں ایسا کدی وی پیارا نہ ڈٹھا

رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰؐ نے حضرت عثمان ذی النورینؓ کو اپنا سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا قریشیوں نے کہا کہ اے عثمانؓ اگر تم کعبۃ اللہ کا طواف کرنا چاہتے ہو تو اجازت ہے لیکن محمدؐ اور اس کے اصحاب کے لئے داخلہ کی گنجائش نہیں ہے۔ عثمان غنیؓ نے جواب دیا۔

اَنَا اَطُوفُ بِالْبَیْتِ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَمْ یَطُفْ

میں طواف بیت اللہ کروں اور رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں یہ کیسے ممکن ہے؟ کفار مکہ کو یہ جواب پسند نہ آیا اور عثمان غنیؓ کو مکۃ المکرمۃ میں روک لیا۔ اور واپسی میں دیر ہوگئی۔ ادھر افواہ پھیل گئی

عثمان غنیؓ کے قتل کی افواہ

"اِنَّ عُثْمَانَ قَدْ قُتِلَ"۔ "نَعُوْذُ بِاللّٰہِ"

بیشک حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

حضور اکرمؐ نے فوراً اصحابہ کرام کی جماعت کو اکٹھا کیا اور عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بیعت لی اور فرمایا کہ ہم ان لوگوں سے بدلہ لئے بغیر نہ پلٹیں گے۔

حضرت عثمانؓ کی جان بے حد قیمتی تھی۔ عثمان غنیؓ تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی تفویض کردہ خدمت پر گئے تھے۔ نبی اکرمؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور اس پر دوسرا ہاتھ اپنی طرف سے رکھ کر کہا بیعت کرو۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا اے صحابہ کرامؓ کی جماعت آج کے دن تم لوگ تمام زمین والوں سے افضل ہو۔

قریش کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً عثمان غنیؓ کو واپس روانہ کر دیا کانٹوں والے ببول کے درخت کے نیچے لی گئی بیعت ''بیعت رضوان'' کے نام سی معروف ہوئی۔

کانٹوں والے درخت کا تذکرہ قرآن میں

جب سردار دو جہاںؐ بیعت لے چکے تو آسمان سے قرآن نازل ہوا

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا○ ﴿الفتح ۔ ۱۸﴾

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لئے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔

ہتھ تیرے پر جو ہتھ رکھن اے محبوبؐ پیارے
اوپر اُنہاں دے ہتھ اساڈا اوہ سانوں بڑے پیارے

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عنائت فرمایا جو کفار سے انتقام لینے کے لئے پیغمبرؐ کے دست مبارک پر بیعت کر رہے تھے۔

جس درخت کے نیچے عثمان غنیؓ کی عظمت کی خاطر بیعت لی جا رہی تھی وہ درخت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ اس کا تذکرہ بھی قران میں کر دیا۔ ''تَحْتَ الشَّجَرَة''۔

نسبت عثمانؓ سے درخت بھی اونچا ہو گیا ○ نسبت عثمانؓ سے پست بھی بالا ہو گیا

''داماد نبیؐ عثمانؓ، ہم زلف نبیؐ عثمانؓ، رَفِیْقِ شَیْخَیْنِ عُثْمَانؓ، خالوئے حسنینؓ عثمانؓ، ذُوالْهِجْرَتَیْنِ عُثْمَانؓ، ذِی النُّوْرَیْنِ عُثْمَانؓ''

کی رفعت، عظمت، بلندی اور مقام کے لئے سیّد کائناتؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَان ﴿جامع ترمذی﴾

ہر نبی کا کوئی نہ کوئی رفیق ہے۔ میرا رفیق (ساتھی) جنت میں عثمانؓ ہے۔

مزید ارشاد فرمایا: "اَلَا اَسْتَحِي مِنْ رَّجُلٍ يَّسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ"

کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی سخاوت کا واقعہ

سخاوت کے بارہ میں حصرت عثمانؓ کا مرتبہ بے حد بلند تھا۔ مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے دور صدیقی کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ایک سال قحط پڑ گیا۔ تمام لوگوں کے پاس خورد و نوش کے ذخیرے ختم ہو گئے لوگوں نے آ کر خَلِيْفَةُ الْمُسْلِمِيْن ابوبکر صدیقؓ سے فریاد کی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل تک تمہاری یہ تکلیف اللہ دور کر دے گا۔ دوسرے روز علی الصبح حضرت عثمان غنیؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے لدھے ہوئے ملک شام سے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ چنانچہ مدینہ کے بڑے بڑے تاجر علی الصبح حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے۔ اور ان کو پیش کش کی کہ وہ یہ غلہ ان کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ تاکہ بازار میں مہنگا بیچ لیں۔ تاکہ لوگوں کی پریشانیاں دور ہو جائیں۔ حضرت عثمان نے کہا۔ میں نے یہ غلہ ملک شام سے منگایا ہے۔ بتلاؤ کہ تم میری خرید پر کیا نفع دو گے؟ تاجروں نے دس گنا زیادہ کی پیش کش کی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ تاجروں نے کہا ہم دس کے چودہ گنا زیادہ دیتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے پھر کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ ملتے ہیں۔ ان تاجروں نے اس سے بھی زیادہ دینے کی

درخواست کی۔ تاجروں نے کہا آپ کو ہم سے زیادہ دینے والا کون ہے؟ مدینہ میں تجارت کرنے والے ہم ہی تو ہیں۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے فرمایا مجھے تو ایک درہم کے بدلہ ستر (۷۰) درہم ملتے ہیں کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو۔ تاجروں نے کہا نہیں دے سکتے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا۔ اے تاجرو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں یہ تمام غلہ مدینہ کے غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، معذوروں پر صدقہ کرتا ہوں۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ ﴿البقرۃ۔۲۶۱﴾

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات (۷) بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو (۱۰۰) دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے، افزوئی عطا فرماتا ہے۔ (برکت دیتا ہے) وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ اسی رات میں نے خواب میں سرور دو عالمؐ کو دیکھا ایک چمکیلی چھڑی آپؐ کے ہاتھ میں ہے اور گھوڑے پر سوار ہیں اور آپؐ بڑی تیزی کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضورؐ آپ پر میرے ماں باپ قربان میں آپؐ کا بے حد مشتاق ہوں۔ مجھ پر کچھ توجہ فرمائیے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا میں عجلت میں ہوں وہ اس وجہ سے کہ عثمان غنیؓ نے اللہ کی راہ میں ایک ہزار اونٹ غلہ کے صدقہ کر دیئے ہیں اور عند اللہ وہ صدقہ قبول ہو چکا ہے۔ اس کے عوض جنت میں ایک حور کے ساتھ ان کی شادی ہو رہی ہے میں خود اس میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔ ﴿تاریخ الخلفاء﴾

اگر سخی دیکھنا ہے تو مدینہ میں اتنا بڑا سخی نظر نہ آئے گا اگر مظلوم دیکھنا ہے تو

عثمانؓ سے بڑھ کر کوئی مظلوم نہیں اگر بھوکا پیاسا دیکھنا ہے تو ان سے بڑھ کر کسی پر ظلم نہیں ہوا۔ عثمانؓ کے لئے چالیس (۴۰) دن تک پانی بند کر دیا گیا۔ بچے روتے اور تڑپتے تھے مگر کسی کو ترس نہ آتا تھا۔

وَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالٰی عنہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ فَرَجَفَ بِھِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَ شَھِیْدَانِ۔

﴿بخاری شریف﴾

حضرت انسؓ سے مروی ہے نبی اکرمؐ احد پہاڑ پر ہیں۔ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی آپؐ کے ساتھ ہیں پہاڑ نے ہلنا شروع کر دیا۔ آقاؐ نے پہاڑ پر اڈی ماری اور فرمایا۔ اے احد ٹھہر جا۔ تجھے معلوم نہیں کہ تجھ پر ایک نبی ہے، ایک صدیقؓ ہے، اور دو شہید ہیں۔

Narrated Ans ﷺ: The Prophet ﷺ ascended the mountain of Uhad and Abu Bakr ﷺ, Umar ﷺ and Uthman ﷺ were accompanying him. The mountain gave a shake (.e. trembled underneath them). The Prophet ﷺ said, ""O Uhud! Be calm."" I think that the Prophet ﷺ hit it with his foot, adding, "For upon you there are none but a Prophet ﷺ, a Siddiq and two martyrs."

شہادت عثمانؓ

اس دنیا میں بڑی بڑی سفاکی، بربریت اور درندگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے مگر جس بربریت اور سفاکی کے ساتھ حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا دنیا میں اس کی مثال

نہیں لتی۔ حضرت عثمانؓ مسجد نبویؐ کے منبر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ خلافت کا بارہواں سال ہے باغیوں نے مدینہ میں ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ باغیوں نے سنگ باری شروع کر دی کائنات میں کوئی خطیب ایسا نہ ہوگا جس کو مسجد نبوی کے منبر پر پتھر مارے گئے ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں عصا تھا یہ حضور علیہ السلام کا عصا تھا آپؐ کے بعد یہ عصا ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا ان کے بعد عمر فاروقؓ کے پاس آیا ان کی شہادت کے بعد یہ عصا حضرت عثمانؓ خطبہ کے وقت پکڑتے تھے اس عصا کو ایک آدمی نے حضرت عثمانؓ سے چھین لیا اور دیوار کے ساتھ مار کر توڑ دیا حضرت عثمانؓ پر باغیوں اور بلوائیوں نے اتنے پتھر مارے کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آپ کو گھر پہنچا دیا جاتا ہے جب آپ ہوش میں آئے تو آپ نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ مدینہ میں امن و امان ہے یا نہیں پتہ چلتا ہے کہ بلوائیوں نے اعلان کر دیا کہ عثمانؓ مسجد نبویؐ میں آ کر نہ خطبہ دے سکتے ہیں نہ نماز پڑھ سکتے ہیں بلکہ ان کا مدینہ کے بازاروں میں چلنا پھرنا بند۔ اس کے بعد ان کا پانی اور کھانا بھی بند کر دیا۔

دن روزے سے گزرتا ہے رات عبادت میں گزرتی ہے۔ ایک دن آپ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر فرمایا لوگو! میرا کیا قصور ہے؟ مجھے تم مسجد نبوی میں نماز نہیں پڑھنے دیتے وہ کنواں جس کو میں نے اپنے روپے سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا ہے اس کا پانی بھی تم مجھے لینے نہیں دیتے۔ اس مسجد میں تم مجھے نماز پڑھنے نہیں دیتے جس کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا جو شخص مسجد کے لئے ملحقہ مکان خرید کر وسیع کرے اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ تو میں نے جگہ خرید کر مسجد وسیع کی تھی میں نے ۲۵ ہزار روپیہ خرچ کیا تھا پھر آپ لوگ نہیں جانتے کہ تبوک کے لئے میں نے ہزار سواری مع ساز و سامان اور ہزار دینار دیئے۔

حضور علیہ السلام ان دیناروں کو ہاتھوں میں اچھالتے ہیں اور فرمایا آج کے بعد اگر عثمانؓ کوئی نیکی نہ بھی کرے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

حضرت عثمانؓ نہایت قابلِ احترام ہستی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کو خواب آتا ہے جس میں حضور علیہ السلام، ابوبکر صدیقؓ، اور عمر فاروقؓ کی زیارت ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عثمانؓ! تم مسلسل روزے رکھ رہے ہو جلدی آؤ اور اپنا روزہ حوض کوثر پر افطار کرو۔ جمعہ کا دن ہے غسل کر کے کپڑے بدل لیتے ہیں اور قرآن کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں۔ کنانہ بن بشیر اور حمران اندر آتے ہیں انہوں نے لوہے کی سلاخیں اور نیزے مار مار کر شہید کر دیا اور چھاتی پر چڑھ کر پسلیاں توڑ دیں اور خون مقدس کی چھینٹیں قرآن کی اس آیت پر پڑیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

﴿البقرۃ۔۱۳۷﴾

"پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لائیں، جس طرح تم ایمان لائے ہو، تو ہدایت پر ہیں، اور اگر اس سے منہ پھیریں تو کھلی بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی میں پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا اطمینان رکھو کہ ان کے مقابلے میں اللہ تمہاری حمایت کے لئے کافی ہے۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے"

بلوائیوں نے قرآن کو بھی ٹھوکر مار کر گرا دیا۔ آپ کی بیوی نائلہ نے خاوند کو بچانا چاہا تو انہوں نے ان کی انگلیاں کاٹ دیں۔

جب حضرت عثمانؓ کی روح پرواز ہوئی اس وقت آپ کی زبان پر تھا

''سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمُ'' دوسری روایت کے مطابق یہ الفاظ تھے

''فَسَیَکفِیکَھُمُ اللّٰہ''

تین دن تک آپ کی لاش بے گوروکفن پڑی رہی۔ بلوائی دفن بھی نہ کرنے دیتے تھے۔آخر چند آدمیوں نے جن میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت حسنؓ بھی تھے ان کا جنازہ اٹھایا اور دفن کرنے کے لئے چل پڑے بلوائی پتھر لے کر چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے۔انہوں نے اوپر سے سنگباری شروع کر دی لوگوں کے جنازہ پر پھولوں کی بارش ہوتی ہے عطر چھڑکا جاتا ہے مگر حضرت عثمانؓ کے جنازہ پر پتھروں کی بارش ہوتی ہے۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے ٥ محبوب کی گلی میں ذرا گھوم کے نکلے

حضرت نائلہ نے اپنے ہاتھ میں چراغ پکڑا ہوا ہے رات کا سماں ہے۔ بلوائیوں نے اعلان کر رکھا ہے کہ ہم حضرت عثمانؓ کو جنت البقیع میں دفن نہ ہونے دیں گے۔ جنت البقیع وہ قبرستان ہے جہاں دس ہزار صحابہؓ کرامؓ کی قبریں ہیں آخر جنت البقیع کے احاطہ سے پرے لے جا کر حضرت عثمانؓ کو دفن کر دیا گیا۔

کسی کی شہادت کی گواہی بدر کا میدان دے گا، کسی کی شہادت کی گواہی میدان اُحد دے گا۔ کسی کی شہادت کی گواہی میدان کربلا دے گا مگر عثمانؓ کی شہادت کی گواہی رب کا قرآن دے گا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

امام بخاریؒ اور طواف بیت اللہ

رئیس المحدّثین حضرت امام بخاریؒ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔آپ

نے دیکھا کہ ایک شخص طواف میں یہ دعا کر رہا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اغفِرلِیْ وَ مَا اَظُنُّ اَنْ تَغفِرَلِیْ"

اے اللہ تو مجھے معاف فرما دے اور مجھے امید نہیں ہے کہ تو مجھے معاف کرے گا۔

امام بخاریؒ نے اس شخص سے سوال کیا کہ اللہ غفور الرحیم ہے تو اس طرح دعا کیوں کر رہا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میں ہی وہ بدنصیب ہوں کہ جس نے زیارت کے بہانے حضرت عثمان غنیؓ کے منہ پر طمانچہ مارا۔ جس ہاتھ سے تھپڑ مارا تھا اسی دن سے وہ میرا ہاتھ سوکھ گیا ہے۔ اب گویا لکڑی ہے۔ "کَاَنَّھَا عُوْدٌ" (مُعَاذَ اللّٰہِ)

عثمان غنیؓ اور فکر آخرت

حضرت عثمان غنی ذی النورینؓ عذاب قبر پر بہت روتے۔ سوال کیا گیا

"تُذْکَرُ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْکِیْ"

جنت اور جہنم کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ اتنا نہیں روتے لیکن قبر کے عذاب کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپؓ بہت روتے ہیں۔ جواب دیا کہ میں نے والی حرمین الشریفین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا

"اَلْقَبْرُ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ"

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ جو یہاں نجات پا گیا اگلی تمام منزلیں اس کے لئے آسان ہو جائیں گی۔ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

عثمان غنیؓ کی تین خواہشات

امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے ایک دن مجلسِ صحابہؓ میں عرض کی کہ آقا

مجھے دنیا میں تین چیزوں سے محبت ہے۔ ﴿المنبہات لابن حجرؒ﴾

☆ اِشْبَاعُ الْجِیْعَانِ — بھوکوں کو کھانا کھلاؤں

☆ کِسْوَۃُ الْعُرْیَانِ — ننگوں کو کپڑا پہناؤں

☆ وَتَلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ — اور قرآن ہی پڑھتا رہوں۔

دعائے خیر

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امام مظلوم، خلیفۂ سوم، امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ذی النورینؓ ''وفا وحیا کے بادشاہ'' پر ہمارے اس مقالہ کو درجہ قبولیت سے نوازے اور نجات اُخروی کا سبب بنے۔ فی الحقیقت یہ بندہ احقر

خادم القرآن والحدیث پروفیسر محمد ابراہیم خادمؔ قصوری

ماجستیر فی العلوم العربیۃ جامعۃ بنجاب (پنجاب یونیورسٹی)

ماجستیر فی العلوم الاسلامیۃ جامعۃ بھاولبور (بہاولپور یونیورسٹی)

صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ)

جملہ صحابہ کرامؓ کا جاں نثار و فدا کار ہے اللہ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلائے۔

تمنا درد دل کی ہے کہ ہم کچھ کام کر جائیں

اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم ٥ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم ٥

•••••••••••

بابِ ششم

جنہیں نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اُنہیں بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

فضائل حضرت علیؓ

تالیف

خادم القرآن والحدیث
علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف کنگن پور
ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی ○ ایم اے اسلامیات بہاولپور یونیورسٹی

ترتیب وتزئین
صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری۔ ایم۔ اے

شعبہ تصنیف و تبلیغ الجامعہ الابراھیمیہ
بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)

فہرست

باب ششم

پہلا خطبہ

فضائل امیر المومنین حضرت علیؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ○ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ○

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا○ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ○

﴿الدھر۔۸۔۹﴾

"وطعام باوجود احتیاج بآن فقیررا، ویتیم را، و زندانی را میگویند جز ایں نیست کہ طعام می دہیم شمارا برائے ذاتِ خدا نمے طلبیم از شما مزدے ونہ شکرے"

"اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ"

☆ عَلٰی حُبِّہٖ :

وہ کھانے کے دلپسند اور محبوب ہونے اور خود اس کے حاجت مند ہونے کے باوجود دوسروں کو کھلاتے ہیں۔اور وہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی محبت میں کرتے ہیں۔

☆ وَاَسِیْرًا :

قیدی سے مراد وہ شخص ہے جو قید میں ہو خواہ کافر ہو یا مسلمان، خواہ جنگی

قیدی ہو یا کسی جرم میں قید کیا گیا ہو ہر حالت میں ایسے بے بس آدمی کو کھانا کھلانا بہت بڑی نیکی ہے۔

☆ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○

جس کی مدد کی جائے اُسے یہ اطمینان دلا دیا جائے کہ ہم اس سے کسی قسم کا شکریہ یا بدلہ نہیں چاہتے تاکہ وہ بے فکر ہو کر کھانا کھائے۔

آج ہمارے "مقالہ" کا عنوان "مناقب و فضائل امیر المومنین حضرت علیؓ" ہے۔

میرے نزدیک خلیفۂ چہارم امیر المومنین حضرت علیؓ علم و عمل کے پیکر، دروازے اور حکمت کے خزانے ہیں۔

گردان

علیؓ حیدر ہے، صفدر ہے، شیر نر ہے، شیر ببر ہے، فاتح خیبر ہے، ذی قدر ہے، مجاہد بدر ہے، بہتر و برتر ہے، حیدر کرار ہے، شیر جرار ہے، ہاتھ میں تلوار ہے، لشکر لاکھوں ہزار ہے، سب پر علیؓ کا وار ہے، علیؓ صاحب ذوالفقار ہے، شوہر بتولؓ ہے، داماد رسولؐ ہے، صحابی مرتضیٰؓ ہے، محبوب مصطفیٰؐ ہے، اِمَامُ الْمُتَّقِيْن ہے، خَلِيْفَةُ الْمُسْلِمِيْن ہے، امیر المومنین ہے، علیؓ چمکتا ہوا پھول ہے، حکمت سے بھرپور ہے، نغمۂ توحید سے معمور ہے، علیؓ عابد رحمٰن ہے، قاریٔ قرآن ہے۔

ع "حیدر بہار باغِ خصالِ محمدؐ است"

حضرت علیؓ کی کنیت ابوالحسن و ابوتراب ہے۔ آپ کے والد کا نام ابو طالب ہے جو نبی اکرم ﷺ کے چچا ہیں۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔

سردار دو جہاںؐ نے جب اعلان نبوت کیا اور توحید کا پیغام سنایا۔ دعوت حق دی تو حاضرین میں سے آٹھ (۸) سال کا ایک بچہ بڑی جرأت کے ساتھ اٹھتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اگر چہ میں بچہ ہوں، اگر چہ میری ٹانگیں پتلی ہیں لیکن میں سب سے پہلے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور آپؐ کا ساتھ دیتا ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

﴿البداية و النهاية﴾

لے گئے کوثر جنت نہراں دوروں آون والے
حکم نبیؐ دا موڑن والے رب نے دور نکالے

عربوں، حبشوں، شام عراقوں چانن گیا اگیر ے
باہجھ نصیب نبیؐ دے چاچے رہ گئے وچ انھیرے

سردارِ دو جہاںؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی آغوش نبوت میں لے لیا۔ اپنے گھر سے کھانا کھلایا۔ لباس پہنایا۔ علم پڑھایا اور تزکیہ نفس بھی کیا۔

نبی اکرمؐ کو حضرت علیؓ سے بے پناہ محبت تھی۔

وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ هُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ۔

"اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا" ﴿ترمذی شریف﴾

حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا فوج کسی مقام کی طرف روانہ کی ان میں حضرت علی المرتضیٰؓ بھی شامل تھے۔ ام عطیہؓ فرماتی ہیں جب فوج چلی۔ منزل مقصود کی جانب لشکر رواں دواں ہو گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے مقدس ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے سنا۔

آپؐ بارگاہ خداوندی میں التجا کر رہے ہیں۔

یا اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں اپنے علیؓ کو صحیح و سالم واپس آتے دیکھ نہ لوں۔

نبی اکرمؐ کی حضرت علیؓ کے لئے یہ بے قراری آپؐ کی دلی محبت کی واضح دلیل ہے۔

سیّد کائناتؐ نے حضرت علیؓ سے محبت کو معیار ایمان بنایا۔

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ" ﴿مسند احمد﴾

جس نے علیؓ کو گالی دی پس تحقیق اس نے مجھے گالی دی۔

ایک مقام پر آپؐ نے فرمایا: اے میرے علیؓ

"اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃ" ﴿ترمذی شریف﴾

تو میرا بھائی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

قربان جاؤں علیؓ کی عظمت پر جس نے نبوتؐ کی زبان مقدس سے اخوت مصطفیٰؐ کا بے مثال تمغہ حاصل کیا۔

میدان جنگ میں روحانی طاقت

ملک شام سے ایک آدمی حضرت علیؓ کو دیکھنے کے لئے آیا اس نے مدینہ منورہ آ کر حضرت علیؓ کا پتہ پوچھا۔ بتانے والے نے بتایا۔ جب وہ آدمی حضرت علیؓ کے ہاں پہنچا تو دیکھا کہ آپ خشک روٹی کے ٹکڑے پانی میں بھگو بھگو کر کھا رہے ہیں۔ وہ شخص متعجب ہوا تو حضرت علیؓ نے فرمایا تعجب نہ کیجئے ہم میدان جنگ میں جسمانی طاقت کے ساتھ نہیں بلکہ روحانی طاقت کے ساتھ لڑتے ہیں۔

یتیم، مسکین اور قیدی کو کھانا کھلانے کا واقعہ

پہلے اس ایمان افروز واقعہ کو امام فخر الدین رازیؒ سے عربی عبارت میں ملاحظہ فرمائیں جس سے آنکھوں کو طراوت، دل کو حلاوت، اور روح کو بلیدگی نصیب ہوگی انشاء اللہ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ مَرِضَا فَعَادَھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِیْ اُنَاسٍ مَّعَہٗ، فَقَالُوْا یَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰی وَلَدِكَ، فَنَذَرَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃِ وَ فِضَّۃٌ جَارِیَۃٍ لَّھُمَا، اِنْ شَفَاھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ یَّصُوْمُوْاثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ فَشَفِیَا وَ مَا مَعَھُمْ شَیْئٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِیٌّ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَیْبَرِیْ اَلْیَھُوْدِیْ ثَلَاثَۃَ اَصْوُعٍ مِّنْ شَعِیْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَۃُ صَاعًا وَاخْتَبَزَتْ خَمْسَۃَ اَقْرَاصٍ عَلٰی عَدَدِھِمْ وَ وَضَعُوْھَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ لِیَفْطُرُوْا، فَوَقَفَ عَلَیْھِمْ سَائِلٌ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ، مِسْکِیْنٌ مِّنْ مَسَاکِیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ اَطْعِمُوْنِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰہُ مِنْ مَّوَائِدِ الْجَنَّۃِ فَاٰثَرُوْہُ وَ بَاتُوْا وَلَمْ یَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَآءَ وَاَصْبَحُوْا صَائِمِیْنَ، فَلَمَّا اَمْسُوْا وَ وَضَعُوْا الطَّعَامَ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَقَفَ عَلَیْھِمْ یَتِیْمٌ فَاٰثَرُوْہُ وَجَاءَ ھُمْ اَسِیْرٌ فِی الثَّالِثَۃِ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذَالِكَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَخَذَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَام بِیَدِالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَ دَخَلُوْا عَلَی الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ ، فَلَمَّا اَبْصَرَھُمْ وَ ھُمْ یَرْتَعِشُوْنَ کَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّۃِ الْجُوْعِ قَالَ مَا اَشَدُّ مَایَسُوْءُ نِیْ مَا اَرٰی بِکُمْ وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَھُمْ فَرَاٰی فَاطِمَۃَ فِیْ

مِحْرَابِهَا قَدِ الْتَصَقَ بَطْنُهَا بِظَهْرِهَا وَغَارَتْ عَيْنَاهَا فَسَاءَهُ ذٰلِكَ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَقَالَ خُذْهَا يَا مُحَمَّدُ هَنَّاكَ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِكَ فَاقْرَأْهَا السُّوْرَةَ۔ ﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

ایک دن دونوں شہزادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بیمار ہو گئے۔ حضور اکرمؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ دونوں بچوں کے لئے اللہ کے دربار میں کوئی نذر مانو پھر ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان شہزادوں کو شفاء عطا فرمائے گا۔ پس حضرت علیؓ سیّدہ فاطمہؓ اور ان کی لونڈی فضّہ نے دربارِ الٰہی میں کوئی نذر مانی یعنی تین روزوں کی نذر مان لی۔

"اَنْ يَّصُوْمُوا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَشَفِيَا"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفاء کاملہ دے دی اور ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ حضرت علیؓ نے شمعون الخیبریؑ یہودی سے کچھ جو اُدھار لئے۔ حضرت فاطمہؓ نے ان میں سے تھوڑے سے پکا لئے اور شام کو اپنے سامنے رکھ کر روزہ افطار کرنے کا انتظار کرنے لگے پس عین افطاری کے وقت ایک سوالی آ گیا۔

اس نے کہا: اے اہل بیت محمدؐ السلام علیکم: میں مسلمان مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔ اللہ کریم تمہیں کھلائے گا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے وہ کھانا پکا پکایا اس مسکین کو کھلا دیا۔ اور خود پانی سے روزہ افطار کیا اور رات بھر بھوکے رہے۔

چلی تھی باپ کے گھر سے نبیؐ کی لاڈلی پہنے
حیا کی چادریں، عفت کا جامہ، صبر کے گہنے

صبح پھر دوسرے دن کو روزہ رکھا۔ سارا دن گزر گیا۔ دوسرے دن شام کو عین افطاری کے وقت ایک یتیم دروازہ پر آ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں دو دن کا بھوکا ہوں۔ میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ دھکے کھاتا ہوا پریشان حال اہل

بیت کے دروازے پر کھانا کھانے کے لئے آیا ہوں اور سنا ہے آل محمدؐ کا گھرانہ کبھی بھی دروازے پر آئے ہوئے کسی سوالی کو خالی نہیں بھیجتے۔ چنانچہ آل محمدؐ نے وہ پکا پکایا کھانا اس یتیم کو دے دیا۔

تیسرے دن سحری کے وقت پھر روزہ رکھا شام کا پھر وقت آیا اور ایک قیدی نے دروازہ پر آواز دی۔ آل محمدؐ نے پھر سارا کھانا اس قیدی کو دے دیا اور روزہ پانی سے افطار کیا۔ اور ساری رات پھر بھوک سے گزاری۔ پس جب چوتھے دن صبح ہوئی تو حضرت علیؓ نے حسنؓ، حسینؓ کا ہاتھ پکڑا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالت یہ تھی کہ سارے بھوک کی وجہ سے پارہ کی طرح کانپ رہے تھے اور چہرہ انور پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ سرور عالمؐ نے سب سے پیار کیا اور دونوں شہزادوں کو گود میں بٹھا لیا۔ اور ادھر آسمانوں سے سید الملائکہ حضرت جبرائیل امینؑ امام الانبیاء ﷺ کی خدمت میں یہی مذکورہ آیات لے کر حاضر ہو گئے اور اہل بیتؓ کی شان میں قرآن نازل ہوا۔

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ○

﴿الدھر۔ ۸۔ ۹﴾

”اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ“

﴿تفسیر کبیر رازیؒ﴾

شاہ مردان یہودی دے گھر کرن گیا مزدوری
اُس توں اُچا کون گھرانہ کردا جو مغروری

کر کے کار جواں دے دانے پیر علیؓ گھر لیایا
جیونکر وچہ تفسیر محمد حافظ ذکر لیایا

حضرت علیؓ کے لئے مصطفیٰ ﷺ کا بستر مبارک

ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر بلاخوف سو جانے کی ہدایت فرمائی اور ساتھ ہی لوگوں کی امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد کیں کہ صبح ہوتے ہی یہ مالکوں کو ادا کر دی جائیں۔ اس اخلاق کی کتنی مثالیں تاریخ کے پاس ہیں۔ کہ ایک فریق تو قتل کی سازش کر رہا ہے اور دوسرا فریق اپنے قاتلوں کو امانتیں ادا کرنے کی فکر میں ہے۔

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

"سُبحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیم"

دوسرا خطبہ

قلعہ خیبر اور حضرت علیؓ

خیبر میں یہودیوں کی بستی تھی۔وہاں ان کا قلعہ بھی تھا۔جنگی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔اسلامی ریاست کے خلاف نہایت ہی فعال سیاسی اڈہ تھا اور جنگی سازشوں کا مرکز بھی تھا۔وہاں پر جنگ لڑی گئی۔کئی دن لڑائی میں گزر گئے مگر خیبر کا قلعہ فتح نہ ہوسکا آخر ایک دن آفتاب پوری آب وتاب کے ساتھ چمک کر زوال پذیر ہورہا تھا۔اوراس دن کی لڑائی بھی اختتام پذیر ہوئی مگر قلعہ فتح نہ ہوسکا اس شام کو سرورکونین ﷺ نے فرمایا کل جب صبح ہوگی تو

لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔

میں اپنا جھنڈا کل اس آدمی کو دوں گا جو اللہ ورسول کا محبوب ہے! اور وہ اللہ ورسولؐ کا محب بھی ہے۔راوی کہتے ہیں کہ ساری رات لوگ سو نہ سکے۔

"فَبَاتَ النَّاس یَدُوْ کُوْنَ لَیْلَتَھُمْ اَیُّھُمْ یُعْطَاھَا"

ساری رات لوگ آپس میں گفتگو کرتے رہے کہ دیکھئے صبح کس قسمت والے کو جھنڈا ملتا ہے۔

"فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا"

صبح ہوئی تو لوگ دوڑے بارگاہ رسالت میں آئے۔ہر ایک کی تمنا ہے کہ جھنڈا مجھے ملے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس لمحے سب صحابہؓ کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوں گی۔

نگاہیں سب کی اٹھی ہوئی تھیں۔ کہ دیکھئے کس کا نام زبان نبوت پر آتا ہے؟ ادھر زبان نبوت نے جنبش فرمائی۔ اور ادھر صحابہ کرامؓ کے مجمع پر مکمل سناٹا طاری ہو گیا۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

"اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ؟"

"علی المرتضیٰؓ کہاں ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا

"ھُوَ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ"

علیؓ کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ سرور کائناتؐ نے فرمایا کہ ان کو بلاؤ۔ چنانچہ علیؓ المرتضیٰ کو بارگاہ رسالتؐ میں لایا گیا۔

"فَبَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَ دَعَا لَہٗ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَ جَعٌ"

حبیب کبریاؐ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کی دکھتی ہوئی آنکھوں پر اپنا لعاب مبارک لگایا۔ اور دعا بھی فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کو یوں صحت یاب فرما دیا جیسے ان میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

سوہنے پیرؐ نے علیؓ نوں طلب کیتا اکھاں دُکھدیاں کجھ دِسیاں نے

لب لا کے سوہنےؐ نے دم کیتا سرخی اُڈ گئی ہو ہوائیاں نے

سوہنے منگ دعا تلوار دتی تینوں رب بخشے وڈیایاں نے

نعرہ بول تکبیر دا ٹُرے حیدرؓ کرن کافراں خوب صفائیاں نے

مرحب جہے مقابلے وچہ آئے علیؓ کیتیاں مار صفایاں نے

جوش نال اکھاڑ دتا تخت خیبر واہ واہ طاقتاں رب عطایاں نے

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو جھنڈا تھما دیا اور محبؐ اور محبوب ہونے کی سند بھی عطا فرما دی۔

جھنڈا ہاتھ میں تھام کر حضرت علیؓ نے عرض کیا۔

”یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا“

کہ میں اس وقت تک یہودیوں سے جنگ جاری رکھوں گا جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں۔ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا:

اے علیؓ!

میدان جنگ میں پہنچ کر پہلے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا۔

”فَوَاللّٰہِ اَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ“ ﴿بخاری شریف﴾

اللہ کی قسم! تمہارے ہاتھ پر اگر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے وہ تمہارے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

Narrated Sahl bin Sa'd ؓ: Allah's Apostle ﷺ said, "Tomorrow I will give the flag to a man with whose leadership Allah will grant (the Muslim) victory. "So the people kept on thinking the whole night as to who would be given the flag. The next morning the people went to Allah's Apostle ﷺ and every one of them hoped that he would be given the flag. The Prophet ﷺ said, "Where is Ali bin Abi Talib?" The people replied, "He is suffering from eye trouble. O Allah's Apostle." He said, "Send for him and bring him to me." So when Ali came, the Prophet ﷺ spat in his eyes and invoked good on him, and he became alright as if he had had no ailment. The Prophet ﷺ then gave him the flag 'Ali said, "O Allah's Apostle! Shall I fight them (i.e. the enemy) till they become like us?" The Prophet ﷺ said, "Proceed to them steadily till you approach near to them and then invite them to Islam and inform them of their duties towards Allah which Islam prescribes for them, for by Allah, if oneman is guided on the right path (i.e. converted to Islam) through you,' it would be better for you than (a great number of) red camels,'

حضرت علیؓ مرحب کے مقابلہ پر

حضرت علیؓ جھنڈا تھام کر میدان جنگ میں اترے۔ یہودیوں کا سپہ سالار مرحب رجز پڑھتا ہوا نکلا جو اس نے حضرت عامرؓ کے مقابلے کے وقت پڑھا تھا۔

"اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ مَرْحَبْ"

خیبر جانتا ہے کہ میں وہ ہوں کہ ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے۔ جب آتش جنگ بھڑکنے لگتی ہے۔ تو میں ہتھیار بند بہادر اور جنگ آزمودہ ہوتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا۔

"اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرْ"

میں وہ ہوں ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے میں جنگل کے اس شیر کی طرح ہوں جو نہایت ہی خوفناک صورت ہوتا ہے۔ میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلے اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں۔ یعنی اینٹ کے جواب میں پتھر دیتا ہوں۔ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ نے آگے بڑھ کر مرحب کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ خیبر کا قلعہ قموص فتح ہو گیا۔ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو فاتح خیبر کا اعزاز مل گیا۔ ﴿صحیح مسلم شریف﴾

دُل دُل دا اسوار ہووے گا، خیبر وَل دَل کرسی
وَل وَل سٹ سی لکھ کفاراں، جس پاسے منہ دھرسی
چوٹ اُوہدی کوئی قلعہ نہ جھلسی، دشمن مل سن منجہ
سو رستم لکھ بہمن ثانی، جھل نہ سکن پنجہ
حیدر صفدرؓ شیر بہادر، شاہ دلیر سپاہی
ودھ سورج تھیں روشن ہوسی، کرسی دور سیاہی

ایک مقام پر سرور کائناتؐ نے حضرت علیؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

اَلَا تَرْضٰی اَنْ یَّکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ۔ ﴿بخاری شریف﴾

اے علیؓ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارونؑ تھے۔البتہ یہ بات ضرور ہے اب میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔

And narrated Sa'd ﷺ that the Prophet ﷺ said to Ali, "Will you not be pleased from this that you are to me like Aaron was to Moses?"

ایک دفعہ آپ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ" ﴿صحیح بخاری﴾

اے علیؓ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

حضرت علیؓ "عشرۃ مبشرۃ" میں

وَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ، وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ، وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ، وَ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ، وَ طَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ، وَ الزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ، وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ، وَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّۃِ، وَ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّۃِ، وَاَبُوْعَبِیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّۃِ۔ ﴿ترمذی شریف﴾

ناطق وحی حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ و سعیدؓ و عبدالرحمٰن بن عوفؓ و ابوعبیدہ بن جراحؓ سب جنتی ہیں۔

حضرت علیؓ کا مقام انتہائی اونچا

آپؓ پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ﴿الاحزاب۔۳۳﴾

اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ اہل بیت نبیؐ سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔

اس آیت کے نزول کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ کو بلایا اور ان کے اوپر اپنی چادر ڈال کر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ﴿جامع ترمذی﴾

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان کے دلوں سے میل کچیل دور کر دے اور ان کے قلوب پاکیزہ کر دے۔

حضرت علیؓ کی کنیت ابوتراب

ایک دن حضرت علیؓ، حضرت ''فَاطِمَۃُ الزَّھْرَا ؓ'' سے کسی بات پر ناراض ہو کر مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا۔ حضرت علیؓ کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کی ابا جان وہ مسجد میں ہوں گے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی ایسی بات ہو گئی ہے۔ جس سے وہ ناراض ہو گئے اور یہاں قیلولہ نہیں کیا آخر رسول اللہ ﷺ فوراً مسجد میں تشریف لائے دیکھا تو حضرت علیؓ وہاں فرش مسجد پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی چادر سرک گئی تھی اور پیٹھ پر مٹی لگی ہوئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ ان کی پشت سے مٹی جھاڑنے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے۔

فَجَعَلَ یَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهٖ فَیَقُوْلُ اِجْلِسْ یَا اَبَا تُرَاب

اٹھو اے ابوتراب ؓ:

یعنی اے مٹی کے باپ اٹھو اس دن سے حضرت علیؓ کی یہی کنیت ہوگئی۔

حضرت علیؓ اس کنیت کو بے حد پسند کرتے تھے اور جب کوئی انہیں اس کنیت سے پکارتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے۔

﴿صحیح بخاری و صحیح مسلم﴾

فاطمہؓ و علیؓ دربار رسالتؐ میں

حضرت فاطمہؓ اپنے گھر میں چکی پیسا کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے تھے۔

نُوْرِ چَشْمِ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْن ۝ آں اِمَامِ اَوَّلِیْنُ و آخِرِیْن

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غلام آئے سیّدہ فاطمہؓ کو معلوم ہوگیا۔ لہٰذا وہ بھی اپنے ابا جان کے مکان پر گئیں۔ تاکہ آپؐ سے اپنے کام کے لئے ایک غلام طلب کریں۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت گھر پر نہ تھے۔ سیّدہ فاطمہؓ کی ملاقات حضرت عائشہؓ سے ہوگئی۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنا سارا مدعا ان کو سنایا اور خود واپس گھر آ گئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپؐ کو حضرت فاطمہؓ کے آنے کا سارا مقصد بھی سنا دیا۔ اسی رات کو رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچ گئے جب آپؐ ان کے گھر پہنچے تو وہ اور حضرت علیؓ اپنے اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ حضرت علیؓ نے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو فرمایا اپنی جگہ پر لیٹے رہو اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے

آنحضرتؐ کے حکم کی تعمیل کی۔ رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے درمیان میں جا کر بیٹھ گئے۔ آپؐ کا قدم مبارک حضرت علیؓ کے سینہ سے چھو رہا تھا انہوں نے آپؐ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک بھی محسوس کی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں جو اس چیز سے بدرجہا بہتر ہے۔ جس کا تم نے سوال کیا ہے۔ یہ کہ جب تم بستر پر لیٹ جاؤ تو

☆ (۳۳) مرتبہ : سُبْحَانَ اللّٰه،

☆ (۳۳) مرتبہ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ،

☆ (۳۴) مرتبہ : اَللّٰهُ اَكْبَر.

پڑھ لیا کرو یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ ﴿بخاری شریف﴾

گر تو خواہی زیستن با آبرو ٥ ذِکر اُو کُن ذِکر اُو کُن ذِکر اُو

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

حضرت علیؓ پانچ (۵) سال تک خلافت پر متمکن رہے۔ آپ نے ۴۰ھ (۱۸) رمضان المبارک میں ابن ملجم خارجی کے ہاتھوں کوفہ میں بروز اتوار جام شہادت نوش کیا۔ حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ نجف (عراق) میں دفن ہوئے۔ کل عمر تقریباً ۶۳ سال تھی۔

اس فقیر ابو اسحاق پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری نے اپنے دورہ عراق میں کوفہ اور نجف میں بھی حاضری دی۔ بندہ نجف میں حضرت علیؓ کی قبر کے قریب مدرسہ میں دیر تک قیام پذیر رہا وہاں کے علماء نے ہمارا از حد زیادہ استقبال کیا۔ یہ حکومت عراق کی طرف سے سرکاری دورہ تھا۔ کربلا میں امام حسینؓ کے مزار پر بھی حاضری دی کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؓ اور دو بچوں کی قبروں کی زیارت کی۔ حضرت سلمان

فارسیؓ کی قبر پر بھی حاضری ہوئی۔ بغداد میں علم وعمل کے مراکز دیکھے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کی مسجد میں نمازیں ادا کیں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مسجد میں جمعۃ المبارک ادا کیا اور قبر پر دعا کی۔ بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے ''فُنْدُقُ اَلْکَاظِمِیَّۃِ'' میں میرا قیام تھا۔ عربی اخبارات میں ہمارے دورے کی خبریں شائع ہوئیں اسی دورہ میں کویت کا وزٹ ہوا اور تین یوم کے لئے ''**جمیعة احیاء التراث الاسلامی**'' کے مکتب میں مہمان بنا۔ بعد میں سعادت عمرہ کے لئے بندہ نے ''اَلْحَرَمَیْنُ الشَّرِیْفَیْن'' میں حاضری دی۔ اسی دورہ میں مصر اور متحدہ امارات کی سات (۷) ریاستوں کا تبلیغی سفر بھی کیا۔ بعد ازاں کئی مرتبہ مجھے ان ممالک میں جانا نصیب ہوا۔

قرطاس وقلم کی صحبت

یَلُوْحُ الْخَطِّ فِی الْقِرطَاسِ دَھْرًا ○ وَکَا تِبُہٗ رَمِیْمٌ فِی التُّرَاب

خوش نصیبی ہے کہ میری زندگی کے لیل ونہار قران وحدیث کی تبلیغ وتدریس میں گزر رہے ہیں۔ میری خطابت کے اسرار ورموز کا آج پچیسواں (۲۵) سال ہے۔ بنا بریں لاکھوں فرزندان توحید سے تعلق خاص ہے۔ صبر وشکر اور نماز سے مدد لیتے ہوئے میں نے فرصت کے لمحات کو غنیمت جانا اور لاہور سے ایک سو پچاس (۱۵۰) کلومیٹر کے فاصلہ پر ضلع قصور کے سرحدی قصبہ کنگن پور مرکز اسلام ''الجامعۃ الابراھیمیہ'' میں رہ کر اپنے آپ کو قرطاس وقلم کی صحبت کے لئے وقف کر دیا۔ نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ''مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ'' ہدیۂ ناظرین ہے۔

ہم پرورش لوح قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے وہ رقم کرتے رہیں گے

امید ہے کہ قارئین "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" سے اپنے دل و دماغ کو معطر کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ "شَبَابُ الْمُسْلِمِیْن" کو بالخصوص "مِسْکُ الْمَدِیْنَۃ" سے محبت نصیب فرمائے۔ آمین۔

جاں اکھ کھلی تاں دنیا ڈٹھی گلشن نظریں آئی
اساں نال توجہ ہر پھل سنگیا، سانوں بو فنا دی آئی
ایس تھیں پچھے اسیں دنیا چھڈی حرص نہ رہ گئی کائی
ہن ایہو گل اسیں لوکاں نوں دس دے نہ پھسیو ایتھے بھائی

دعائے خیر

دعا ہے کہ یہ مقالہ بعنوان "مناقب وفضائل حضرت علیؓ" میرے دیگر مقالات "سِرَاجًا مُّنِیْرًا" حسن یوسفؑ، شان ابوبکر صدیقؓ، مقام فاروق اعظمؓ، شان عثمان غنیؓ کی طرح مخلوق خدا میں مقبول و مبرور ہو اور اللہ ہمیں اہل بیتؓ اور جملہ صحابہ کرامؓ کا فدا کار و جاں نثار بنائے۔ آمین۔

یہ مقالہ ملک و قوم کی طرف سے میرے لئے "ستارہ امتیاز" کا موجب بنے۔ آمین۔

دلوں کو مرکز مہر و وفا کر ○ حریم کبریا سے آشنا کر
جنہیں نان جویں بخشی ہے تو نے ○ انہیں بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

یَارَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

از۔ پروفیسر خادم قصوری

مِسکُ المَدِیُنَہ

کے اختتام پر قارئین کی

روحانی ترقی کے لئے

مزید چند تحائف
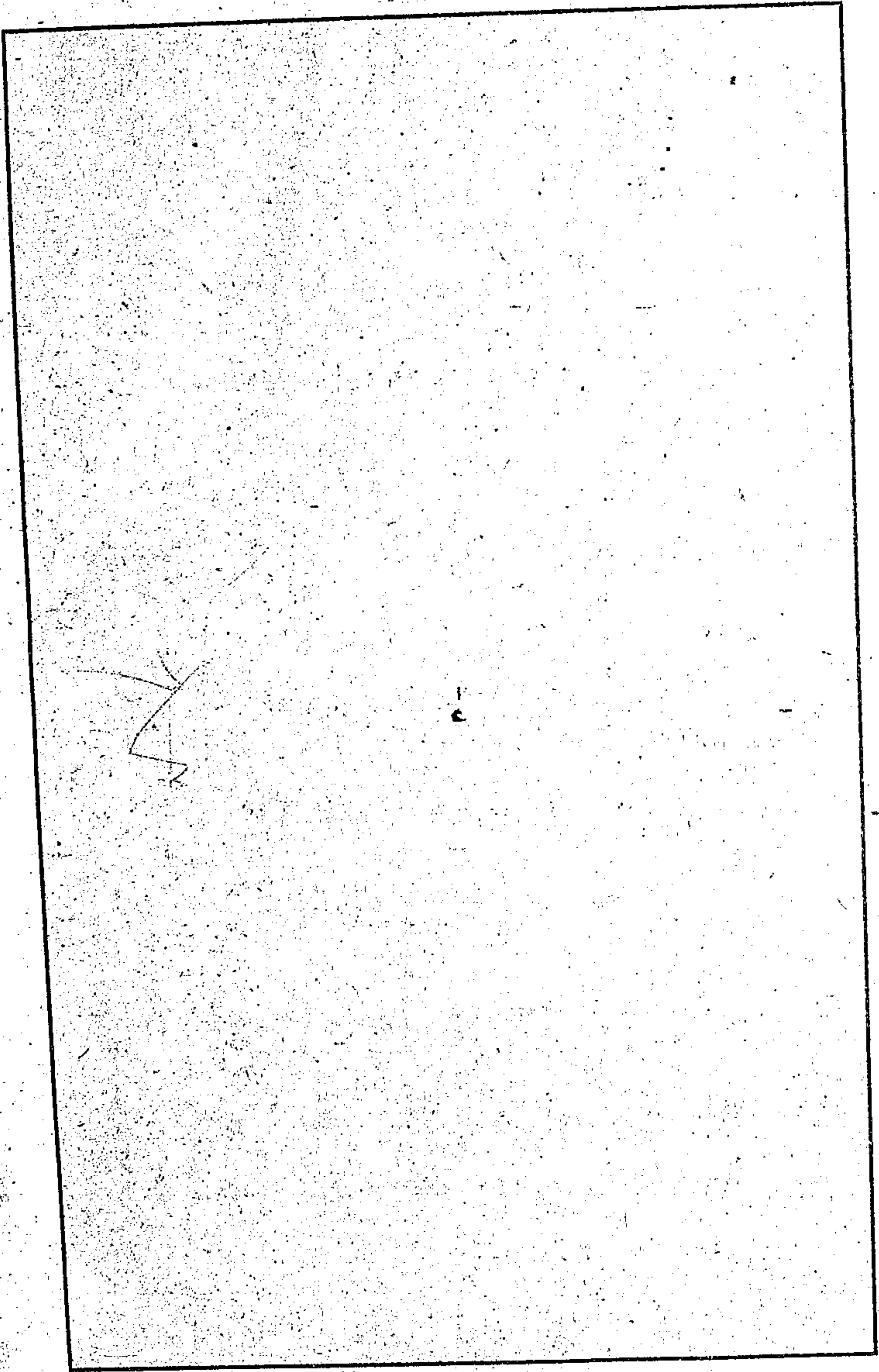
اللہ تعالیٰ کی محبت اسلام کی بنیاد ہے

ابوبکر الکتانی رحمۃ اللہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:
ابوبکر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ایک دفعہ موسم حج میں مختلف ممالک سے علما اور شیوخ مکہ مکرمہ میں جمع تھے کہ محبتِ الٰہی کا مسئلہ چھڑ گیا۔ اس اجتماع میں سب سے کم عمر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ علماء نے پوچھا کہ آپ کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ بڑے بڑے علمائے کرام کی یہ فرمائش سُن کر دم بخود رہ گئے اور چند منٹ کے لیے سَر جھکا دیا۔ پھر سَر اٹھایا تو آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح بہہ رہے تھے اور زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ

عَبْدٌ ذَاهِبٌ عَنْ نَفْسِهٖ	بندہ اپنے آپ سے بے خود ہو۔
مُتَّصِلٌ بِذِكْرِ رَبِّهٖ	اپنے ربّ کریم کے ذکر میں مصروف ہو
قَائِمٌ بِأَدَاءِ حُقُوقِهٖ	اُسکے حقوق کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول ہو
نَاظِرٌ إِلَيْهِ بِقَلْبِهٖ	دلی توجہ سے اس کی طرف نظر جمائے ہوئے ہو
أَحْرَقَ قَلْبَهٗ أَنْوَارُ هَيْبَتِهٖ	ربّ کریم کے ڈر اور خوف کے نُور نے اس کے دل کو جلا دیا ہو۔
وَصَفَا شَرَابُهٗ مِنْ كَأْسِ مَوَدَّتِهٖ	اور اللہ کی محبت کے پیالے سے خالص مشروب پیتا ہو
وَانْكَشَفَ لَهُ الْحَيَاءُ مِنْ أَسْتَارِ غَيْبِهٖ	اور اُس کے غیب کے پردوں سے اس کے لیے حیا واضح ہو جائے
فَإِنْ تَكَلَّمَ فَبِاللّٰهِ	اگر وہ بولتا ہے تو اللہ سے
وَإِنْ نَطَقَ فَعَنِ اللّٰهِ	بات کرتا ہے تو اللہ کی
وَإِنْ تَحَرَّكَ فَبِأَمْرِ اللّٰهِ	حرکت کرتا ہے تو اللہ کے حکم سے
وَإِنْ سَكَنَ فَمَعَ اللّٰهِ	سکون میں آتا ہے تو اللہ سے

فَهُوَ لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَمَعَ اللّٰهِ   پس یہ بندۂ ناچیز اللہ کے لیے، اللہ کے ساتھ اور اللہ ہی کی معیت میں ہے۔

(فتح المجید)

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے مندرجہ بالا کلام نکل رہا تھا اور تمام علمائے کرام پر سناٹا چھایا ہوا تھا اور سب علمائے کرام زار و قطار رو رہے تھے۔ جب حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہوئے تو سب نے کہا کہ اے تاج العارفین! آپ نے اس پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ یہ کہا اور مجلس برخاست ہو گئی۔"

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ محبت الٰہی پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

" اللہ تعالیٰ کی محبت ان امور سے پیدا ہوتی ہے :۔

۱ــــ قرآن کریم کی اس طرح تلاوت کرنا کہ ہر لفظ کے معانی، مفہوم اور اس کے تقاضوں پر غور و فکر اور تدبر کیا جائے۔

۲ــــ فرض نماز کے بعد نوافل کی کثرت، تاکہ اللہ کا قرب حاصل ہو سکے۔

۳ــــ دل، زبان، عمل اور حال سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ جتنا ذکر کثرت سے ہوگا اتنی ہی محبت تیز ہو گی۔

۴ــــ جب انسان پر شہوات کا غلبہ ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبوب اشیاء کو اپنی محبوب اشیاء پر فوقیت دے۔

۵ــــ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اس کے مشاہدات پر غور و فکر اور مطالعہ کرنا اور اس معرفت کے باغوں اور میدانوں میں سیر کرنا۔

۶ــــ اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی انعامات اور احسانات کا مشاہدہ کرنا۔

۷ــــ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دل کو انتہائی انکساری کی حالت میں پیش کیے رکھنا۔

۸ــــ جب اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا میں نزول فرماتا ہے اس وقت اپنے آپ کو بالکل یکسو اور علیحدہ رکھنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اور تلاوت ختم کرے تو توبہ اور استغفار پر اختتام کرنا یہی وہ اسباب ہیں جن سے محبین کا گروہ محبت کی منزلیں طے کر کے اپنے محبوب تک پہنچتا ہے۔"

وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين ۝

عبادات کی جتنی بھی اقسام ہیں توکل علی اللہ ان تمام عبادات سے عظیم تر ہے کیونکہ اعمالِ صالحہ کا دارو مدار توکل ہی پر ہے۔

جب ایک انسان ساری دنیا سے کٹ کر اپنے دینی اور دنیاوی تمام امور میں اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیتا ہے تو اس کے اخلاص میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور اس کا معاملہ اللہ سے ہو جاتا ہے۔

توکل علی اللہ ایاک نعبد وایاک نستعین کی بڑی بڑی منزلوں میں سے ایک منزل ہے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک کتاب میں فرمایا ہے کہ

مجھے اپنی عزت کی قسم جو شخص صرف مجھے ہی اپنا ملجا و ماویٰ بنالے۔ اس کے بعد اگر ساتوں آسمان اور اس کے رہنے والے، اور ساتوں زمینیں اور اس میں رہنے والے سب مل کر بھی میرے اس خاص بندے کے خلاف محاذ قائم کرلیں تو میں اپنے بندے کو پھر بھی ان کے چنگل سے بچالوں گا۔

اور جو شخص مجھے چھوڑ دے اور مجھ سے اعراض کرلے، تو میں تمام اسباب کو ختم کر دوں گا۔ اور اس کے قدموں تلے سے زمین نکال کر اس کو فضا میں معلق کر دوں گا اور اسے اس کے نفس ہی کے سپرد کر کے چھوڑ دوں گا۔

خبردار!! میں اپنے بندے کے لیے اکیلا کارساز ہوں جب تک میرا بندہ میری اطاعت و فرمانبرداری میں رہے گا، میں اسے بغیر سوال کیے دیتا چلا جاؤں گا اور اس کی پکار سے پہلے اس کی دعا قبول کر دوں گا۔ کیونکہ میں اس کی حاجت کو اس سے زیادہ جانتا اور سمجھتا ہوں۔"

ایک حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جب تم کسی بڑی مصیبت میں گھر جاؤ تو یہ دعاء وردِ زبان رکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کرے گا۔ وہ عظیم دعا یہ ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ

توکل علی اللہ

کو مومنوں کی ایک خاص علامت قرار دیا گیا ہے

اس بات کی سخت مذمت کی گئی ہے کہ کوئی شخص کسی کے بارے میں اس طرح اللہ کی قسم کھائے کہ وہ فلاں شخص کو معاف نہیں کرے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَآخِيَيْنِ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ

بنی اسرائیل میں دو شخص ایک دوسرے سے برادرانہ مراسم رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک گنہگار تھا۔ اور دوسرا بہت عبادت گزار۔

فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ ، أَقْصِرْ فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ أَقْصِرْ

عبادت گزار اپنے دوست کو گناہ میں ملوث دیکھتا تو ہمیشہ یہ کہتا کہ تم گناہ سے باز آجاؤ۔ ایک روز اسے گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہا اب تو رک جاؤ۔

فَقَالَ ، خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا ؟

گنہگار نے جواب دیا مجھے میرے رب کے سپرد کر دو کیا تم کو میرا نگران بنایا گیا ہے؟

قَالَ ، وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لَكَ وَلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ

عابد نے کہا بخدا اللہ تعالیٰ نہ تیری مغفرت فرمائے گا اور نہ تجھے جنت میں داخل کرے گا۔

فَقُبِضَتْ أَرْوَاحُهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لِهَذَا الْمُجْتَهِدِ أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا؟

اب ان دونوں کی روح قبض کر لی گئی اور انہیں پروردگارِ عالم کے پیش کیا گیا۔ اللہ نے عابد سے فرمایا کیا تجھے میرے بارے میں علم تھا یا میرے انعامات پر تجھے قدرت حاصل تھی؟

فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ ، اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ

گنہگار کو حکم دیا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

وَقَالَ لِلْآخَرِ ، اِذْهَبُوْا بِهِ إِلَى النَّارِ (رواہ ابوداؤد)

اور عابد کے متعلق فرشتوں کے نام فرمان جاری کیا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جاؤ

"مصادر و مراجع مسک المدینۃ"

نمبرشمار	اسم الکتاب
۱۔	المعجم المفهرس للالفاظ القران کریم
۲۔	المعجم المفهرس للالفاظ الحدیث النبوی ﷺ
۳۔	الجامع الصحیح البخاری محمد بن اسماعیل البخاریؒ
٤۔	الجامع الصحیح لمسلم مسلم بن الحجاج القشیریؒ
٥۔	جامع ترمذی ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی الترمذیؒ
٦۔	سنن ابی داؤد۔ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ
۷۔	سنن نسائی۔ ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب النسائیؒ
۸۔	سنن ابن ماجه۔ ابو عبد الله محمد بن یزید بن ماجه القزوینیؒ
۹۔	مشکوٰۃ المصابیح۔ ولی الدین محمد بن عبد الله التبریزیؒ
۱۰۔	مسند احمد۔ الامام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ
۱۱۔	تفسیر الکبیر۔ الامام العلامه فخر الدین رازیؒ
۱۲۔	روح المعانی۔ علامه سیّد محمود آلوسی بغدادیؒ
۱۳۔	تفسیر ابن کثیر۔ اسماعیل بن کثیر الدمشقیؒ
١٤۔	تفسیر مظهری۔ علامه قاضی ثناء الله پانی پتیؒ
١٥۔	تفسیر کشاف۔ علامه زمخشریؒ
١٦۔	تفسیر صفوۃ التفاسیر۔ الاستاذ محمد علی الصابونیؒ
۱۷۔	التفسیر الواضح۔ الدکتور محمد محمود حجازیؒ

نمبر شمار	اسم الکتاب
۱۸۔	تفسیر حسینی
۱۹۔	تفہیم القرآن۔ الاستاذ السید ابو الاعلیٰ المودودیؒ
۲۰۔	زاد المعاد۔ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن بکر بن ایوب المعروف ابن القیمؒ
۲۱۔	فتح الباری۔ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ
۲۲۔	تیسیر الباری شرح صحیح البخاری۔ علامہ وحید الزمانؒ
۲۳۔	سیرت ابن ہشام۔ ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیریؒ
۲۴۔	طبقات ابن سعد۔ محمد بن سعدؒ
۲۵۔	مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب النجدیؒ
۲۶۔	الرحیق المختوم۔ الدکتور الاستاذ صفی الرحمن المبارکفوریؒ
۲۷۔	الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰؐ۔ القاضی عیاضؒ
۲۸۔	رحمۃ للعالمین۔ محمد سلیمان سلمان المنصور فوریؒ
۲۹۔	تفسیر معالم التنزیل
۳۰۔	مستدرک حاکم
۳۱۔	تاریخ ابن خلدون
۳۲۔	اسد الغابۃ
۳۳۔	البدایۃ والنہایۃ
۳۴۔	ابن عساکر

مصنف "مسک المدینۃ" کا مختصر تعارف

ممتاز دینی سکالر، علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری نے پنجاب یونیورسٹی سے انگریزی و فارسی کے ساتھ اعلیٰ نمبروں میں .B.A کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی اور بہاولپور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات ممتاز پوزیشن میں کیا۔

بسلسلہ دینی تعلیم ،کراچی بورڈ سے فاضل عربی، فیصل آباد سے "وفاق المدارس السلفیة" اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام بنس روڈ کراچی نمبرا سے درس نظامی مکمل کیا۔کوٹ رادھا کشن کے نواحی قصبہ موضع بت (توحید آباد) میں 1956ء میں راجپوت میواتی گھرانے میں پیدا ہوئے۔تحریک پاکستان کے وقت آپ کے والد ضلع گوڑ گانواں (انڈیا) سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ خاندانی مسلم لیگی ہیں۔اب آپ کا قبیلہ کنگن پور میں آباد ہے۔آپ نے ایک عرصہ تک کراچی میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بعد ازاں بیگم کوٹ لاہور، محلہ گورونا نک پورہ گوجرانوالہ، ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ، جامعہ فریدیہ قصور، گھوڑے شاہ لاہور، رحمانی چوک پتوکی، مین بازار کنگن پور میں خطابت وامامت کے فرائض بخوبی انجام دیئے اور خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ هذا من فضلِ ربّی

— آپ کی تقاریر میں تحقیقی رنگ غالب ہوتا ہے۔فرقہ واریت سے ہمیشہ بالاتر رہے اور دہشت گردی کی مذمت کی۔آپ نے تحریک ختم نبوت میں عزیمت واستقامت دکھائی اور اکیس روز تک کراچی میں پس دیوار زنداں رہے۔تحریک نظام مصطفیٰ میں وقت کے حکمرانوں کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور اس جرم کی پاداش میں دو ماہ تک گوجرانوالہ جیل میں اسیر رہے۔

آپ نے ضلع قصور میں چونیاں، کنگن پور، الہ آباد، تلونڈی کے حلقہ سے صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑ کر عملی سیاست میں حصہ لیا۔انتخابات میں امیدواران آپ کے سحر آفرین خطابات سے مستفید ہوتے ہیں۔ملک بھر میں محبوب عوام اور ہر دلعزیز ہیں۔ مینار پاکستان اور موچی دروازہ آپ کی للکار کا گواہ ہے۔ جرائد ورسائل میں آپ کے تحقیقی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ پانچ زبانوں پر دسترس حاصل ہے۔کمال درجے کا حافظہ اللہ نے عطا کیا ہے۔آپ نے اسلامی ممالک بالخصوص سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات، مصر، مسقط اور عراق کے متعدد تبلیغی اور مطالعاتی دورے کئے۔حج "بیت اللہ" کی سعادت نصیب ہوئی۔کنگن پور ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل "الجامعة الابراهيمة" ایک دینی مرکز کے بانی ہیں۔ لاہور، سیالکوٹ اور قصور کے اضلاع میں آپ کی میواتی برادری اور عزیز واقارب کثیر تعداد میں آباد ہیں۔تحریر وتقریر کے ساتھ ساتھ آپ کا تدریسی غلغلہ بھی ہے۔

۱۹۹۷ء سے بسلسلہ تدریس آپ عظیم منصب پر فائض ہیں اور گورنمنٹ ڈگری کالج . . . . میں اسلامیات کے استاد ہیں۔ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اہم رول ادا کرنا چاہتے ہیں۔قلب کو گرمانے اور روح کو تڑپانے والے ایک سو عنوانات پر آپ کو عبور حاصل ہے۔

آپ کی تالیف "مسک المدينه" نہایت ہی اہم اور مفید علمی ریسرچ ہے۔جس سے یقیناً عالم اسلام فیض یاب ہوگا۔اللہ تعالیٰ صاحب ثروت اہل خیر کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ آپ کی تصنیف "مسک المدينة" کو منصۂ شہود پر لانے اور پھیلانے میں اپنی توانائیاں صرف کریں۔جس سے مخلوق خدا کا بھلا ہوگا۔اور نجات اخروی ودیدار الٰہی نصیب ہوگا۔انشاء اللہ آمین یا رب العالمين.

اھل الخیر

بالمقابل ریلوے اسٹیشن کنگن پور ضلع قصور سیّدی علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری نے بے آباد جگہ کو آباد کیا اور جنگل میں منگل لگایا۔

تعلیمات محمدیہؐ کا یہ مرکز اپنے پاکیزہ مشن کی طرف بتدریج رواں دواں ہے۔ اور تعمیرات کا کام بھی جاری ہے۔ "مرکز الاسلام" میں قرآن وحدیث کی تعلیم کا اعلیٰ انتظام ہے۔ طلباء کے لے کمرہ جات مسجد کی تزئین و آرائش اور تعلیم و تربیت کے لئے دردمند مخیرّ مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے مالی تعاون کی پُر زور درخواست ہے۔ جزاکُمُ اللّٰہُ تعالیٰ

کتنی ہی چھوٹی ہو نیکی تو اسے ہلکی نہ جان
رب کو بخشش کے لئے کوئی بہانہ چاہیئے

الدّاعی الی الخیر: صاحبزادہ محمد اسحاق خادم قصوری ایم اے
مدیر الجامعہ الابراھیمیہ
بالمقابل ریلوے اسٹیشن منڈی کنگن پور ضلع قصور پنجاب (پاکستان)
فون: 04449-820034

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فی مسجدی هذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام (متفق علیہ)

چوبیس (۲۴) مقالات کا کستوری سے معطر مجموعہ

مسائل المدینہ

(مدینے کی خوشبو)

تصنیف و تالیف

خادم القرآن والحدیث

علامہ پروفیسر محمد ابراہیم خادم قصوری آف سنگن پور

الناشر مولانا عبداللطیف ربانی

مکتبہ اصحاب الحدیث
مچھلی بازار ○ اردو بازار ○ حسن مارکیٹ ○ لاہور